

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الْاٰتِ اَوْلِیَآءِ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ

ترجمہ: سن لو بے شک اللہ کے ولیوں پر نہ کچھ خوف ہے اور نہ کچھ غم۔

صحائف اشرفی

حصہ اول

در تذکرہ حیات مخدوم سمنال علیہ الرحمہ و در بیان سفر عرب و عجم حضور اشرفی میاں علیہ الرحمہ

باہتمام
اشرف العلماء حضرت علامہ الحاج
سید حامد اشرف
الاشرفی الجیلانی کچھوچھوی

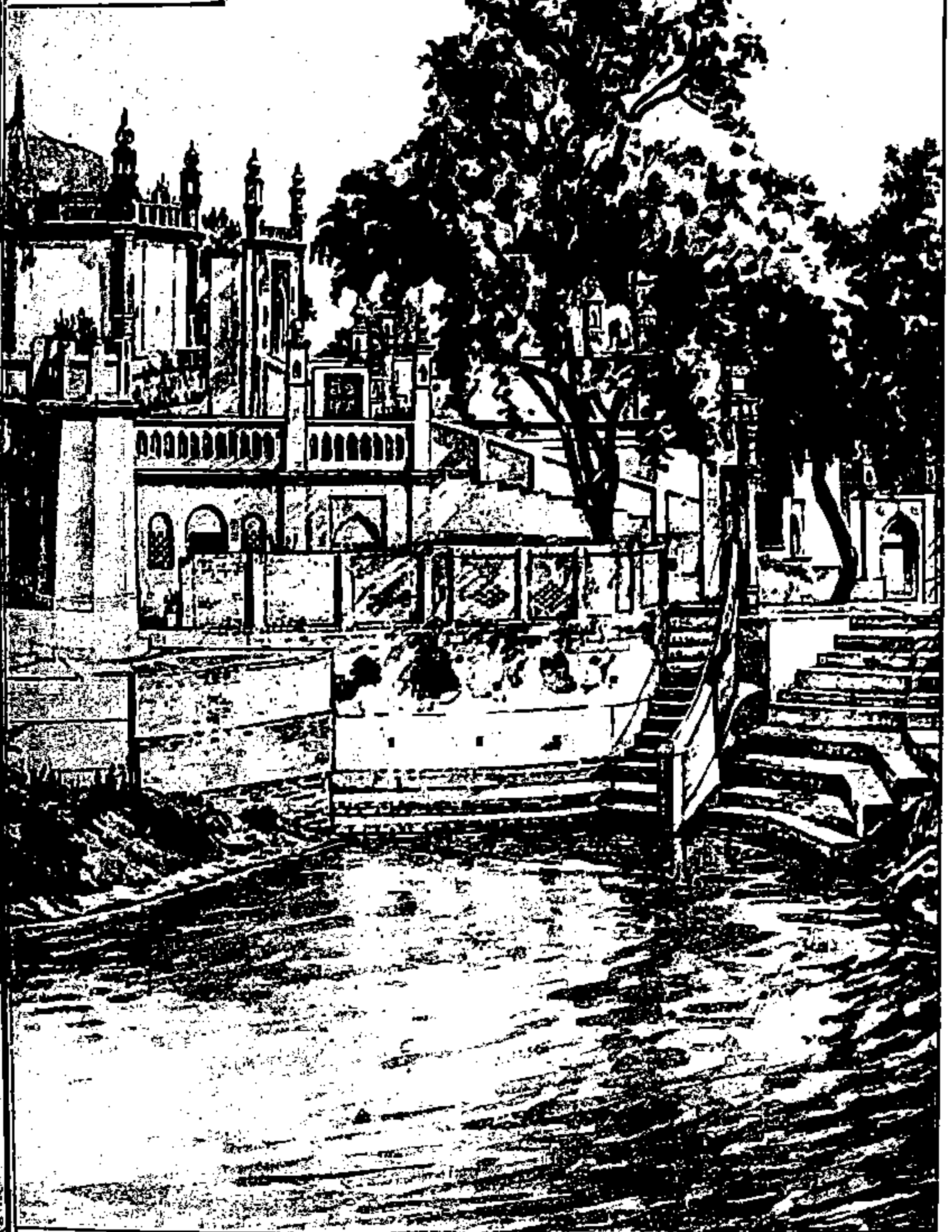
مترجم
اعلیٰ حضرت شیخ الشیخ مولانا الحاج ابو احمد
سید محمد علی حسین
الاشرفی الجیلانی کچھوچھوی

ناشر

ادارہ فیضان اشرف دارالعلوم محمدیہ باؤلا مسجد دلال زود پٹی

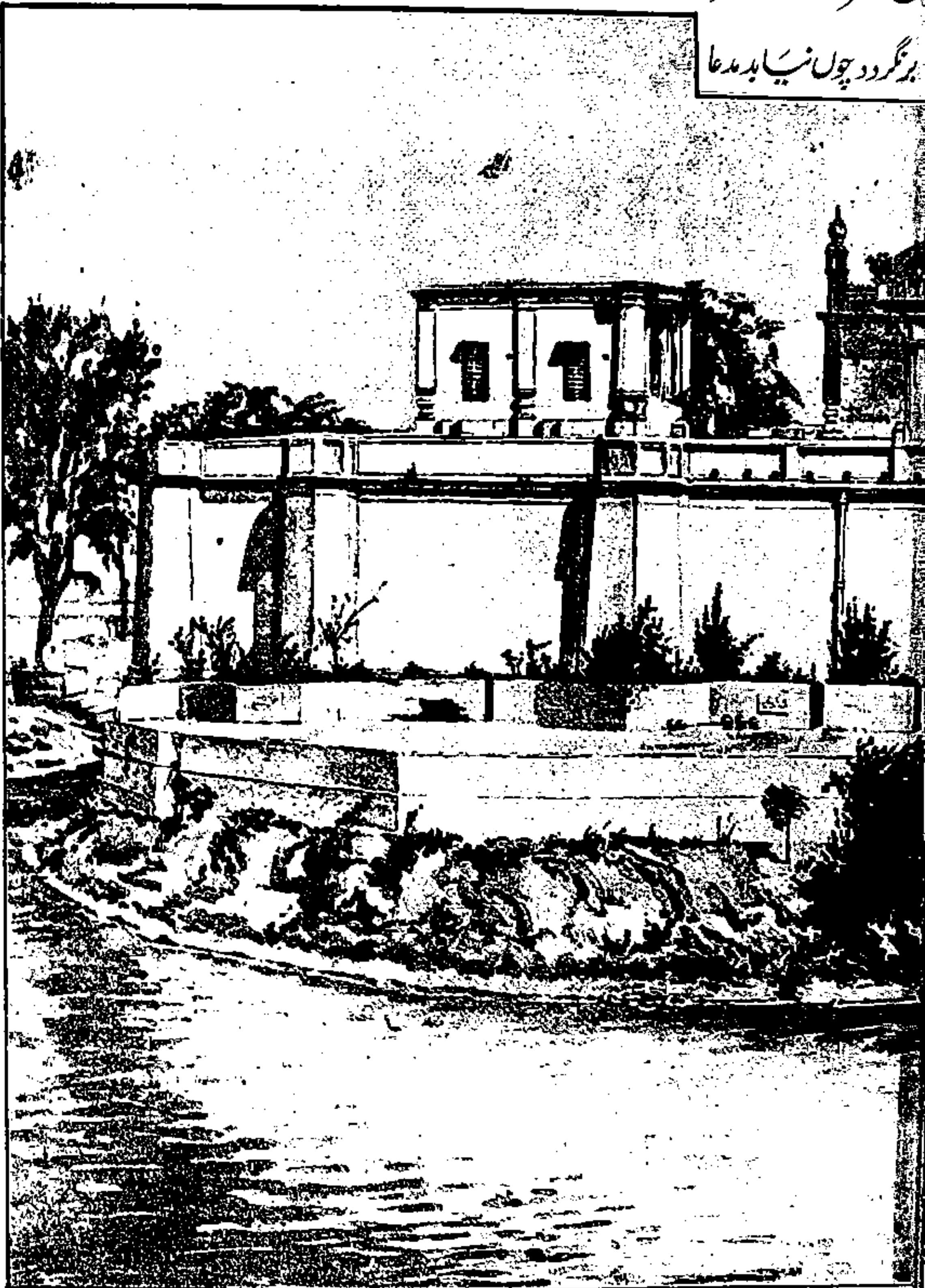
آستانہ مبارک! حضرت مخدوم سلطان اوحید الدین بیلہ شرف بہا ایگر سمنانی

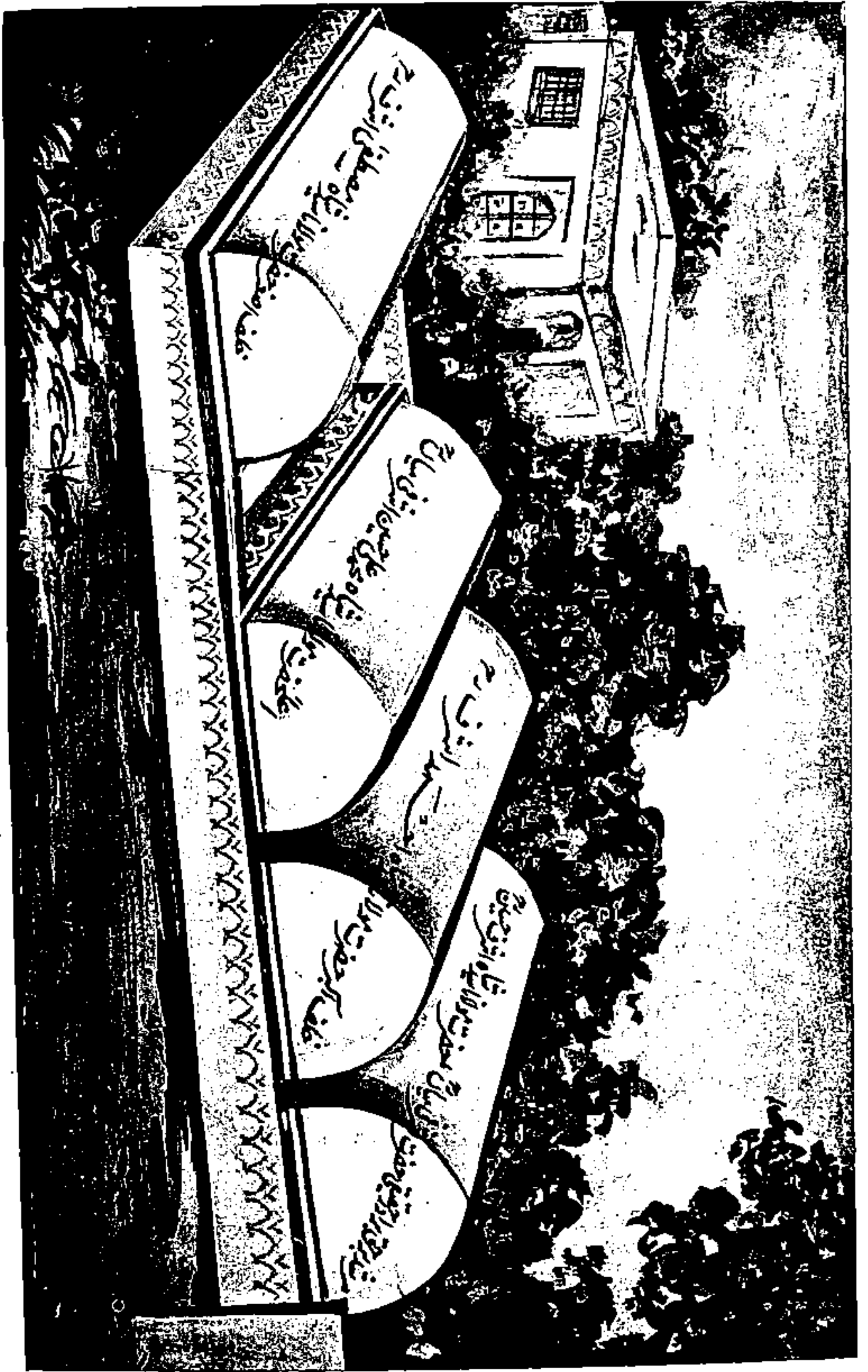
ہر کہ آمد بر درت امیدوار



سرسرہ درگاہ (رسول پور) کچھوچھو شریف - فیض آباد (ہوبلی)

برگرد چوں نیابد دعا





شاہ شہزادہ علی محمد شاہ
ملا علی شاہ شاہ
ملا علی شاہ شاہ
ملا علی شاہ شاہ
ملا علی شاہ شاہ

ملا علی شاہ شاہ
ملا علی شاہ شاہ
ملا علی شاہ شاہ
ملا علی شاہ شاہ
ملا علی شاہ شاہ

ملا علی شاہ شاہ
ملا علی شاہ شاہ
ملا علی شاہ شاہ
ملا علی شاہ شاہ
ملا علی شاہ شاہ

ملا علی شاہ شاہ
ملا علی شاہ شاہ
ملا علی شاہ شاہ
ملا علی شاہ شاہ
ملا علی شاہ شاہ

ملا علی شاہ شاہ
ملا علی شاہ شاہ
ملا علی شاہ شاہ
ملا علی شاہ شاہ
ملا علی شاہ شاہ

ملا علی شاہ شاہ
ملا علی شاہ شاہ
ملا علی شاہ شاہ
ملا علی شاہ شاہ
ملا علی شاہ شاہ

ملا علی شاہ شاہ
ملا علی شاہ شاہ
ملا علی شاہ شاہ
ملا علی شاہ شاہ
ملا علی شاہ شاہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الْاٰتِ اَوْلِیَاءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ
ترجمہ: سن لو بے شک اللہ کے ولیوں پر نہ کچھ خوف ہے نہ کچھ غم؛



مُرتَبِعًا
اعلیٰ حضرت شیخ المشائخ شبیبہ غوث الثقلین مولانا الحاج ابوالاحمد سید محمد علی حسین الاشرقی
ابجیلانی کچھوچھوی سجادہ نشین خاتقاہ حنیہ سرکار کلاں درگاہ رسول پور کچھوچھو شریف فیض آباد (یو پی)

باحتتام
نبیرہ شیخ المشائخ شبیبہ غوث الثقلین اشرف العلماء ربانی دارالعلوم محمدیہ حضرت علامہ الحاج سید شاہ
حامد اشرف الاشرقی کچھوچھوی، خطیب و امام زکریا مسجد۔ مسبسی نمبر ۳۰۰۰۰۳

ناشر

ادارہ "فیضان اشرف" دارالعلوم محمدیہ یاؤلا مسجد دلال روڈ مسبسی ۱۳۱

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

کتاب	صحائفِ اشرفی (حصہ اول)
مرتب	حضرت شیخ المشائخ اشرفی میاں علیہ الرحمہ
پروف ریڈنگ	مولوی حافظ محمد نور الہدی اشرفی رودرپوری
کتابت	حافظ وجہ القمراں رضوی بستوی
سنہ طباعت	۱۴۰۵ھ م ۱۹۸۴ء
صفحات	دو سو چوراسی (۲۸۴)
تعداد بار اول	تین ہزار (۳۰۰۰)
باہتمام	اشرف العلماء سید حامد اشرف
ناشر	ادارہ "فیضان اشرف" دارالعلوم محمدیہ بمبئی نمبر ۱۳
مطبع	ہما آفیسٹ پرنٹرس جیکب سکرل بمبئی
قیمت	۲۵ روپے
پاکستان میں جملہ حقوق بحق ذکار اللہ خاں اشرفی۔ سیکٹر ۳۶ بلاک ۲ کوارٹری	
بریلی کالونی۔ لائڈھی۔ کراچی ۳۰ پاکستان محفوظ ہیں	

ملنے کے پتے

- ۱۔ ادارہ "فیضان اشرف" دارالعلوم محمدیہ باؤلا مسجد دلائل روڈ۔ بمبئی نمبر ۱۳
فون نمبر: ۳۹۷۷۰
- ۲۔ امام و خطیب زکریا مسجد۔ بمبئی ۳
- ۳۔ امام و خطیب مسجد سنگھڑا اٹھان ۸۲۔ ڈھمکر روڈ۔ بمبئی ۸
- ۴۔ اشرفی کتب خانہ امام و خطیب موتی مسجد، بھائی نکلہ۔ بمبئی ۲
- ۵۔ مولانا محمد مستقیم رضوی مرزا پوری اشرفی نوری بکڈ پور گاہ رسول پور، کچھوچھو شریف فیض آباد
- ۶۔ ذکار اللہ خاں اشرفی سیکٹر ۳۶ بلاک ۲ کوارٹری بریلی کالونی لائڈھی۔ کراچی ۳ پاکستان

فہرست مضامین "صحائف اشرفی"

حصہ اول

صفحہ نمبر	عنوانات	صفحہ نمبر	عنوانات
	کس فن کا حاصل کرنا ضروری ہے۔	۲۳	اعتذار: محذور الہدی اشرفی روپوں
۴۸	علماء رو تیا و علماء آخرت میں کیا فرق ہے	۲۴	کلمات تصدیق: از اشرف العلماء حضرت
۴۹	بندہ اپنے عمل سے بہشت میں جائے گا یا خدا کی رحمت سے۔		مولانا سید حامد اشرف
۵۰	قوم بنی اسرائیل کے عابد کا واقعہ	۳۸	مقدمہ: از: شیخ طریقت حضرت مولانا
۵۱	پہلا صحیفہ / حدیث پاک		سید شاہ مصطفیٰ اشرف علیہ الرحمہ
۵۳	حضرت محبوب یزدانی کے سلسلہ نسب	۴۰	خطبہ ابتدائیہ: از: مرشد الانام حضرت
۵۳	سیادت و شاہی کے بیان میں۔		سید شاہ احمد اشرف علیہ الرحمہ
۵۹	محبوب یزدانی کے والد ماجد کے دینی علمی کارنامے۔	۴۰	دیباچہ: از: شیخ المشائخ حضرت
	دوسرا صحیفہ		اشرفی میاں علیہ الرحمہ
۶۰	محبوب یزدانی کی ولادت یا سعادت اور	۴۳	ابیات التجائیہ: " " "
	تحصیل علوم تحت نشینی اور عدل و انصاف کا بیان۔	۴۴	فہرست مضامین کتاب صحائف اشرفی
۶۰	ولادت پاک اور ولایت عظمیٰ کی بشارت		منتخب از لطائف اشرفی۔
	نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کے والدین	۴۶	مقدمہ: بزرگوں کے حالات اور ان کے
			واقعات سننے اور پڑھنے سے کیا فائدہ
			حاصل ہوتا ہے۔
		۴۶	قال الاشرف الخ
		۴۶	طالب صادق کے لئے علوم و فنون میں

۷۲	حضرت خضر علیہ السلام کا آپ کے مرشد کامل کی توصیف کرنا	۷۲	کودی اور نام بھی منتخب فرمایا۔
۷۳	مرشد کی تلاش اور ترک سلطنت۔	۷۲	آپ کی والدہ ماجدہ کا زہد و تقویٰ۔
۷۳	والدہ ماجدہ سے اجازت اور راہ فقر۔	۷۲	آپ کے والدین کے پاس شاہی محل میں ایک
۷۳	چھوٹے بھائی کو تخت و تاج سپرد کرنا۔	۷۲	مجذوب کا آنا۔
۷۳	چھوٹے بھائی محمد اعرف کا نظام ملکی	۷۳	آپ کی ولادت باسعادت پر سلاطین، شعراء و
۷۳	سلطان العارفين سید احمد سیوی کا قبل ولادت	۷۳	فضلاء کے تہنیت نامے اور قصائد مبارک بادی
	بشارت دینا۔	۷۵	آپ کی رسم بسم اللہ شریف۔
۷۴	بوقت ترک سلطنت والدہ محترمہ کا باندہ ارشاد ہانا	۷۶	پانچ سال کی عمر میں قرأت سبعہ کے ساتھ حافظ
	رخصت فرمانا۔		قرآن ہونا۔
۷۴	شیخ علاء الدولہ سمٹانی کا چند منزل ہمراہ آنا	۷۶	سات برس کی عمر میں اصطلاحات علوم عربیہ فرمانا
۷۴	منزل بہ منزل سپاہ کو رخصت فرمانا	۷۶	چودہ برس کی عمر میں دستار فضیلت اور
۷۴	خادم عبید کا بوقت جدائی رونا		فن سپہ گری کی مہارت۔
۷۴	خادم عبید کو بھی بادل ناخواستہ رخصت فرما دینا	۷۶	آپ کی تخت نشینی اور ۱۲ برس تک سلطنت رانی
۷۵	آپ کو دیکھ کر حافظ شیرازی کا شعر کہنا۔	۷۷	عدل و انصاف
۷۵	بخارا میں ایک مجذوب سے ملاقات	۷۸	حکیمانہ تدبیر
۷۵	سمرقند کے شیخ الاسلام سے ملاقات	۷۰	تیسرا صحیفہ
۷۶	سمرقند میں اپنی سواری اور دو خواصوں کو بھی	۷۰	امور سلطنت کے باوجود فرائض و نوافل کی پابندی
	رخصت فرما دینا۔	۷۰	سائل کو خالی واپس نہ کرنا
۷۶	اوج شریف میں تشریف آوری	۷۰	ابتدائی سے فقر سے راہ سلوک معلوم کرنا
۷۶	حضرت مخدوم جلال الدین بخاری جہانیاں جہاں	۷۰	حضرت خضر علیہ السلام سے تعلیم حاصل کرنا
	سے ملاقات	۷۰	چند سال امور ملکی انجام دینے کی ہدایت کرنا
۷۷	مخدوم جہانیاں جہاں گشت کا نوازش و عطا	۷۱	حضرت اویس قرنی سے راہ سلوک کی پہلی تعلیم
	کے بعد رخصت فرمانا۔	۷۱	بزرگیب حضرت خضر ترک سلطنت فرمانا۔

۸۳	یار کی خوشبو	۷۷	دہلی میں ایک نوجوان صاحب ولایت سے ملاقات
۸۳	مرشد برحق شیخ علاؤ الحق والدین کا مع خلقار و اصحاب کے استقبال فرمانا۔	۷۷	دہلی سے پورب کوروانگی
۸۳	مرشد برحق کا شہر سے چار کوس کے فاصلہ پر استقبال کے لئے تشریف لے جانا۔	۷۸	قصبہ سلاؤ (بہار شریف) میں تشریف آوری
۸۵	براعزاز خالقہ مرشد میں باریابی	۷۸	مخدوم الملک حضرت شیخ شرف الدین سجی میزری کی وصیت۔
۸۶	شرف بیعت اور عنایت و نوازش مرشد	۷۸	مخدوم الملک سجی میزری کی نماز جازہ پڑھانا
۸۷	اپنا تاج اتار کر محبوب یزدانی کو پہنانا	۷۸	مخدوم الملک کی روحانیہ پاک نے تسلی دی
۸۷	اصحاب و حاضرین کا مبارکبادی پیش کرنا	۷۹	مخدوم الملک کا دست مبارک قبر شریف سے باہر آنا۔
۸۷	بعد بیعت حجرہ مبارکہ میں لے جانا اور اسرار و انوار سے مالا مال فرمانا۔	۷۹	لوگوں کا اظہار حیرت اور محبوب یزدانی کی وضاحت۔
۸۸	چہرہ محبوب یزدانی کی تابانی	۷۹	مخدوم الملک کے مزار پاک پر شب بیداری
۸۸	تبرکات مشائخ عطا فرمانا	۷۹	بعد وصال مخدوم الملک کا آپکو خرقہ عطا فرمانا
۸۹	پہلی بار خدمت مرشد میں ۲۲ سال فیضیاب ہونا	۸۰	اصحاب مخدوم الملک کا خرقہ دینے سے انکار اور حضرت محبوب یزدانی کی کرامت
۸۹	چار سال کے بعد آپ کے لئے لقب تجویز فرمانا	۸۰	عالم وجد میں خرقہ قوال کو عطا فرمادینا
۸۹	اللقاب تنزل من السماء	۸۰	لوگوں کا اعتراض اور آپ کا جواب
۹۰	غیب سے جہانگیر جہانگیر لقب کا نزول	۸۰	مخدوم الملک کا خرقہ بہار شریف میں پونٹھا صحیفہ
۹۰	درود یوار خلوت سے صدائے جہانگیر جہانگیر	۸۲	مرشد کا اشتیاق و انتظار
۹۰	بعد نماز صبح وقت مصافحہ ہر شخص کا	۸۲	حضرت خضر علیہ السلام کا ۷۰ بار آپ کے مرشد کی خدمت میں نزول مقدم کی بشارت دینا
۹۰	محبوب یزدانی کو جہانگیر جہانگیر کہنا۔	۸۳	محبوب یزدانی کی پنڈوہ شریف میں تشریف آوری
۹۰	۲۷ شب رمضان المبارک کو محبوب یزدانی کا اسرار و معرفت کی انتہا تک رسائی	۸۳	پانچواں صحیفہ
۹۱			

خوش ہوتا۔	۹۱	مرشد برحق کا مخلوق کی ہدایت و رہنمائی کے لئے روانہ فرمانا۔
بادشاہ کے دل میں قلعہ چنار کے متعلق تردد	۹۲	خدمت مرشد سے محبوب یزدانی کی روانگی
اور خیال باطنی کا اظہار۔	۹۳	نواحی ولایت جوئی پور میں تقرر
قلعہ چنار کی فتح کی خوش خبری دینا	۹۳	مرشد کا مع خلفاء و اصحاب اور روسا و شہر
بادشاہ کو مستد عطا فرمانا	۹۴	ایک کوس تک رخصت کے لئے آنا۔
شہزادوں کا شرف بیعت حاصل کرنا	۹۳	آپ کا بذریعہ کشف عرض کرنا وہاں ایک شیر ہتک ہے۔
بادشاہ کا قصر شاہی میں قیام کے لئے اصرار کرنا۔	۹۴	مرشد کا فرمانا وہاں آپ کا ایک شیر بچہ ساتھ دے گا۔
آپ کا تسلی دینا تمہارے جوار سلطنت سے باہر نہ جاؤں گا۔	۹۴	خطہ نظریہ آباد متصل جوئی پور میں تشریف آوری جوئی پور میں جلوہ گری۔
قاضی صاحب کا اپنی تصانیف خدمت عالی میں پیش کر کے قبولیت کی دعا چاہنا۔	۹۵	قاضی شہاب الدین کا مع علماء خدمت عالی میں بصد احترام حاضری۔
قاضی صاحب کی تصانیف پر اظہار خوشی	۹۵	محبوب یزدانی کا اعزاز و استقبال سے نوازنا
قاضی صاحب کو خرقہ اور کتاب ہدایہ مرحمت فرمانا۔	۹۵	قاضی صاحب کے منع کرنے کے باوجود علماء ہمراہی کا آپ سے سوالات کا ارادہ کرتا۔
شیخ واحدی کا خدمت عالی میں قصیدہ پیش کرنا۔	۹۶	آپ کے خلیفہ ابوالوفا خوارزمی کا کشف باطنی سے ان سوالات کو معلوم کر لینا اور بلا استفسار ان کا جواب دینا۔
خورد و کلاں سکناے شہر کا شرف بیعت حاصل کرنا	۹۶	سلطان ابراہیم شرقی کی مع علماء و وزراء آپ کی خدمت عالی میں بصد احترام و نیاز آمد
مرشد کا محبوب یزدانی کے آخری آرام گاہ کی طرف اشارہ فرمانا۔	۹۶	بادشاہ کے طریقہ تبلیغ سے محبوب یزدانی کا
جوئی پور سے موضع بھڈو بند میں تشریف آوری	۹۹	
ملک الامرا محمود رئیس بھڈو بند کی خدمت عالی میں حاضری۔	۹۹	

کو مار گرانہ۔	۹۹	بھڑوند میں درخت کی شاخ کا آپ پر سایہ کے لئے پھر جانا۔
۱۰۱ جوگی کی لاچاری اور حضرت محبوب یزدانی کی خدمت میں حاضری۔	۹۹	ملک محمود کے ہمراہ حلقہ تالاب کی سیر
۱۰۱ جوگی اور اس کے پانچ سو چیلوں کا قبول اسلام و شرف بیعت	۹۹	مرشد کے فرمان کے مطابق قیام کی جگہ کی طرف اشارہ فرماتا۔
۱۰۱ بعد قبول اسلام اپنی مذہبی کتابوں کو طلا دینا	۹۹	وسط حلقہ تالاب میں ایک جوگی کا قبضہ و قیام
۱۰۱ گوشہ نشینی اور ریاضت کی تعلیم و تلقین۔	۹۹	حلقہ تالاب سے جوگی کو نکل جانے کا حکم
۱۰۲ جوگی کے قبول اسلام کے دن پانچ ہزار غیر مسلموں کا اسلام لانا اور شرف بیعت۔	۱۰۰	جوگی کا نکلنے سے انکار۔
۱۰۲ محبوب یزدانی کے ہمراہیوں کے قیام کیلئے جگہ تجویز فرماتا۔	۱۰۰	جمال الدین راوت کو جوگی سے مقابلہ کے لئے روانہ فرماتا۔
۱۰۲ جگہ کا نام روح آباد رکھنا	۱۰۰	جمال الدین راوت کا مقابلہ کے لئے تذبذب
۱۰۲ ایک عمارت کا نام کثرت آباد	۱۰۰	ان کو پان کا اکال کھلا کر روحانی قوت سے مشرف فرماتا۔
۱۰۲ حجرہ خاص کا نام وحدت آباد	۱۰۰	جمال الدین راوت کا جوگی سے مقابلہ۔
۱۰۲ مقام معرفت کا نام دارالامان	۱۰۰	جوگی کا سحر کے ذریعہ چیونٹیوں کی فوج سے حملہ۔
۱۰۲ ایک جگہ کا نام روح افزا رکھنا	۱۰۱	جمال الدین راوت کی نگاہ جلال سے چیونٹیوں کا شکر ختم۔
۱۰۲ اسی بافیض جگہ پر مردان رجال الغیب اور اولیاء کرام کی ہمیشہ آمد کی خبر دینا	۱۰۱	جوگی کا راوت پر شیروں کے لشکر سے حملہ
۱۰۲ چھٹا صحیفہ	۱۰۱	جمال الدین راوت کی نگاہ عتاب سے شیروں کا غائب ہونا۔
۱۰۲ محبوب یزدانی کی خدمت میں علماء و رؤسا کی حاضری۔	۱۰۱	جوگی کا اپنے سونٹے کو ہوا میں اڑانا
۱۰۲ مسند عالی سیف خاں وغیرہ کا شرف بیعت حاصل کرنا۔	۱۰۱	محبوب یزدانی کی عصا مبارک سے سونٹے

۱۰۷	تم میں جو شراب پیے جو ان مرے یا محتاج ہو جائے۔	۱۰۵	حضرت کو خطہ اودھ میں تشریف لایا کی دعوت
۱۰۷	قصہ جالس میں نزول اجلال	۱۰۵	شیخ شمس الدین اودھی کے متعلق اظہار خیال فرمانا۔
۱۰۷	تین ہزار اشخاص کا شرف بیعت سے مشرف ہونا	۱۰۵	شرف بیعت سے مشرف فرمانا اور لباس و خرقہ عطا کرنا۔
۱۰۷	مر زمین کدیوا میں تالاب پر سے مع اصحاب گذر جانا۔	۱۰۵	اودھ و ردولی کے علماء و مشائخ اور رؤسا کا شرف بیعت حاصل کرنا۔
۱۰۷	موضع ساتن پورہ کے لوگوں کی حیرت	۱۰۵	مولانا کریم الدین درویش کامل سے ملاقات کا اظہار۔
۱۰۷	موضع کے ہندو زمیندار کا قوم کے ساتھ حاضری۔	۱۰۶	مولانا کریم کا محبوب یزدانی کی وصف و خوبی بیان کرنا
۱۰۸	زمیندار کی خدمت و ضیافت اور عرضی پر دعا	۱۰۶	ردولی شیخ سماء الدین کے مکان پر آمد
۱۰۸	قصہ جالس میں تشریف آوری	۱۰۶	مکان سے ایک بزرگ کی خوشبو
۱۰۸	خانقاہ کی تعمیر	۱۰۶	مکان مذکورہ کے حجرہ میں حضرت بابا فرید کی چلہ گاہ
۱۰۸	جالس سے دہلی کے لئے روانگی	۱۰۶	محبوب یزدانی کا حجرہ مذکورہ میں چلہ کشی
۱۰۸	اشٹار راہ قصبہ انہونا میں قیام	۱۰۶	موضع پالپے میں شیخ داؤد کے مزار کی زیارت
۱۰۸	سادات انہونا کا شرف خدمت و بیعت سے مشرف ہونا۔	۱۰۷	مقبورہ شیخ داؤد میں محبوب یزدانی کی چلہ گاہ
۱۰۸	دعا و خیر سے نوازش	۱۰۷	قریبات کو برادہ میں تشریف آوری
۱۰۹	قصبہ صور میں آمد	۱۰۷	ایک ہزار لوگوں کا شرف بیعت حاصل کرنا
۱۰۹	قصبہ کے علماء و مشرفا اور ان کی اولاد کا شرف بیعت حاصل کرنا۔	۱۰۷	ایک شرابی پر اظہار ناراضگی
۱۱۰	محبوب یزدانی کی دہلی میں تشریف آوری	۱۰۷	شرابی کا انتقال
۱۱۰	دوران قیام دہلی میں پابرم نہ چلنا	۱۰۷	بسلسلہ شراب لوگوں کو وعظ و نصیحت
۱۱۰	دہلی میں اولیاء اللہ کی کثرت کا ذکر فرمانا		

۱۱۵	تصانیف بزبان عربی، فارسی، سوری، قرنگی اور ترکی وغیرہ۔	۱۱۰	غیاث پور دہلی میں خاتقاہ اشرفیہ تعمیر کرانا
۱۱۵	تصانیف کثیرہ کی فہرست دشوار	۱۱۳	ساتواں صحیفہ
۱۱۶	جلیل القدر علماء کا بیان بسلسلہ تصانیف	۱۱۳	محبوب یزدانی کے فضائل و مناقب
۱۱۶	حضرت محبوب یزدانی	۱۱۴	فضائل علمی
۱۱۶	تصانیف متعددہ بنام مسند عالی	۱۱۴	پانچ برس کی عمر میں قرأت سبعمہ کے ساتھ
۱۱۶	عوارف المعارف اور خصوصاً حکم پر شریحیں	۱۱۴	قرآن عظیم کا حفظ
۱۱۶	اہل عرب کے لئے "قواعد العقائد" کی تصنیف بزبان عربی۔	۱۱۴	سات برس کی عمر میں نکات علمی بیان فرمانا
۱۱۶	اہل عراق و خراسان کے سادات کا کتاب "بحر الانساب" پیش کرتا۔	۱۱۴	بارہ سال کی عمر میں حصول علم کی تکمیل اور دستار فضیلت۔
۱۱۶	آپ کا کتاب "اشرف الانساب و بحر الازکار" تصنیف کر کے عطا فرما دینا۔	۱۱۴	فن حدیث میں حضرت امام یافعی سے سند حاصل کرنا
۱۱۶	اہل ہجرات کے لئے "اشرف القوائد اور فوائد الاشراف" تصنیف فرمانا۔	۱۱۴	اسکندریہ میں حضرت نجم الدین کبریٰ کے صاحبزادے سے سند حدیث حاصل کرنا
۱۱۷	اہل روم کے لئے "مصطلحات تصوف" تصنیف فرمانا۔	۱۱۴	دیگر متعدد علماء کبار سے حصول سند حدیث
۱۱۷	مناقب حضرت علی پر علماء محمد آباد گوہنہ کا اغراض اور اس کا جواب	۱۱۴	قرودین میں پانچ سال تک درس علمی سے مشرف فرمانا۔
۱۱۷	بنگالہ میں رسالہ "حجتہ الزاکرین" کی تصنیف	۱۱۴	ارشاد گرامی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم
۱۱۷	بعد نماز فرض پنجگانہ تین مرتبہ ذکر کا ثبوت رسالہ مذکورہ میں۔	۱۱۵	مجددین و ملت کا بیان
۱۱۷	فتاویٰ اشرفیہ بزبان عربی	۱۱۵	محبوب یزدانی ساتویں صدی کے مجددین و ملت
		۱۱۵	محبوب یزدانی کے جلیل القدر تلامذہ
		۱۱۵	روئے زمین کی مختلف زبانوں میں وعظ اور تصانیف کثیرہ

۱۱۷	”اشرف میرا محبوب“ ہے	۱۱۷	تفسیر ”سبح سامانی و نور سخیہ“
۱۲۲	محبوب یزدانی کا روزانہ نماز فحیر خانہ کعبہ میں ادا فرمانا۔	۱۱۷	”رسالہ قبریہ“ کی تصنیف قبر شریف میں
۱۲۲	شیخ نجم الدین اصفہانی پانچ سو اولیاء کرام کے ساتھ حرم کعبہ میں۔	۱۱۷	۲۸ محرم کو جملہ خلق فاروق مریدین کیلئے دعا بخیر بعد ظہر وصال شریف
۱۲۲	تمام اولیاء زمانہ کا ”محبوب یزدانی“ کے خطاب سے مخاطب فرمانا۔	۱۱۸	خدمت عالی میں امیر تیمور کی حاضری
۱۲۳	حضور غوث پاک کو ”محی الدین“ کا لقب ملنے کا واقعہ۔	۱۱۸	خدمت اقدس سے امیر تیمور کو صاحب قراں کا لقب ملنا۔
۱۲۴	حضور غوث پاک کو غیب سے ندا تم عاشق بنتا چاہتے ہو یا معشوق	۱۱۸	حضرت کی دعا سے صاحب قراں نے غنیم پر فتح پائی۔
۱۲۴	غوث پاک کا درجہ معشوق پسند کرنا	۱۱۸	حضرت محی الدین ابن عربی کی پانچ سو تصانیف کا مطالعہ فرمانا۔
۱۲۴	غوث پاک کو ”محبوب جانی“ اور آپ کو ”محبوب یزدانی“ کے خطاب سے نوازا جاتا	۱۱۸	علم قرأت کی سند معنایاً ابا و اجداد پانچ پشتوں سے علی الاتصال حاصل ہوتا۔
۱۲۴	اولیاء کا قدم بہ قدم نبی کے پیدا کیا جانا۔	۱۱۹	محبوب یزدانی تک تسلا بعد نسل پانچ پشتوں تک سلطان، ولی، حافظ، قاری، عالم ہوتا۔
۱۲۴	محبوب یزدانی کا قدم بہ قدم حضرت عیسیٰ پر پیدا ہوتا۔	۱۱۹	مولانا نظام الدین بسیتی کے متعلق ارشاد گرامی نعمت عظیمی و فوائد کبریٰ سے حصہ
۱۲۴	غوث کا لوگوں کی نگاہوں سے اوجھل اور ظاہر ہو جانا۔	۱۲۰	مدینۃ الاولیاء میں چار سو اولیاء کرام کیساتھ جلوس فرمانا۔
۱۲۷	غوث سے امتحاناً سوال کر نیکانقصان	۱۲۱	۲۷ شب رمضان المبارک ۸۲ھ ہر روح ابا میں تمام ہمراہیوں کو شب قدر کی عزت سے ممتاز فرمانا۔
۱۲۷	ادب ہی کی بنا پر پیدا غوث پاک کا مرتبہ	۱۲۱	شب مذکورہ ہاتھ غیب نے ندا دی کہ

۱۳۵	مرتبہ ولایت میں بائیں کا دہنہ پر فوقیت رکھتا	۱۲۷	بے ادبی کی بنا پر ابن سقار کا محروم ہونا
۱۳۶	انگلی کے اشارہ سے پہاڑ کا آجانا	۱۲۹	محبوب یزدانی کا سرزمین گلبرگہ شریف پسند فرمانا
۱۳۷	بھائی نور قطب عالم کا مرتبہ قطبیت پر فائز ہونا	۱۲۹	حضرت کا گلبرگہ کو گلبرگہ کہنا
۱۳۷	غوث کے جسم کا انتہائی لطیف ہونا	۱۳۰	خالقہ بندہ نواز میں قیام
۱۳۸	ابدال کا سات ہونا	۱۳۱	محبوب یزدانی کا بمقام گلبرگہ شریف یکم رجب
۱۳۸	بعضوں کا چالیس کہنا	۱۳۱	۱۳۱ھ مرتبہ غوثیت پر فائز ہونا۔
۱۳۸	چالیس ابدال کا پہاڑوں پر مقرر ہونا	۱۳۲	غوث کی تجہیز و تکھین میں آپ کی شرکت اور
۱۳۹	ابدال کو اپنی شکل تبدیل کرنے کا اختیار	۱۳۲	نماز جنازہ پڑھانا۔
۱۳۹	ابدال، اخیار، ایرار، اوتاد اور نقبار کا تفصیلی بیان۔	۱۳۲	مرتبہ غوثیت پر فائز ہونے کے لئے
۱۴۰	۲۷ رجب کو تمام اولیائے روئے زمین کا روح آباد میں حاضری۔	۱۳۳	مختلف مراتب کا طے کرنا۔
۱۴۰	زمانہ نبی کریم سے زمانہ محبوب یزدانی تک	۱۳۳	شہر نہادند میں نو مسلم کا مرتبہ ولایت پر
۱۴۱	۱۹ اشخاص کا مرتبہ غوثیت پر فائز ہونا۔	۱۳۴	فائز فرمانا۔
۱۴۱	مزار غوث کا عام نظروں سے پوشیدہ ہونا	۱۳۴	آپ کے جد اعلیٰ کا بزمانہ خواجہ بختیار کا کی
۱۴۱	سوائے مزار غوث پاک و محبوب یزدانی و دیگر چند مزارات کے	۱۳۴	ہندوستان تشریف لانا۔
۱۴۱	بوقت سفر و جنگ رجال الغیب	۱۳۴	آپ کے جد اعلیٰ کا سلطان التمش کے گھر
۱۴۱	کا سامنا کرنے سے احتراز کرنا۔	۱۳۴	مہمان ہونا۔
۱۴۱	رجال الغیب کا رخ معلوم کرنے کا طریقہ	۱۳۴	سلطان التمش کا خواجہ بختیار کا کی سے
۱۴۳	نقشہ رجال الغیب	۱۳۵	تعارف کرانا۔
۱۴۳	محبوب یزدانی کا مرشد کے شہر کی طرف تہ پیر	۱۳۵	دوسرے دن آپ کے جد اعلیٰ کا خواجہ
۱۴۳	پھیلانا نہ ٹھوکانا۔	۱۳۵	بختیار کا کی کے یہاں مہمان ہونا۔
۱۴۳	پنڈوہ شریف قیام کی مدت میں پشیاپ و	۱۳۵	خواجہ صاحب کا آپ کے جد اعلیٰ کو خوش خبری دینا
		۱۳۵	آپ کی ذریت میں غوث بھانگیر پیدا ہوگا

آٹھواں صحیفہ		پانچواں نہ کرنا۔
۱۵۲	محبوب یزدانی کا ۳۰ سالہ سفر دنیا اور عجیب و غریب مشاہدات۔	ڈاکوؤں کے ایک گروہ کو مرید فرمانا
۱۵۲	شجرۃ الوقواق	ڈاکوؤں کا ڈاکہ زنی سے باز نہ ہونے کا شرط لگانا
۱۵۲	درختوں پر آدمیوں کا پھلنا	مرید کرنے سے پہلے اسکا نام لوح محفوظ پر لکھنا
۱۵۲	درختوں پر پھلے ہوئے آدمیوں کی عجیب و غریب باتیں۔	بعضوں کو تین پشت تک مرید فرمانا
۱۵۳	ان کے لئے غیب سے رزق	سلسلہ بمقام روح آباد دس ہزار آدمیوں کا مرید ہونا۔
۱۵۳	عجیب و غریب موت	نامہ اعمال گناہوں کا دھونا
۱۵۳	جزیرہ صحف	تبرکات لوگوں میں تقسیم فرمادینا
۱۵۳	شہر مدھوستان کا بیان	لوگوں کا اعتراض اور آپ کا جواب
۱۵۳	آدمی مثل چاند کے حسین	سفر کائنات سے واپسی اور ایک بزرگ سے ملاقات۔
۱۵۲	نوحی ایلان کا بیان	غوث پاک کا بزبان عربی وعظ فرمانا
۱۵۲	شہر ایلان میں صرف عورتوں کا وجود	غوث پاک کچھ نودورہ اسمائے گرامی
۱۵۲	استقرار محل بغسل دریا	اسمائے پاک بطور وظیفہ پڑھنے میں عجیب و غریب فوائد و برکات۔
۱۵۲	صرف لڑکیوں کی پیدائش	برائے ہر حاجت بعد نماز عشاء یا شیخ عبدالقادر شیبانیؒ ۱۱ مرتبہ بطور وظیفہ پڑھنا اول آخر ۱۱۔ ۱۱ مرتبہ درود قادریہ۔
۱۵۲	سفر سیلان میں چوہے کے مانند چیونٹی	خرقہ غوث پاک محبوب یزدانی کو عطا کیا جانا
۱۵۲	محبوب یزدانی سے چیونٹی کی گفتگو	محبوب یزدانی کے نودورہ اسمائے گرامی
۱۵۵	حضرت کے ہمراہیوں کی چالیس ڈھیر مٹھائیوں سے ضیافت۔	برائے حاجات حضرت سید عبدالرزاق نورالعین کا فرمودہ شعر۔
۱۵۵	چیونٹی کا بعد ضیافت فاتحہ کی درخواست	
" "	جیل لفتح	
۱۵۵	جماعت درویشان سے ملاقات	

۱۵۸	صحزہ شریف کا بیان	۱۵۵	جبل الفتح پر چلے کشتی
۱۵۸	صحزہ شریف کا معلق ہونا	۱۵۵	پیشواے جماعت حضرت شیخ ابوالغیت
۱۵۸	محراب حضرت داؤد علیہ السلام		سے ملاقات۔
۱۵۸	مقام عبادت حضرت ابراہیم و	۱۵۵	محبوب یزدانی کی خدمت میں عجیب و غریب
	حضرت خضر پر حاضری		پتھر کا ہدیہ۔
۱۵۸	نبی کریم کا صحزہ شریف کو مخاطب کر کے فرمانا	۱۵۵	پتھر کی خصوصیات عجیبہ
۱۵۸	صحزہ شریف کا بزبان سنگ سفید جواب	۱۵۶	پتھر خلیفہ خاص ملک محمود کو عطا فرمانا
۱۵۹	بیرالارواح	۱۵۶	دامن جبل الفتح میں تین درویش
۱۵۹	نشان قدم حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور	۱۵۶	درویشوں کے لئے غیب سے رزق
	نشان سم براق	۱۵۶	ایک جزیرہ میں تشریف آوری
۱۵۹	زیارت مہد حضرت عیسیٰ علیہ السلام	۱۵۶	ایک ٹانگ والے آدمی
۱۵۹	دس گز لمبا پتھر دیونی کالا نا	۱۵۶	عائل دین فطرت
۱۵۹	زیارت محراب رسول صلی اللہ علیہ وسلم	۱۵۷	گلبرگہ شریف میں۔ سالہ بزرگ سے ملاقات
۱۵۹	بالائے کوہ دعا حضرت خلیل سے چشمہ جاری	۱۵۷	عجیب و غریب انگوٹھی
۱۵۹	مزار حضرت داؤد علیہ السلام	۱۵۷	سفر بیت المقدس
۱۵۹	نشان عصار حضرت موسیٰ علیہ السلام	۱۵۷	زیارت مقامات متبرکہ
۱۵۹	مزار حضرت قیصر علیہ السلام	۱۵۷	ارواح انبیاء سے فیضیابی
۱۵۹	نشان قدم حضرت عیسیٰ علیہ السلام	۱۵۷	۱۳۳۰ھ میں حضرت اشرفی میاں کا
۱۵۹	مزار حضرت رابعہ لہری	” ”	سفر بیت المقدس
۱۶۰	مزار حضرت مریم علیہا السلام	۱۵۷	قصہ خلیل الرحمن یا برکت مقام
۱۶۰	تکیہ حضرت بہار الدین نقشبندی	۱۵۷	مزارات انبیاء وغیرہ پر حاضری
۱۶۰	تکیہ حضرت بابا فرید گنج شکر	۱۵۸	قارا انبیاء پر حاضری
۱۶۰	چلہ گاہ حضرت بابا فرید گنج شکر	۱۵۸	قارا انبیاء میں بارہ ہزار انبیاء کے مزارات

۱۴۲	مزار حضرت بلال حبشی و حضرت عبداللہ بن جعفر	۱۴۰	مقام صلیب حضرت عیسیٰ علیہ السلام
۱۴۲	طیار رضی اللہ تعالیٰ عنہما وغیرہ	۱۴۰	بیت النور
۱۴۲	مدفن بہتر سر شہداء کے کر بلا	۱۴۰	مزار حضرت نوح علیہ السلام
۱۴۲	مزار حضرت عبداللہ بن زین العابدین	۱۴۰	مقام پیدائش حضرت عیسیٰ علیہ السلام
۱۴۲	مزار حضرت نبی کلثوم	۱۴۰	مزار حضرت موسیٰ علیہ السلام
۱۴۲	مزار حضرت نبی بی سکنہ	۱۴۱	مزار حضرت موسیٰ علیہ السلام کے قریب
۱۴۲	مزادات سلاطین بنی امیہ	۱۴۱	پتھر کا لکڑی کی طرح جلنا
۱۴۳	مزار حضرت ام المؤمنین ام حبیبہ و ام سلمیٰ	۱۴۱	مزار حضرت حسن راعی
۱۴۳	قریب زینب میں مزار حضرت نبی بی زینب	۱۴۱	دمشق کا بیانات
۱۴۳	حضرت اشرفی میاں کا حضرت مولانا بدرالدین	۱۴۱	حضرت اشرفی میاں کا سفر دمشق
۱۴۳	محدث سے ملاقات	۱۴۱	مسجد جامع دمشق
۱۴۴	دربار و مکان خزانہ یزید پلید	۱۴۱	مزار حضرت یحییٰ علیہ السلام
۱۴۴	مدفن سر مبارک حضرت امام حسینؑ	۱۴۱	مقبرہ سلطان صلاح الدین ایوبی
۱۴۴	مقام نزول حضرت عیسیٰ علیہ السلام	۱۴۱	بالائے کوہ مزار حضرت ذوالکفل علیہ السلام
۱۴۴	قبر یزید پلید	۱۴۱	مزار حضرت ذوالکفل میں اختلاف
۱۴۵	کوہ لبنان کا بیانات	۱۴۲	دامن کوہ دمشق میں مزار حضرت
۱۴۵	چالیس عمر ایوں سے چشمے جاری	۱۴۲	شیخ محی الدین
۱۴۵	پانی کی روانی سے آواز تلاوت قرآن	۱۴۲	مزار حضرت سید محمد ایوب کردی شہید
۱۴۵	مدفن دست مبارک حضرت یحییٰ علیہ السلام	۱۴۲	حضرت سید محمد ایوب کردی شہید کا
۱۴۵	شہر حصص کا بیانات	۱۴۲	بایں قدم قبر سے باہر
۱۴۵	مزار حضرت خالد بن ولیدؓ	۱۴۲	مزار حضرت سید صالح کردی
۱۴۵	مزار حضرت سعد بن ابی وقاصؓ	۱۴۲	مقام جہل ابدال
۱۴۵	مزادات دیگر صحابہ کرامؓ	۱۴۲	مزار حضرت صہیب رومی

۱۶۹	مزار حضرت سید احمد رفاعی	۱۶۶	مزار حضرت جعفر طیار و عمر بن عبدالعزیز
۱۶۹	شہر مدائن کا مختصر بیان	۱۶۶	حامہ شریف کا بیان
۱۶۹	مزار حضرت سلمان فارسی	۱۶۶	مزار حضرت حام بن نوح
۱۶۹	مزار حضرت امام غزالی	۱۶۶	زیارت مزارات اولیائے کرام
۱۶۹	صحن روضہ میں کنوئیں کے پانی کی خصوصیت	۱۶۶	حضرت سید عبدالغفور حسن جبیلانی کی اولاد
۱۷۰	مزار حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی		چدر آباد دکن میں۔
۱۷۰	اولاد حضرت غوث پاک سے ملاقات	۱۶۶	حضرت سید صالح افندی سے ملاقات
۱۷۰	تذکرہ مولانا محمد یوسف فقیہ و عبد الرزاق فقیہ ساکنان بھبونڈی۔	۱۶۷	حضرت اشرفی میاں کوثر قرہ خلافت و شجرہ ارتداد سے مشرف فرمانا
۱۷۰	قصیدۃ التجاریہ بیارگاہ حضرت غوث پاک	۱۶۷	سفر شہر حلب
۱۷۲	حالات بغداد شریف	۱۶۷	شہر حلب کا بیان
۱۷۲	مزار حضرت یوشع علیہ السلام	۱۶۷	مزار حضرت زکریا علیہ السلام
۱۷۲	مزار حضرت ابوبکر شبلی	۱۶۷	مزارات حضرت طلحہ و زبیر و حسن رضی اللہ عنہم
۱۷۲	مزار حضرت منصور علاج	۱۶۷	بیان زیارت عتبات عالیات ۱۳۲۳ھ
۱۷۲	مزار حضرت بہلول وانا	۱۶۷	مقام جنگ جبل
۱۷۲	مزار حضرت بی بی زبیدہ خاتون	۱۶۸	مزار حضرت ابن سیرین
۱۷۲	مزار حضرت امام اعظم بمقام قصبہ معظم	۱۶۸	مزار حضرت انس بن مالک
۱۷۳	مزار حضرت حبیب عمی	۱۶۹	بغداد شریف کا بیان سے
۱۷۳	مزار حضرت حسن توری	۱۶۹	مزار حضرت غوث الثقلین سید القادر جبیلانی
۱۷۳	مزار حضرت شیخ حماد و یاس وغیرہ	۱۶۹	مزار حضرت معروف کرخی
۱۷۳	قصبہ کاظمین شریفین	۱۶۹	مزار حضرت جنید بغدادی
۱۷۳	مزار حضرت امام موسیٰ کاظم و امام محمد تقی	۱۶۹	مزار حضرت سری سقطی و دیگر اولیاء کرام
۱۷۳	مزار حضرت امام ابو یوسف	۱۶۹	مزار حضرت عزیر علیہ السلام

۱۸۲	مزار حضرت عمرو بن عاصؓ	۱۷۳	اشعار التباہیہ
۱۸۲	مزار حضرت عبدالرحمن المعروف بہ ابوہریرہ	۱۷۴	شہر سترن ڈار
۱۸۳	مزار حضرت امام شافعی	۱۷۴	مزار حضرت شیخ مصلح الدین سعدی شیرازی
۱۸۳	قبر مزار اولاد حضرت صدیق اکبرؓ	۱۷۴	بمقام سامرہ مزار امام علی نقی و امام حسن عسکری
۱۸۳	جامعہ ازہر کا بیان	۱۷۵	سوزہ بلندی کا ڈھیر
۱۸۳	دریائے نیل	۱۷۵	مقام اصحاب کھف
۱۸۳	اہرام مصری	۱۷۵	کربلا معلیٰ
۱۸۴	آیستہ سکندری	۱۷۵	مزار حضرت عون شہید
۱۸۴	حجاز شریف	۱۷۵	مزار حضرت امام حسین
۱۸۴	طائف کا بیان	۱۷۵	مزار حضرت علی اکبرؓ و حضرت علی اصغرؓ
۱۸۴	مزار حضرت یحییٰ بن عبد اللہ بن عباسؓ	۱۷۶	مزار حضرت حبیب ابن مظاہر صحابی
۱۸۵	مزار حضرت طیب و حضرت قاسم	۱۷۶	مزار حضرت حرؓ
۱۸۵	مزار حضرت امام محمد حنیف بن حضرت علی وغیرہ	۱۷۶	مزار حضرت عباس علمدار
۱۸۵	مزار حضرت عکرمہ	۱۷۷	بجف اشرف کا بیان
۱۸۵	معلق پتھر	۱۷۸	مزار حضرت علی
۱۸۵	مسجد عداس	۱۷۸	قبر شریف پر ڈھال اور تلوار
۱۸۶	مزارات صحابہؓ	۱۷۸	مزار حضرت صالح و حضرت ہود علیہما السلام
۱۸۷	مزار حضرت زید بن ثابت	۱۸۰	شہر کوفہ کو امیر تیمور نے کھرا کر کھینکوا دیا
۱۸۷	حرم شریف کا بیان	۱۸۰	مقام عیادت حضرت نوح علیہ السلام
۱۸۷	مسجد حضرت آدم	۱۸۰	مقام جبریل و آدم علیہما السلام
۱۸۷	حجر اسود	۱۸۰	مقام سفینہ حضرت نوح علیہ السلام
۱۸۷	تعمیر کعبہ شریف	۱۸۱	دریائے فرات
۱۸۸	جبل ابو قیس	۱۸۱	مصر کا بیات

۱۹۲	کوہ مفرح سے روٹنے کا منظر	۱۸۸	حجر اسود کی خصوصیت
۱۹۳	مدینہ منورہ سے ایک میل پہلے حضرت خضر کا	۱۸۸	چاہ زمزم شریف
	صاحب جذب و کرامت کی حالت سلب کر لینا	۱۸۸	آب زمزم شریف کی خصوصیت
	تاکہ بارگاہ رسالت میں کسی قسم کی بے ادبی نہ ہو	۱۸۹	جائے پیدائش نبی کریمؐ، مولا علیؑ، فاطمہ الزہراءؑ
۱۹۳	بوقت رخصت حضرت خضر کا دو چاند نعین عطا	۱۸۹	مکان ام المومنین حضرت خدیجہ الکبریٰ
	کھر کے رخصت فرمانا۔	۱۸۹	نبی کریمؐ کے ساتھ ابلیس کی فریب دہی
۱۹۳	باب مجیدی، باب جبرئیل، باب السلام، باب الرحمة	۱۸۹	نشان کہنی مبارک
۱۹۳	مقام مدفن ستون حنارہ	۱۸۹	دیوار سے پتھر کی زبان نے عرض کیا
۱۹۳	روضہ مبارک گنبد خضار	۱۸۹	جبل ابوقبیس سے معجزہ شوق القمر
۱۹۳	مزار حضرت صدیق اکبرؓ	۱۸۹	جبل نور و جبل ثور
۱۹۳	مزار حضرت عمر فاروقؓ	۱۸۹	جنت المعلیٰ میں صحابہ و صحابیات کے مزارات
۱۹۴	مزار حضرت سیدہ فاطمہ الزہراءؑ	۱۹۰	منیٰ میں مقام قربانی حضرت اسماعیلؑ
۱۹۴	بنام سیدہ صحن روضہ میں باغیچہ	۱۹۰	چھری کا گردن حضرت اسماعیلؑ بن کاٹنا اور پتھر
۱۹۴	متصل باغیچہ بیر کوثر		کاٹ دینا۔
۱۹۴	مزار حضرت سیدنا عبداللہ بن عبدالمطلب	۱۹۰	نور نبی آخر الزماں کی برکت
۱۹۴	مدینہ منورہ سے سمت شمال کوہ احد	۱۹۰	میدان عرفات کا بیان
۱۹۴	مزار سید الشہداء حضرت حمزہؓ	۱۹۰	حضرت آدم و حضرت حواؑ کی میدان عرفات
۱۹۴	مقام شہادت دندان مبارک نبی کریمؐ		میں ملاقات۔
۱۹۴	مسجد حضرت عثمانؓ	۱۹۱	تینوں مقامات پر شیطان کو کنکریاں مارتا
۱۹۴	مسجد قبلتین	" "	وادی قبل
۱۹۴	مسجد قبا	۱۹۲	مدینہ منورہ کا بیان
۱۹۵	مقام چکی حضرت فاطمہ الزہراءؑ	۱۹۲	مزار ام المومنین حضرت مہموونہؓ
۱۹۵	مقام قیام حضرت حسینؑ کو یحییٰ	۱۹۲	مزار حضرت عبدالرحیم برحق عاشق رسولؐ

۱۹۸	مقام خصلان کے عجیب و غریب حالات	۱۹۵	بیر تفلہ
۱۹۹	جبل الالباب	۱۹۵	مسجد بنی شجار
۱۹۹	جزیرہ طلسم	۱۹۵	مشہد حضرت عثمان
۱۹۹	کشتی سکندر ذوالقربین اور طلسمی مجسمہ	۱۹۵	مزاریدنا اسماعیل عارج مورت اعلیٰ حضرت
۲۰۰	جزیرہ بحر محیط		محبوب یزدانی
۲۰۰	عجیب و غریب چڑیا	۱۹۵	مزار حضرت صفیہ بنت عبدالمطلب عمہ نبی کریم
۲۰۰	تین بزرگوں سے ملاقات اور اجازت	۱۹۵	احاطہ جنت البقیع مزارات صحابہ و اہل بیت
	عمل ناد علی فرمانا	۱۹۵	کنارہ جنت البقیع مزار حضرت عثمان ذوالنورین
۲۰۰	ولایت جھنکر	۱۹۵	ایک روایت بسلسلہ دفن حضرت عثمان ذوالنورین
۲۰۰	نواحی دکن ولایت جھنکر کی عجیب رسم بد	۱۹۶	مزار حضرت سیدنا عباس عم نبی کریم
۲۰۱	دشت قفچاق کے حالات	۱۹۶	مزار حضرت امام حسن و امام زین العابدین وغیرہما
۲۰۲	مجسمہ سنگین کی ادائے ناصحانہ اثر کر گئی	۱۹۶	مزار حضرت فاطمہ الزہراء و مدفن سراقس امام حسین
۲۰۲	محبوب یزدانی کی ولایت قفچاق میں ایک	۱۹۶	مزار حضرت ابوسعید خدری صحابی رسول
	بزرگ سے ملاقات اور نوازش و عطا	۱۹۶	مدائن صالح کا بیان
۲۰۲	رباعی ابوسعید ابوالخیر کے فوائد	۱۹۶	مقتل ناقہ حضرت صالح علیہ السلام
۲۰۳	جبل القرون	۱۹۷	زمین مغضوبہ
۲۰۴	دو بزرگوں سے ملاقات اور فیضیابی	۱۹۷	مدینۃ الاولیاء یہ نواحی عراق
۲۰۴	بندر کا عرفان	۱۹۷	وجہ تسمیہ
۲۰۴	جبل البہ	۱۹۷	گاذرون مدفن اولیاء اللہ
۲۰۴	عابد و صالح کا محبوب یزدانی سے فیض	۱۹۷	باکرامت روشن چراغ
	حاصل کرنا	۱۹۸	کوہ قاف کا بیان
۲۰۴	ولایت جبل البہ کے راجہ کی درخواست	۱۹۸	۷۰۰ کوس تک دیوار بہشت دھات
۲۰۵	بہ سفارش درویش باریابی و فیضیابی	۱۹۸	یا جوج ماجوج کے متعلق ایک قول

		نوال صحیفہ	
۲۲۲	کرامت ۱۵ ایک لمحہ میں کعبہ شریف پہنچ گیا	۲۰۶	کرامات کا بیان سے
۲۲۳	۱۶ پتھر کی مورت میں جان پیدا ہو گئی	۲۰۷	محبوب یزدانی کی عمر شریف سو برس سے زیادہ
۲۲۵	۱۷ کندو مٹی ختم ہو گئی	۲۰۸	اور تین بار دنیا کا سفر
۲۲۶	۱۸ محبوب یزدانی کی مخالفت سے دنیا و	۲۰۹	کرامت ۱۹ قاضی صاحب کلبے نظیر کھانا
	آخرت برباد	۲۱۰	کرامت ۲۰ قاضی صاحب کے ولی و موسوں پر
۲۲۷	۱۹ بحالت خواب مسئلہ کا حل فرما دینا		اگاہی اور اس کا جواب
۲۲۸	۲۰ اولیاء اللہ کی مخالفت کا انجام	۲۱۱	۲۱ گھوڑوں کا بوقت لیلہ پٹیاب آگاہ کرنا
۲۲۹	۲۱ مناقب حضرت علی پر اعتراض اور اس	۲۱۲	۲۲ زندہ پر نماز جنازہ پڑھوانا اور اس کا
	کا جواب		مردہ ہو جانا۔
۲۳۰	۲۲ زبان مرے سے ٹک پڑی	۲۱۳	۲۳ مولانا کبیر عباسی کا محبوب یزدانی کو
۲۳۱	۲۳ محبوب یزدانی اور مست ہاتھی	۲۱۴	خواب میں دیکھنا اور بیعت ہونا نیز
۲۳۲	۲۴ نگاہ کرم نے بی کو عرفان بخشا		کرامت عجیبہ کا صدور۔
۲۳۳	۲۵ باد مخالف موافق ہو گئی	۲۱۵	۲۴ مسجد میں آگ جیسی گرمی
۲۳۴	دریا کے اندر کے عارفوں کی خبر	۲۱۶	۲۵ دریا پر چلنا
۲۳۵	ایک مرد عارف کا دریا سے ظاہر ہونا	۲۱۷	۲۶ قصبہ نظام آباد میں تین حیرت انگیز
۲۳۶	دریا میں مدینۃ الاشراف		کرامتوں کا ظہور
۲۳۷	دریا میں خلقا را شرفی	۲۱۸	۲۷ خطہ جو نپور موضع سرس میں آگ لگ گئی
۲۳۸	دریا سے ظاہر ہونے والے عارف کی	۲۱۹	۲۸ آباد قصبہ ویران ہو گیا
	بارگاہ محبوب یزدانی میں حاضری اور گفتگو	۲۲۰	۲۹ اپنے بادشاہ سے بغاوت
۲۳۹	۲۶ عالم بے خودی میں بھی فراتس و واجبات	۲۲۱	۳۰ ہر مہینہ آگ لگنا
	اور سنن کا نہ چھوٹنا	۲۲۲	۳۱ دریا کو حکم نامہ
۲۴۰	۲۷ بارہ سالہ مردہ بچہ کو زندہ فرما دیا		۳۲ لشکر فتحیاب ہو گیا
۲۴۱	۲۸ سفید داغ والا شفا پا گیا۔		

۲۵۵	کرامت ۲۱۱	اناس کلہم عبد لعبدی کی تشریح	۲۲۱	کرامت ۲۹	کثرت مال و اولاد کے لئے دعا
۲۵۶	۲۲۲	چہرہ سیاہ ہو گیا	۲۲۲	۳۱	مرے ہوئے لڑکے کو اپنی عمر سے دس
۲۵۷	۲۲۲	عصار مبارک سے جامع کی دیوار پر پڑانا	۲۲۳	۳۲	سال بخش کر زندہ فرمادینا
۲۵۷	۲۲۳	میدان جنگ میں مرید کی عرضی پر	۲۲۳	۳۳	مرید صادق کی حالت کا اثر پر پر
	۲۲۳	دستگیری	۲۲۳	۳۴	راہ سیدان کے سانپوں، اژدہوں
۲۵۷	۲۲۳	ہاتھ کے پنجے سے لشکر کو قالب و	۲۲۳	۳۵	کو آپ کا عصا نکل گیا
	۲۲۳	مغلوب فرمانا	۲۲۳	۳۶	محبوب یزدانی کی نافرمانی بے ادبی
۲۵۹	۲۲۳	محمود خان گجراتی پر نوازش و کرم	۲۲۳	۳۷	سے ولایت ختم ہو گئی
۲۵۹	۲۲۵	روزمرہ خرچ کے لئے پہاڑ سے	۲۲۵	۳۸	روم کے شیخ الاسلام کی نظریں
	۲۲۵	اشرفیاں	۲۲۵	۳۹	محبوب یزدانی کی مشکلیں
۲۵۹	۲۲۵	کانورا میں جادوگر حسین عورتیں	۲۲۵	۴۰	خطرات دل اور نظر کی کجی سے آگاہی
۲۵۹	۲۲۸	جادوگر نے قاضی حجت کو گائے	۲۲۸	۴۱	لوہے کی زنجیر سونابن گئی
	۲۲۹	بنالیا	۲۲۹	۴۲	جلا ہوا ہاتھ فوراً اچھا ہو گیا
۲۶۰	۲۵۰	جادوگر نے سوڑ بن گئی	۲۵۰	۴۳	مذہب بد سے توبہ کر کے مرید ہو گیا
۲۶۰	۲۵۱	قاضی حجت سے جادو کا اترنا اور	۲۵۱	۴۴	عشق بھتیقی اور عشق مجازی کا رمز
	۲۵۱	جادوگر نے اصل حالت پر آنا	۲۵۱	۴۵	قوت تصرف سے آتش عشق بجھا دینا
۲۶۰	۲۵۱	خطاب جہانگیری پر اعتراض اور	۲۵۱	۴۶	بعد غائب نعمتوں سے مشرف فرمانا
	۲۵۲	مفصل جواب	۲۵۲	۴۷	منازل سلوک چشم زدن میں غلے کر دینا
۲۶۱	۲۵۲	بصورت انکار اظہار تصرف	۲۵۲	۴۸	انسانی گوشت سے علاج
۲۶۱	۲۵۳	بطور دلیل دست مبارک کی انگلیوں	۲۵۳	۴۹	بازو سے راست کاٹ کر پیش کر دینا
	۲۵۴	کھانے، دیکھتے، سننے، سونگنے اور	۲۵۴	۵۰	نگاہ کرم سے نیا ہاتھ پیدا ہو گیا
	۲۵۴	کلام کرنے کا کام لینا	۲۵۴	۵۱	مسجد جو نیور میں "اناس کلہم عبد" ا
۲۶۱	۲۵۴	باوجود مشاہدہ تصرفات معترض کا انکار	۲۵۴	۵۲	عبدی فرمانا

۲۶۷	کرامت ۵۱ صبح صادق تاریکی شب بدل گئی	۲۶۱	کرامت ۲۶ انگلی سے آواز اے گدھے خطاب
۲۶۷	۵۲ پکے ہوئے مرغ حلال اور حرام	۲۶۲	جہانگیری پر کیا اعتراض میں جائگرموں
۲۶۸	۵۲ ایک درویش کی بارہ برس تک	۲۶۲	معرض قلندر کی روح پرواز گئی
	مجاہدہ و ریاضت۔	۲۶۲	کھجور کی گھٹلیوں کی تسبیح کا عجیب
۲۶۹	محبوب یزدانی نے ایک پل میں		غریب واقعہ۔
	منازل سلوک طے کرادیا	۲۶۳	درخت نیم و بہر طے کا حیرت انگیز
۲۶۹	۵۳ بتارس میں بت سنگین سے کلمہ		واقعہ
	پڑھو الیا۔	۲۶۴	دکن کے مولوی کا سوال مزید ہونے
۲۷۰	۵۵ راجپوت ہنکار سنگھ کو غیبی کھانا		سے کیا فائدہ ہوتا ہے۔
	کھلا دیا۔	۲۶۴	آپ کا جواب جب قبر میں جاؤ گے
۲۷۰	ہنکار سنگھ مسلمان ہو کر شرف بیعت		تم کو خود معلوم ہو جائے گا۔
	سے مشرف ہو گیا۔	۲۶۴	مولوی کو عربی زبان دانی پر گھمنڈ
۲۷۱	ہنکار سنگھ کا نام ہنکار خاں رکھا		اور انتقال۔
	اور موضع عنایت فرما دیا۔	۲۶۵	قبر میں نیکرین کے سوالات اور مولوی
۲۷۱	موضع کا نام اشرف پور رکھا۔		کی بے بسی۔
۲۷۱	انگوٹھے سے زمین پر چشمہ	۲۶۵	قبر میں محبوب یزدانی کی دستگیری
	جاری فرما دیا۔	۲۶۵	۵۷ عین کی مسجد میں محبوب یزدانی و
۲۷۱	چشمہ کا نام "اشرف المار" رکھا		ابوالغیث عینی کی ملاقات۔
۲۷۱	مساک کو زمین میں داب دیا نیم کا	۲۶۵	نزول بلیات و آفات کے بارے
	درخت ہو گیا۔		میں تبادلوں خیال۔
۲۷۱	موضع اشرف پور کی عجیب بات	۲۶۶	بار بلا عوام سے اپنے اوپر اٹھالینا
۲۷۱	ایک لالہ جی نے درخت مذکور سے	۲۶۶	۵۷ جہاز تین شبانہ روز طوفان میں
			رہ کر کنا سے لگ گیا۔

۲۷۱	کرلیت ۵۵ مسواک کتنا استعمال کرنا چاہیے اور کتنا ہو گیا
۲۷۱	حضرت اشرفی میاں قبلہ کا موضع
	اشرف پور میں تشریف آوری۔
۲۷۱	خورد و کلاں، مرد و عورت کا
	مرید ہوتا۔
۲۷۲	موضع اشرف پور میں چلے گا
	حضرت محبوب یزدانی
۲۷۳	اشرف المساجد کا تعارف

اعتذار

جس کتاب کے منظر عام پر آنے کا تذکرہ برسوں سے ہو رہا تھا اور اہل عقیدت جس کے لئے قرطی محبت میں دل و نظر فرس راہ کئے اور جن میں نیاز جھکائے ہوئے سراپا منظر تھے، اب انتظار کی صبر آزمائی ختم ہوئی اور صحائف اشرفی اپنے صوری و معنوی حسن و خوبی کے ساتھ اہل بصیرت و عقیدت کے دل و نظر، فکر و عمل کی تسکین کے لئے تالیف کر کے پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہے ہیں۔ کسی کتاب کو منظر عام پر لانے کے سلسلے میں کتابت و طباعت اور اسکی صحت میں کتنی دشواریوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے، کتنے تکلیف دہ مراحل سے گزرنا پڑتا ہے اس کا اندازہ صحیح معنوں میں انہیں حضرات کو ہو گا جو ان پر خار و ادیوں سے گزرے ہوں گے۔ ساحل سمندر پر کھڑے رہ کر طوفان کا صحیح اندازہ نہیں لگایا جاسکتا ہے۔ کئی ایسے سے کبھی اندازہ طوفان نہیں ہوتا۔

حقی الامکان کتاب کی تصحیح، کتابت کا معیار، حروف کی دلکشی، کاغذ کی پائیداری، طباعت کی نفاست وغیرہ کا بے حد خیال رکھا گیا ہے جس کی عوام الناس کو اکثر شکایات رہا کرتی ہیں۔ باوجود ان کاوشوں کے اگر اہل کرم کی نظر میں کوئی غلطی نظر آجائے تو مطلع فرمائیں، پوری سنجیدگی سے غور و فکر کے بعد انشاء اللہ الرحمن دوسرے ایڈیشن میں شکریہ کے ساتھ تصحیح کر دی جائے گی۔

ہمیں افسوس کے ساتھ اس بات کا اظہار کرنا پڑ رہا ہے کہ ”صحائف اشرفی“ میں جس بجا حقیقت افزا اور نصیحت آموز فارسی اشعار کے ترجمے ہدیہ ناظرین نہ کر سکے اس کمی کا شدت کے ساتھ ہم خود بھی احساس کر رہے ہیں۔ قارئین اس کو ہماری عدم توجہی پر نہیں بلکہ کثرت کار، ہجوم افکار پر محمول فرمائیں گے اور کتاب ”صحائف اشرفی“ کے متعلق اپنے فکر و خیال سے ہمیں ضرور آگاہ کرنے کی زحمت گوارا کریں گے۔ فقط والسلام

نیک دعاؤں کا طلب گار یکے از سگ بارگاہ اشرف
 محمد نور الہدی اشرفی رُوڈ پوری
 مدرس دارالعلوم محمدیہ ممبئی و خطیب امام مسجد گزشتہ انشاں ممبئی
 یوم پینتہ یکم محرم الحرام ۱۴۰۵ھ ۲۷ ستمبر ۱۹۸۴ء

کلمات تصدیق

پیدی و سندی و مرشدی و جدی حضرت شیخ المشائخ مولانا سید شاہ ابوالاحمد محمد علی حسین
اثرنی جیلانی علیہ الرحمہ والرضوان حلقہ مشائخ و علماء میں احسن الوجود ہونے کی بنا پر شبیہ غوث الثقلین
سے معروف اور جانے پہچانے جاتے تھے۔ چنانچہ شیخ مارہرہ حضرت قدوة السالکین مولانا سید شاہ
آل رسول مارہروی علیہ الرحمہ نے حضرت جدی اثرنی میاں علیہ الرحمہ کو شبیہ غوث الثقلین سے
یاد فرمایا۔

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کو جب یہ معلوم ہوا کہ ان کے پیر و مرشد حضرت آل رسول علیہ الرحمہ
کی طبیعت زیادہ ناساز ہے تو آپ خود بغرض مزاج پر سی مارہرہ شریف تشریف لے گئے۔ حضرت
آل رسول علیہ الرحمہ نے اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کو دیکھ کر فرمایا کہ میرے پاس سرکار غوث اعظم
علیہ الرحمہ والرضوان کی امانت خاص ہے جسے اولاد غوث میں شبیہ غوث الثقلین مولانا سید شاہ
ابوالاحمد محمد علی حسین اثرنی جیلانی کچھو چھوی کو سونپنی اور پیش کر دینی ہے۔ اور وہ اس وقت
محبوب الہی نظام الدین اولیاء رشتی رضی اللہ عنہ کے آستانہ پر ہیں، محراب مسجد میں ملاقات ہوگی
چنانچہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمہ دلی تشریف لائے۔ حضرت محبوب الہی علیہ الرحمہ
کے آستانہ پر حاضری دی پھر مسجد میں تشریف لائے تو واقعی پیر کی نشاندہی کے بموجب حضرت اثرنی
میاں علیہ الرحمہ کو محراب مسجد میں پایا اور یہ کہتے تھے فی البدیہہ یہ شعر کہے۔
اثرنی اے رخت آئینہ حسنِ خوباں
اے نظر کردہ و پروردہ سہِ محبوباں

پھر عرض مدعا کیا۔ حضرت اثرنی میاں علیہ الرحمہ نے مارہرہ شریف میں حاضری دی حضرت
شاہ آل رسول علیہ الرحمہ نے سلسلہ عالیہ قادریہ پر کاتبی کی اجازت اور خلافت سخی اور یہ فرمایا کہ

جس کا حق تھا اس تک یہ امانت پہنچا دی۔ اس کے بعد حضرت اشرفی میاں علیہ الرحمہ حضرت شاہ
آل رسول علیہ الرحمہ کے خاتم الخلفاء کہلائے۔

پچھلے سال عرس فاقی کے موقع پر ماہرہ شریف فقیر حقیر سید حامد اشرف نے حاضری دی۔ دل
میں یہ جستجو اور خواہش تھی کہ معلوم کیا جائے کہ حضرت جدی اشرفی میاں علیہ الرحمہ خالقاہ برکاتہ کے
کس حجرے میں تشریف فرما ہوئے تھے۔ حضرت حسن میاں دامت برکاتہ سے دریافت کیا۔ صدر
پوشی کے وقت حضرت حسن میاں زید مجدہ ایک حجرے میں مجھے لے گئے اور فرمایا کہ یہی وہ حجرہ ہے کہ
جس میں حضرت اشرفی میاں علیہ الرحمہ قیام پذیر ہوتے تھے۔ اس وقت اس حجرے میں حضرت محمد میاں
علیہ الرحمہ کا مزار پرانوار ہے۔

حضرت اشرفی میاں علیہ الرحمہ کی خانوادہ اشرفیہ میں واحد شخصیت ہے جنہوں نے سلسلہ اشرفیہ
کو عرب و عجم کے دیار و امصار میں متعارف کرایا اور اس سلسلہ کی ترویج و اشاعت فرمائی۔ اور یہ حق
ہے کہ آپ کو سلسلہ اشرفیہ کا مبین و مظهر و مجدد کہا جائے۔ اور آپ اپنے جد کریم حضرت مخدوم میر
سید اشرف چھاگیر سمٹانی علیہ الرحمہ و الرضوان کے سیرۃ کامل جانشین اور متبع ہونے کی حیثیت سے
آپ بے شک ابر الوقوہ کے مصداق تھے۔ آپ کی ظاہری و باطنی دونوں زندگیوں میں حضرت مخدوم
سمنان علیہ الرحمہ کی اتباع کی ائینہ دار تھیں۔ اتباع کا یہ مفہوم صرف حیات ظاہری سے متعلق ہے بعد
مات اتباع کا یہ تصور ممکن ہی نہیں لیکن آپ نے حضرت مخدوم سمنان علیہ الرحمہ کے پائیں اپنی قبر کے
لئے تاکید فرما کر لفظ اتباع کو ایک نیا مفہوم بخش دیا تاکہ صبح قیامت کو بھی اپنے محبوب حضرت مخدوم
سمنان علیہ الرحمہ کے اتباع میں اٹھیں۔ دنیا سے رخصت ہو جانے کے بعد اپنے محبوب کے پائیں
اس انداز میں پڑا رہنا کہ کبھی کروٹ نہ بدلی یہ اتباع کا انوکھا انداز ہے۔

حضرت جدی اشرفی میاں علیہ الرحمہ نے حضور والد محترم مولانا سید شاہ مصطفیٰ اشرف
صاحب علیہ الرحمہ سے فرمایا فرزند پیر مصطفیٰ اشرف مجھے فرزند مولانا سید احمد اشرف علیہ الرحمہ اور
والدہ سیدہ محدث علیہا الرحمہ (جو اشرفی میاں کی بڑی صاحبزادی تھیں) کے مابین دفن کرنا چوں کہ
یہ اتنا حصہ بالکل میرے جد کریم مخدوم سمنان علیہ الرحمہ کے پائیں ہے۔ حضور والد محترم علیہ الرحمہ نے عرض
کیا کہ حضور وہاں اتنی جگہ نہیں ہے کہ قبر بنائی جاسکے۔

حضرت جدی اشرفی میاں علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ جس کا نام لے کر فقیر اشرفی درود مارا مارا پھرا اور جن کا کہلاتا رہا کیا وہ اپنے پائیں ایک قبر کی جگہ بھی نہ عطا فرمائیں گے۔

آج اسی جگہ پر آپ کا مزار پر انوارِ مرجعِ خاص و عام ہے اور فیضِ رسائی کا سرچشمہِ نیر ہے۔ حضور جدی اشرفی میاں علیہ الرحمہ اپنی نسبی فضیلت اور خاندانی وجاہت کی بنا پر لائقِ طرح و ستائش ہیں۔ آپ اس نسبِ پاک سے متعلق ہیں جو لائقِ صداقت ہے۔ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ و التسلیم جس نسب کے بارے میں فرماتے ہیں:-

ان اللہ اصطفیٰ کنانہ من ولد اسماعیل واصطفیٰ قریشاً من کنانہ ومن قریش بنی ہاشم واصطفانی من بنی ہاشم اللہ تعالیٰ اولاد اسماعیل میں قبیلہ بنی کنانہ کو منتخب فرمایا اور بنو کنانہ میں سے قریش کے خاندان کا انتخاب فرمایا اور قریش میں بنو ہاشم کو اعزاز بخشا اور مجھ کو بنو ہاشم میں مصطفیٰ کیا۔ (صلی اللہ علیہ وسلم)

اور ایک حدیثِ پاک میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ذات سے نبی اور نبی علاقہ رکھنے والوں کو ایک غیر معمولی حیثیت دے دی۔ ارشادِ گرامی ہے:-

کل نسب و سبب یقطع لیوم القیامۃ الا نسبی و صہری تمام رشتے اور ناطے قیامت کے دن منقطع ہو جائیں گے علاوہ میرے رشتے ناطے کے میں یہ سمجھتا ہوں کہ جس شخصیت کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے نسبی و سببی نزافتِ حال ہو جائے اس کو ذاتی طور پر دیگر تمام شخصیات پر ان کی تمام وہی و سببی خوبیوں پر بالاتر ہے۔

حضور اشرفی میاں علیہ الرحمہ کی شخصیت اپنے اقران اور ہم عصروں میں صورتِ بہت کردارِ عمل، حسنِ اخلاق اور علوِ مرتبہ میں نمایاں تھی۔ نیز شریعت کی پابندی کا از حد احترام فرماتے تھے۔ چنانچہ بوقت وضو ماءِ مستعمل سے بچنے کے لئے پوتین پہن لیا کرتے تھے۔ حلال انگشتِ دست و پا معمول کے طور پر کرتے تھے۔ سلسلہ طہارتِ کلوح کا استعمال بطور سنت کرتے تھے۔

آپ کی شرعی وجاہت کا یہ عالم تھا کہ جب بارگاہِ سرکارِ غوثِ اعظم میں حاضری دی تو

صاحب سجادہ خود استقبال کے لئے تشریف لائے اور اپنا مہمان خاص رکھا۔
 آپ نے اپنی زندگی کے چند نقوش والہامی تاثرات کو نظم و نثر میں پیش کیا ہے اس
 وقت ہمارے سامنے منظوم "صحائف اشرفی" جس میں اصناف سخن کا لطف موجود ہے۔ آپ
 کے اس کلام میں عربی، فارسی، اردو اور ہندی کے تمام اقسام، داور، ٹھمری اور بروگ وغیرہ پائے
 جاتے ہیں۔ وظائف اشرفی جو نثر میں ہے لیکن وہ مختلف اوراد و اشغال و اذکار اور مراقبے کا مجموعہ
 ہے جسے ہم "در منثورہ" "بہیہ سنیہ" کہہ سکتے ہیں۔ حقیقتہً نثر میں آپ کی تالیف معنی "صحائف
 اشرفی" ہے جس کے مطالعے کے بعد یہ حقیقت واضح ہو جاتی ہے کہ حضرت مخدوم سمنان علیہ الرحمہ والرضوان
 اس صدی کے جہانیاں جہاں گشت تھے۔ اور سیر و وافی الارض کے عملی تفسیر تھے۔ اور نیز
 یہ کتاب مستطاب "صحائف اشرفی" حضرت مخدوم سمنان علیہ الرحمہ کے حالات و کوائف پر مشتمل ہے
 لیکن حضرت جدی اشرفی میاں علیہ الرحمہ نے مناسبت کا لحاظ کرتے ہوئے اپنے سفر عرب و عجم اور
 زیارات کا بھی ذکر فرمایا ہے اور اس انوکھے اور دلنشین پیرائے میں کہ قطعی بے جوڑ و بے ربط نہیں
 معلوم ہوتے بلکہ دل پر ایک گہرا اثر ڈالتا ہے اور پکارا ٹھٹھا ہے۔

تازہ خواہی و اشتیاق گر داغہائے سبیرا

گا ہے گا ہے باز خواں این قصتہ پارینہ را

اس کتاب کے ساتھ بڑا المیہ یہ تھا کہ اب تک پردہ اخفا میں رہی اور منظر عام پر نہ
 آسکی جس کا سبب یہ تھا کہ وہ مسلسل حادثات کا شکار ہوتی رہی۔

حادثہ اولیٰ : ۱۳۴۲ھ میں کتاب مذکور وجود میں آئی تو کسی صاحب نے
 تبرک سمجھ کر چرا لیا۔ حضرت اشرفی میاں علیہ الرحمہ کو اس کا بڑا غم رہا اور نطنے پر افسوس فرماتے رہے
 اور سولے صبر کے چارہ نہ رہا۔

۱۳۴۳ھ میں زمانہ عرس مخدوم سمنان علیہ الرحمہ میں حضرت سید شاہ ابوالحسن و احمد اشرف
 علیہ الرحمہ کب کے فرزند اکبر نے ایک خطبہ برآۃ استہلال کے طور پر زبان عربی میں لکھ کر
 حضرت اشرفی میاں علیہ الرحمہ کی خدمت میں پیش کیا اور عرض مدعا کیا کہ حضور اگر چندے توجہ
 مبذول فرمائیں تو کتاب گم شدہ سے بڑھ کر تالیف فرما سکتے ہیں۔ چنانچہ حضرت اقدس اشرفی

میاں علیہ الرحمہ صحائف اشرافی کے مقدمے میں اس حادثہ کو تحریر فرماتے ہیں:-
 ۱۳۲۲ھ میں خالقہ آستانہ روح آباد میں کتاب مذکورہ
 فقیر کے ہمراہ تھی۔ کسی صاحب نے تبرک سمجھ کر (بنا کر) چرا لیا۔ میری ہمت
 پست ہو گئی کہ اس پرانہ سالی میں مجھ میں نہ قوتِ آخذہ باقی رہی نہ دماغ
 ایسا رہا جس میں مضامین محفوظ رہتے۔ کتاب گم شدہ کے ملنے سے مایوس
 ہو کر بجز صبر کے چارہ نہ رہا۔

۱۳۲۳ھ میں سفر ثالث حج و زیارت، مدینہ منورہ و سفر ملک
 شام و مصر و حلب و حامہ و ملک عراق عرب، بغداد شریف، کربلائے معلیٰ
 کاظمین شریف و نجف اشرف و سامرہ شریف وغیرہا کے بعد زمانہ عرس شریف
 میں میرے فرزند ارجمند، مرید و خلیفہ اول، عالم باعلیٰ، درویش بافضل، محسود
 چشم حارداں، محفوظ اشرف، تداں، حاجی بیت اشرف، سید ابوالکھو
 احمد اشرف (علیہ الرحمہ) نے ایک خطبہ بصفت برآة استہلال زبان
 عربی میں لکھ کر میرے سامنے پیش کیا اور عرض کیا کہ حضور اگر مکتوری سی
 ہمت اور توجہ مبذول فرمائیں تو کتاب "صحائف اشرافی" مؤلفہ سابقہ سے
 بڑھ کر دوبارہ تالیف فرما سکتے ہیں۔

اس کے بعد توجہ روحانیہ حضرت جدی قدس سرہ العزیز
 میرے قلب میں القار ہوا کہ کمر ہمت چست باندھ کر اپنے جد بزرگوار کی سوانح
 عمری کی تالیف میں سرگرم ہو جاؤں۔ تاہم غیبی اس قدر معین ہوئی کہ پہلی کتاب
 میں جا بجا خاص موقعوں پر جو اشعار لکھے تھے سب مستحضر ہو گئے۔ اور ان
 مواقع پر جو اشعار مناسب کہے گئے تھے درج کرنا شروع کر دیا۔

بیچ تو یہ ہے کہ میرے امکان میں یہ بات نہ تھی کہ میں اس
 مبسوط کتاب کی تالیف میں مشغول ہو سکتا۔ اب میرا سن اسی ٹھیک پہنچا
 مگر بات یہ ہے کہ بموجب شعر:-

فیض روح القدس اربا ز مدو فرماید
 دیگر ایں ہم می کند آنچه میجامی کرد
 اس کتاب کی تالیف مکرر کی طرف طبیعت متوجہ ہوئی اور حضرت
 جدی قدس سرہ کے فیض روحی نے اس قدر امداد فرمائی کہ بے تکلفانہ
 مضامین مندرجہ کتاب گم شدہ باضافہ واقعات جدیدہ جو در کتاب
 سابقہ نہ تھے لکھنا شروع کر دیا۔

حادثہ ثانیہ : حضرت اقدس جدی اشرفی میاں علیہ الرحمہ کے دور
 حیات مبارکہ میں نہ جانے کن وجوہ کی بنا پر یہ کتاب "صحائف اشرفی" زیور طبع سوا راستہ
 نہ ہو سکی۔ حضرت علیہ الرحمہ کے پردہ فرمایا لینے کے بعد کئی تہذیب و کتب حضور والد محترم
 مولانا پیدشاہ مصطفیٰ اشرف علیہ الرحمہ کو جائز طور پر ورثہ میں حاصل ہوئیں۔ ایک زمانہ تک
 تمامی کتب صندوق کے سپرد رہیں اور کوئی خاص توجہ نہ کی گئی۔ اس کی سب سے بڑی وجہ
 یہ تھی کہ حضرت اقدس اشرفی میاں علیہ الرحمہ اپنی عمر کے آخری حصہ میں جب کہ آپ نے صنعت
 پیری کی بنا پر تمام سفر ملتوی کر دیا تھا اور کچھ چھ شریف کے مکان مسکوٹہ سے منتقل ہو کر آستانہ
 روح آباد خانقاہ حسیہ سرکار کلاں میں تشریف فرما ہوئے اور حضرت کے ساتھ ہی پورا
 گھرانہ درگاہ شریف میں زمان خانہ میں مقیم ہو گیا۔ یعنی ہم سب کے سب درگاہ شریف میں
 رہنے لگے۔ مجھے اچھی طرح سے یاد ہے کہ حضرت اقدس اشرفی میاں علیہ الرحمہ کی ملاقات
 کے لئے مریدین و معتقدین و متعلقین و منوسلین فوج در فوج آتے تھے اور شرف ملاقات
 سے اور بند و مواعظت سے فیضیاب ہوتے تھے۔ اور سلسلہ ارادت میں داخل ہوتے
 تھے۔ اور صبح و شام نوان اشرفی پر آنے والے مہانوں کی حسب مقدار تواضع کی جاتی تھی۔
 جس کا بوجھ حضور والد محترم کی فقیرانہ متوکلانہ زندگی پر تھا۔

حضور والد محترم فرمایا کرتے تھے کہ اگر بارقرض کی سبکدوشی میں مجھے جائداد فروخت
 کرنی پڑے تو یہ گوارا ہے۔ لیکن یہ ناپسند ہے کہ میرے والد بزرگوار حضرت اشرفی میاں
 علیہ الرحمہ کے وصال کے بعد کوئی قرض کی انگلی ان پر اٹھاسکے۔

چنانچہ اس سلسلہ میں زمینی جائیداد کا ایک بڑا حصہ موضع رامپور کا فروخت کر دیا گیا۔ اور قرض کی ادائیگی کر دی گئی۔ نیز خاندانی دیگر اکھنوں نے ایسا گہیر رکھا تھا کہ کتابوں کی طرف توجہ نہ ہو سکی۔

ایک روز حضور والد محترم نے خواب میں حضرت اقدس جدی اشرفی میاں علیہ الرحمہ کو دیکھا کہ وہ یہ فرما رہے ہیں کہ فرزند مصطفیٰ اشرف تمہارے مقدور میں ہو تو فقیر کی کتاب طبع کر کے منظر عام پر لاؤ۔ چنانچہ حضور والد محترم نے کتاب "صحائف اشرفی" کے مقدمے میں اس اشارہ باطنیہ کو جو کہ خواب میں آپ کو دکھایا گیا تھا، پیش کرتے ہیں۔

حضرت اشرفی میاں علیہ الرحمہ کی دلی خواہش تھی کہ یہ کتاب میری زندگی میں طبع ہو کر شائع ہو جائے تاکہ خلق خدا منتفع ہو مگر مشیت ایزدی کہ حضرت کی حیات ظاہری میں یہ کتاب طبع نہ ہو سکی۔ ایک روز فقیر نے خواب میں دیکھا کہ حضرت تشریف لائے ہیں اور فرما رہے ہیں کہ اگر تجھ کو ہو سکے تو فقیر کی کتاب کو طبع کر اگر سلسلہ وغیر سلسلہ والوں کے سامنے پیش کر۔ تو بہتر ہے

بعد عرس حضرت مخدوم سید اشرف بہا گیکر سمانی رحمۃ اللہ علیہ ۲۹ محرم الحرام ۱۳۷۳ھ فقیر خانہ پر عزیزم بابو کبیر احمد خان صاحب اشرفی رئیس نوہٹ ضلع بھاگلپور تشریف لائے۔ دوران گفتگو میں تذکرہ صحائف اشرفی کا آیا۔ انھوں نے طبع کرانے کی خدمت اپنے ذمہ لی۔ (الٰہی آخرہ)

حضور والد محترم سید مصطفیٰ اشرف علیہ الرحمہ نے کتاب "صحائف اشرفی" کا بیضہ کرایا اصل نقل دونوں بابو کبیر احمد خان مرحوم کے حوالے و سپرد کر دیا مگر وائے صدحیف و فسوس کہ وہ طبع نہ کر سکے اور دسیوں سال ان کے یہاں اصل نقل دونوں صندوق کی زینت بنا رہی۔

جب یہ بات ظاہر ہو گئی کہ وہ طبع نہ کر سکیں گے تو بالآخر حضور والد صاحب قبلہ علیہ الرحمہ نے مسلسل تقاضوں کے بعد کتاب مستطاب "صحائف اشرفی" کو حاصل کیا۔ پھر

اسی بجس میں احتیاط سے رکھ دیا جہاں سے دستیاب ہوئی تھی۔
 حضور والد محترم مرحوم و مغفور نے ضعف پیری اور دورہ تنفس کی بنا پر دیار و امصار
 کے سفر کو ملتوی کر دیا اور گھر ہی پر تلاوت قرآن حکیم اور اشغال و اذکار کا اضافہ فرما کر
 اپنی زندگی کے اوقات کو پورا کرنے لگے۔ کبھی کبھی اسی حالت میں گم ہو جاتے تھے پھر
 تھوڑی دیر کے بعد یہ فرماتے کہ یہ کیا ہے اور اس کا نام کیا ہے۔ اسے ذہول کہا جا
 سکتا ہے مگر حقیقت یہ تھی کہ جب کوئی دنیا اور مافی الدنیا سے بے نیاز ہو جاتا ہے تو گرد و
 پیش کی تمام چیزیں اپنی ہیئت کذائی اور نام کے ساتھ اوجھل ہو جاتی ہیں۔ ہم اسی
 کیفیت کو عالم محویت سے تعبیر کرتے ہیں۔ پھر یہ کیفیت اعتدال پر آتی رہتی ہے۔ معمولات و
 فرائض سنن و نوافل کو کسی حالت میں نہیں چھوڑا۔

ذَٰلِكَ فَضَّلَ اللَّهُ يَوْمَ تَبِيْعِهِ مَنِ يَسْتَأْذِنُ

حتیٰ کہ نماز تہجد سخت دورہ تنفس کے باوجود اپنے رب کے حضور ادا فرماتے۔ اور
 یہی وہ نماز تہجد تھی کہ جس میں داعی اجل کو لبیک کہا اور ہم کو صدائے اللہ سے بیدار
 کیا اور خود شَمَّ كُنُومَةَ الْعُرُوسِ کی منزل تک پہنچے اور ہم سے رخصت
 ہو گئے۔

میری شومی قسمت کا حال یہ تھا کہ میں اپنے والد محترم کا آخری دیدار نہ کر سکا۔ ان کی
 تجہیز و تکفین اور غسل میں شریک نہ ہو سکا، نہ ان کے جنازہ کو کا ندھاوے سکا، نہ نمازِ جنازہ
 پڑھ سکا اور نہ قبر میں اتار سکا۔

مجھے بذریعہ تار بمبئی کے پتہ پر اس سانحہ پر درد و غم ناک اور پرسوز کی اطلاع
 دی گئی۔ جو حزن و الم مجھ پر طاری ہوا اس کیفیت کے بیان کے لئے الفاظ کی وسعت بھی
 ناکافی ہے۔

ایک وہ غم ہوتا ہے جو تنہا ایک ذات سے متعلق ہوتا ہے لیکن یہ وہ غم ہے جس سے
 پورا خانوادہ اشرافی ہی نہیں بلکہ دنیا سے اشرافیت ماتم کناں ہے۔
 مختلف مقامات سے آنے ہوئے مختصر تعزیت نامے پیش کئے جاتے ہیں۔

(۱) كان شمس نصف النهار وبقية السلف في
العشيرة الاشرفية وكان فقده اهم خسرات مدينة
وه خالوادة اشرفي کے مہر نیم روز اور بقیۃ السلف تھے۔
اور آپ کی پر وہ پوشی سواد اعظم کے لئے زبردستی خسارہ ہے۔۔۔

(۲) ابعدنا اظل رحيل عظيم ذي السباح وكان ذا الوجاهة

امطر الله على صريحه الا نور امطار الرحمة
ایک عظیم بزرگ کے سائے سے ہم محروم کر دئے گئے وہ ایک
عظیم شخصیت تھی۔ اللہ تبارک و تعالیٰ ان کے قبر انور پر رحمتوں
کی بارش برساتے۔

(۳) كان قد اجاء مثل حياة مولانا سيدنا الشاه
اشرفي ميان عليه الرحمة والرضوان امطر الله على
قبره الا قدس، ازهاذ الرحمة والبركة۔

حضرت والا جاہی میرے آقا سرکار اشرفی میاں علیہ الرحمہ
والرضوان کی زندگی کی یادگار تھے۔ مولانا تعالیٰ ان کی قبر اقدس پر رحمتوں
و برکتوں کے پھول برساتے۔

(۴) • كان سبب الخير والبركة لعشيرة تالاشرفية
ہم سب خاندان اشرفیہ کے لئے آپ کی ذات باعث خیر و
برکت تھی۔

(۵) ان المرحوم والمغفور كان مجمعا لكل رحيل وكل
رحيل يستنير على ذوقه وطلبه۔

بے شک مرحوم و مغفور ہر شخص کے لئے ایک انجن تھے اور ہر
شخص اپنی طلب اور ذوق کے موافق روشنی حاصل کرتا تھا۔

(۶) انه رحيل عظيم كريم النفس القوي اليتاعين

اللفظ والرحمة واسيخ علينا بنعمته العزيز وكان
معتنماً من السلف للخلف.

بے شک وہ ایک عظیم کریم النفس شخص تھے۔ ان کی نگاہ لطف و رحمت مجھ پر
برابر رہتی۔ انہوں نے تادیر نعمتوں سے نوازا اور ان کی ذات کچھلوں کے
رے مغنیات میں سے تھی۔

(۷) كل ولد لعشيرة الاشرافيه محبوب عندك
ودعا لكل بالعافية والسلامة والعروج ولكل داع
مبتلا مداوا وابتهاج كل ابتهاجه وسرورهم
سرودة وحزنهم مزينة وكانت حياته الجيلة
مثال الحياة اسلافنا. التاسف كل التاسف على رحلة
رجل عظيم القدر من رءوسنا

خانوادہ اشرافیہ کے ہر بچے کے ساتھ ان کا پیار تھا۔ ہر ایک کے
لئے سلامتی و ترقی کی دعا فرمائی۔ ان کی حیات جلیلہ ہمارے اسلاف کی زندگی کا
نمونہ تھی اور وہ ہر ایک کے درد کی دوا تھے۔ ہر ایک کی خوشی ان کی خوشی اور
ان کا حزن سب کے غم میں مضمر تھا۔ ایسے عظیم القدر سائے کا ہمارے سروں
سے اٹھ جانا جس پر ہمارا انتہائی افسوس ہے۔

(۸) نحن نعتقد على عظمته ومشيجته ورفح الكفة

الى الله تعالى اذا رفح الكف السؤال الى الله استجيب۔

ہم ان کی عظمت و بزرگی اور دست دعا کے اٹھانے پر پورا اعتماد
کرتے تھے اور جب کبھی دست سوال بارگاہ الہی میں اٹھا لیا تو قبول کر لیا گیا

(۹) جعل يرقص عند رجله مثاله اما منا وبيد كرفنا كل

حدیث جدید و قدیم۔ فاضطررنا اضطراراً شديداً
بوقت رحلت ان کی صورت سامنے گھومنے لگی اور ہر قسم کی نئی

پرانی باتیں یاد آنے لگیں۔ پھر ہم انتہائی مضطرب ہوتے۔

(۱۰) اذ والتاسفت علی رحلة قاعدنا وترکتنا علی حال
لیس لنا مونس ولا صدیق ولا حبيب۔ وصبرنا ایتاماً۔
آہ افسوس ہماری جماعت شغریہ کا فائدہ ہم سے رخصت ہو گیا۔
انہوں نے ہم کو ایسے حال میں چھوڑا جب کہ کوئی مونس، کوئی دوست اور
کوئی حبیب نہیں اور ہم حقیقتاً یتیم ہو گئے۔

(۱۱) کانت ذاتہ المقدسہ امرأةً صالحةً ونحوذجا من
اسلاف الصالحین لا مجال فی مشیئة اللہ تعالیٰ وقضائہ وکانت
هذه الحادثة الفاجعة جیل المانک عالم دین فلنصبر
ولتتسب۔

آپ کی ذات مقدسہ سلف صالحین کی صحیح یادگار اور نمونہ حقیقی
یہ حادثہ جانکاہ کوہ الم ہے۔ آپ عالم دین ہیں۔ صبر کیجئے اور ثواب کے امیدوار
رہیئے۔ اللہ تعالیٰ کی مشیت وقتنا میں کسی کی کوئی مجال دم زدن نہیں۔

(۱۲) کان مالکاً ووصاف حمیدۃ وجامعاً للخصائل العالیة
یا ایتنا سید مصطفیٰ اشرف المرحوم والمغفور انتم
من ولد سیدنا الامام حسین الشہید فی کربلا
فلنصبر ولتتسب۔

آپ بہت سی خوبیوں کے مالک اور بلند خصلتوں کے جامع تھے
اے سید مصطفیٰ اشرف صاحب مرحوم و مغفور کی اولاد۔ تم سب کے سب امام
حسینؑ شہید کربلا کی اولاد سے ہو۔ صبر کرو اور ثواب کے امیدوار رہو۔

(۱۳) کان هوذا الطوار حمیلة للہ ما اخذ ولہ ما اعطی
وکل شیئی عندہ باجل مستقی۔

وہ بڑی خوبیوں والے تھے۔ اللہ ہی کے لئے ہے جو اس نے

لے لیا اور اسی کے لئے وہ بھی ہے جو اس نے دے دیا ہر شی کا اس کے نزدیک ایک وقت متعین ہے۔

اللہم اغفر لہ ولوالدیہ واستاذہ ومشاغثہ وابناعدہ
ویئاتہ واخاغثہ واخوانتہ ومن توسل منہ والتصق بارادتہ

حادثہ ثالثہ : حضور والد محترم علیہ الرحمہ کے وصال فرم لینے کے بعد آپ کے ترکہ میں صحائف اشرفی ووظائف و اسناد و تذکرہ خلفائے مسودات اور حضور جدی اشرفی میاں علیہ الرحمہ کا عامہ شریف اور آپ کا جبہ خاص و نیز عصائے مبارک اور کچھ حضور والد محترم کے ملبوسات دستیاب ہوئے۔

حضور اشرفی میاں علیہ الرحمہ کا عامہ شریف اور آپ کا جبہ خاص اور عصائے مبارک اس وقت حضرت مولانا سید شاہ ابوالفتح مجتبیٰ اشرف (جو میرے برادر معظم ہیں) کی تحویل میں بطور امانت موجود ہے۔ اور ہر سال سنائیسویں محرم الحرام کو کچھ چوچھ شریف میں عرس کے موقع پر اس کی زیارت کرائی جاتی ہے۔ اور مسودات میرے حوالے کئے گئے۔ بمبئی واپس آجانے کے بعد پتہ چلا کہ عزیز بزرگ حکیم سید احمد حسین اسے اٹھا کر اپنے گھر لے گئے اور اپنی تحویل میں رکھا۔ آخر ش کتاب ”صحائف اشرفی“ شدید تقاضے کے بعد مجھے آن عزیز نے سے حاصل ہوئی اور میں اسے لے کر بمبئی آگیا اور دارالعلوم مجددیہ کے خوشخط و ہونہار طلباء کی مدد سے مبیضہ کرایا پھر اصل و نقل دونوں کو اپنی حفاظت میں محفوظ رکھا اور یہ سوچتا رہا کہ شاید کوئی صورت طباعت کی سامنے آجائے۔

ایک روز پیر عبد الغفور صاحب زید مجددہ زکریا مسجد میرے حجرے میں تشریف لائے۔ دوران گفتگو ”صحائف اشرفی“ کی طباعت کا تذکرہ آیا بڑے ہی جوش و شروش سے وعدہ فرمایا دوبارہ گفتگو ناگپور میں ہوئی اور مزید وعدے کی تائیس فرمائی۔ چنانچہ کچھ کتابت کا کام بھی شروع کرا دیا گیا۔ لیکن کاتب صاحب کی کتابت نہ معیاری تھی اور نہ حسن و دلکشی لئے ہوئے ہاں، اغلاط کی کثرت ضرور تھی مجبوراً ناپسند کرتے ہوئے رد کر دی گئی اور ایک اچھے خوشنویس کاتب حافظ و بہر القمراں رضوی (جو دارالعلوم مجددیہ کے سابق ہونہار طالب علموں میں ہیں)

سے معیاری کتابت کے ساتھ کام شروع کرا دیا گیا۔ اور اُس موصوف کو بذریعہ
 رزبٹری مطلع کیا کہ طباعت میں اتنا صرفہ ہوگا لہذا جلد بند و بست کر کے روانہ فرمائیں۔ مگر
 جواب بڑا مایوس کن آیا جس کا مختصر ناظرین کے پیش نظر ہے۔ مکتوب گرامی پیر عبد الغفور
 صاحب مورخہ ۱۲ مارچ ۱۹۸۲ء -

اس سے پہلے ایک رزبٹری ملی تھی میں نے رزبٹری کا جواب بھی دیا مگر وہ
 جواب آپ کو نہ ملا جس کا مجھے بے حد افسوس ہے۔ گرامی نامہ کے پیش نظر
 ادباً عرض ہے کہ فی الحال ضروریات کا اتنا بوجھ ہے کہ میں بالتفصیل عرض
 کرنے سے قاصر ہوں۔ لہذا فی الحال کسی دوسرے کام کے لئے رقم
 کی فراہمی دشوار ترین مسئلہ ہے ورنہ فقیر ہرگز اس کام سے پیچھے نہیں ہٹتا۔
 انشاء اللہ مولیٰ اشدہ فقیر سے جو بھی خدمت ممکن ہو سکے گی کرنے کیلئے
 تیار ہے لیکن فی الحال مجبور ہوں۔

اس خط کو پڑھنے کے بعد کچھ ذہنی الجھنیں بڑھ گئیں لیکن روحانیہ پاک حضور جدی
 اشرفی میاں علیہ الرحمہ کا رہنما ہونی اور ایک گونہ طباعت کی راہ پیدا ہو گئی۔ اہل سورت کے محب
 مخلص جو جام اشرفی کے مست تھے حضرت مولانا حامد فقیہ صاحب ناظم اعلیٰ دارالعلوم محبت مدینہ
 و صدر دارالعلوم خواجہ داناشاہ سورت کی تلقین پر ایک رقم پیش کی جو گرچہ طباعت کے لئے
 ناکافی تھی لیکن میرے نزدیک بڑی گراں قدر تھی۔ مولیٰ تعالیٰ ان عقیدت کیشوں کو جزائے
 خیر دے۔

چنانچہ اب ہم اس منزل پر پہنچ چکے ہیں کہ "صحائف اشرفی" کا پہلا حصہ جو باب
 کرامات تک ہے اس کو شائع کر رہے ہیں۔ "صحائف اشرفی" کا دوسرا حصہ حضرت محبوب یزدانی
 علیہ الرحمہ کے بیعت ارادی و ارشادی اور حضرت حاجی الحرمین ابوالحسن سید عبدالرزاق نورین
 علیہ الرحمہ کے قبولیت فرزند کی و شجرہ نسب اور بعض اہم خلفاء کرام کے ذکر پر مشتمل ہے۔ نیز مسئلہ
 سجادگی کا شرعی منصب اور اس کا تفصیلی جائزہ۔

"صحائف اشرفی" کے تیسرے حصے میں حضرت محبوب یزدانی کے سفر آخرت اور حضرت

نور العین علیہ الرحمہ کے فرزندوں اور دیگر خلقا کے بارے میں بشارتیں اور بعد رحلت حضرت محبوب یزدانی علیہ الرحمہ نے کتنے بزرگوں کو بطریق اویسی سلسلہ شرفیہ میں داخل فرما کر خرقہ خلافت اور فیضانِ مدام سے نوازا اور خاندان اشرفی کی شاخیں کہاں کہاں اس وقت موجود ہیں، نیز ان کا شجرہ نسب بیان کیا گیا ہے۔

اخیر میں ہم ان حضرات کا شکریہ ادا کرتے ہیں جنہوں نے طباعت کے سلسلے میں تعاون فرما کر عقیدتمندی کا ثبوت دیا ہے بالخصوص عزیز مولوی حافظ محمد نور الہدیٰ اشرفی رودرپوری نے پر خلوص انداز میں بڑی ہی جانفشانی کے ساتھ مسودے کو صاف کیا اور پروف ریڈنگ (کاپی کی تصحیح) میں عرق ریزی کے ساتھ کتاب مذکور کو صحیح حد و حال میں منظر عام پر لانے میں شریک رہے۔ رب کریم موصوف کو سعادتِ دارین سے نہال فرمائے۔ آمین ثم آمین
بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم

سید حامد اشرف اشرفی الجیلانی کچھوچھو
صدر اعلیٰ دارالعلوم محمدیہ بیہی
و خطیب و امام زکریا مسجد۔ بیہی

یومِ پنجشنبہ یکم محرم الحرام ۱۴۰۵ھ ہجری
مطابق ۲۷ ستمبر ۱۹۸۴ء

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

مقدمہ

از: شیخ طریقتِ عاملِ شریعت رہنمائے حقیقت دانائے معرفت حضرت مولانا سید محمد مصطفیٰ اشرف

فَحَمْدُهُ وَنُصَلِّي عَلَى رَسُولِهِ الْكَرِيمِ

فقیر حقیر ذرہ بے مقدار سید محمد مصطفیٰ اشرف اشرفی جیلانی خلیفہ اصغر اعلیٰ حضرت
محبوب ربانی حاجی الحرمین ابو احمد المدعو سید شاہ محمد علی حسین صاحب اشرفی جیلانی
رحمۃ اللہ علیہ سجادہ نشین خانقاہِ حسنیہ سرکارِ کلاں کچھوچھو شریف ضلع فیض آباد۔
حضرت مخدوم اوحید الدین محبوب یزدانی میر سید اشرف جہانگیر سمٹانی قدس سرہ العزیز
تارک سلطنتِ سمٹان 'عرض پر داز ہے کہ "لطائف اشرفی" سے اخذ کر کے حضرت والد ماجد
رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کتاب مستطاب "صحائف اشرفی" تحریر فرمایا تھا جس میں حضرت
مخدوم صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور حضرت کے خلفاء و دیگر بزرگان دین کے حالات
مندرج ہیں اور ساتھ ہی ساتھ حضرت والد ماجد رحمۃ اللہ علیہ کے سفر عراق کی کیفیت بھی
درج ہے۔

حضرت کی دلی خواہش تھی کہ یہ کتاب میری حیات میں طبع ہو کر شائع ہو جائے تاکہ
خلقِ خدا منتفع ہو مگر مشیتِ ایزدی کہ حضرت کی حیات ظاہری میں یہ کتاب طبع نہ ہو سکی۔
ایک روز فقیر نے خواب میں دیکھا کہ حضرت تشریف لائے ہیں اور فرما رہے ہیں کہ اگر
تجھ سے ہو سکے تو فقیر کی کتاب کو طبع کر اگر سلسلہ وغیر سلسلہ والوں کے سامنے پیش کر تو بہتر ہے
بعد عرس حضرت مخدوم سید اشرف جہانگیر سمٹانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ۲۹ محرم الحرام
۱۳۷۳ھ ہجری فقیر خانہ پر عزیزم بابو کبیر احمد خان صاحب اشرفی رئیس نوہٹہ ضلع بھاگلپور

تشریف لائے۔ دورانِ گفتگو میں تذکرہ ”صحائفِ اشرفیٰ“ کا آیا۔ انہوں نے طبع کرانے
کی خدمت اپنے ذمہ لی۔

اللہ تعالیٰ بطفیل جمیع بزرگانِ ونبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم صاحبِ موصوف
کو جزائے نیکِ آخرت عطا فرمائے۔ آمین

وما توفیقی الا باللہ

فقیر سید محمد مصطفیٰ اشرف اشرفی جیلانی غفرلہ
خلف اصغر اعلیٰ حضرت محبوب ربانی حضرت سید شاہ
ابوالحمد المدعو محمد علی حسین صاحب قبلہ سجادہ نشین رحمۃ
اللہ علیہ۔ درگاہ کچھوچھ شریف۔ ضلع فیض آباد۔

یکم صفر ۱۳۷۳ھ ہجری

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

ان اشرف لطائف توهب الى قلوب الكونين واصحف صحائف تصحف على
استار بصارة الفواد ونور العين هو الفتاء في الله والبقاء بالله والعرفان بان لا
موجود الا الله واكرم ملفوظات تالفت بها عند الثقليين واعظم مكتوبات تكتب
مع الاجر في حضرة رب المشرقين والمغربين هو الاستهلال في نور الله وَ
الاستقرار تحت ظل الله والايمان بان سيدنا ومولانا محمداً رسول الله صلى
الله تعالى عليه وعلى اله وصحبه لا سيما على ساداتنا العمرين وعثمان ذي
النورين والمولى الى الحسنين وابي محمد الحسن الشريف وابي عبد الله وابن
علي حسين رضي الله تعالى عنهم وعن جميع عباد الله المكرمين واولياء الله
المعظمين ما دارت دائرة الملوك وطلعت مطالع الشمسيين بعد هذا
فقير حقير هيبي چميزر وهي چچمدان خاكيه درويشان
نگ خاندهان عاصي پرمعاصي اميد وار شفاعت شافع كوني

بندہ درگاہ نبی الحرمین الحاج سید ابوالاحمد المدعو بہ محمد علی حسین من اولاد حضرت
غوث الثقلین خادم سجاده اشرفی سمنانی آستانہ روح آباد معروف بدرگاہ کچھوچھو شریف منسلح
قبض آباد ابن مقبول بارگاہ لم یزل حضرت حاجی سید شاہ سعادت علی اشرفی نور اللہ مرقدہ مرید
اور ادنی خادم حضرت انجی معظم و مکرم و محترم مخدومی و مولائی و مرشدی حاجی الحرمین سید ابوالمحمد اشرف
حسین اشرفی الجیلانی رحمۃ اللہ علیہ و زینیرہ حضرت باعز و شرف سید شاہ نیاز اشرف اشرفی رحمۃ اللہ
علیہ بخدمت شائقین حالات بزرگان و طالبین مقالات برگزیدگان عرض کرتا ہے کہ بعد سفر حج
بیت اللہ و زیارت دربار حضرت حبیب اللہ علیہ التمجیۃ و الثناء ۱۲۹۶ھ میں کتاب لاجواب

لطائف اشرفی فی بیان طوائف صوفی ملفوظات حضرت جدی و مولانی تارک المملکت و الکونین
مرشد الثقلین سلطان اوحاد الدین و الدنیا قدوة الکبریٰ و غوث العالم مخدوم سلطان سید اشرف جہانگیر
سمانی سامانی نور بخشی جشتی نظامی قادری مخاطب بخطاب محبوب یزدانی اشرف السید فیضہ العالم
وقدس السیرۃ الاعظم مطبع نصرت المطالع دہلی میں بار اول طبع کرائی۔ چون کہ زمانہ موجودہ
میں اکثر مبسوط کتابیں اردو میں ترجمہ ہو کر مقبول نام ہوئیں اور عموماً زبان اردو نے بہت
ترقی پائی۔ اس لئے فقیر کو یہ خیال پیدا ہوا کہ مختصر سوانح عمری حضرت موصوف الصدر زبان
اردو میں لکھ کر نذر خدمت شائقین کروں، اور کتاب لطائف اشرفی اور رسالہ اشرف الفوائد
اور مکتوبات اشرفی اور کتاب سنوات الاتقیاء من توالیف شیخ ابراہیم سرہندی سے خاص خاص
مضامین انتخاب کئے اور کتاب زبدة الاسرار تصنیف شیخ عبدالحق محقق دہلوی سے تبرکاً و تمیناً
بعض بعض حالات حضرت قطب الکونین غوث الثقلین جدی و مولانی وسیدی شیخ محی الدین
ابو محمد عبدالقادر جیلانی قدس سرہ خاص مواقع میں درج کئے، اور اس کتاب کا نام صحائف اشرفی
رکھا، بجائے فصول و ابواب کے صحیفہ اول و دوم آخر فہرست تک درج کیا۔ ۱۳۲۲ھ میں
خانقاہ آسانہ روح آباد میں کتاب مذکور فقیر کے ہمراہ تھی، کسی صاحب نے تبرک سمجھ کر چیرا لیا۔
میری ہمت پست ہو گئی کہ اس پیرانہ سالی میں مجھ میں نہ قوت اخذہ باقی رہی، نہ دماغ ایسا رہا۔
جس میں مضامین محفوظ رہتے۔ کتاب گمشدہ کے ملنے سے مایوس ہو کر بجز صبر کے چارہ نہ رہا۔۔۔
۱۳۲۳ھ میں بعد سفر ثالث و حج و زیارت مدینہ منورہ و سفر ملک شام و مصر حلب و حامہ اور
ملک عراق، عرب، بغداد و شریف و کربلائے معلیٰ و کاظمین شریف و نجف اشرف و سامرہ شریف
وغیرہا۔ بعد انقضائے زمانہ عرس شریف میں میرے فرزند ارجمند و مرید و خلیفہ اول عالم با عمل
درویش پاشغل محسود شیم حاسداں محفوظ از شر ناقصان حاجی بیت اشرف سید ابوالحمود احمد
اشرف نے ایک خطبہ بصنعت براعتہ الاستہمال زبان عربی میں لکھ کر میرے سامنے پیش کیا اور عرض
کیا کہ حضور اگر تھوڑی ہمت اور توجہ مبذول فرمائیں تو کتاب صحائف مولفہ سابقہ سے بڑھ کر
دوبارہ تالیف فرما سکتے ہیں۔ اس کے بعد توجہ روحانیت حضرت جدی قدس سرہ العزیز میرے
قلب میں قائم ہوا کہ کمر ہمت چست یا تہہ کراپنے جد بزرگوار کی سوانح عمری کی تالیف میں سرگرم

ہو جاؤں۔ تاہم غیبی اس قدر معین ہوئی کہ پہلی کتاب میں جا بجا خاص موقعوں پر جو اشعار لکھے تھے سب مستحضر ہو گئے۔ اور ان مواقع پر جہاں جو اشعار مناسب کہے گئے تھے، درج کرنا شروع کیا بیچ تو یہ ہے کہ میرے امکان میں یہ بات نہ تھی کہ میں اس مبسوط کتاب کی تالیف میں مشغول ہو سکتا۔ اب میرا سن اسی تک پہنچا، مگر بات یہ ہے کہ بموجب شعر:-

فیض روح القدس اربا ز مدد فرماید دیگر اہم بکند آنچه میجامی کرد

اس کتاب کی تالیف مکرر کی طرف طبیعت متوجہ ہوئی اور حضرت جدی قدس سرہ کے فیض روحی نے اس قدر امداد فرمائی کہ بے تکلفانہ مضامین مندرجہ کتاب گمشدہ باضافہ واقعات جدیدہ جو درج کتاب سابقہ نہ تھے، لکھنا شروع کر دیا۔ اور میرے فرزند روحی حاجی مولوی ابوالجلیل محمد خلیل الدین احمد صدیقی بریلوی سیاح ہفت زبان سلمہ نے بہمالِ ادب عرض کیا کہ حضور پر اگرچہ مضامین سابقہ مستحضر ہیں مگر بوجہ ضعف پیری کتابت میں لانا اس کا خالی لذت نہ ہوگا۔ اس خادم کی یہ تمنا ہے کہ حضور زبان مبارک سے فرماتے جائیں، اور خادم لکھنا چلے فقیر نے اپنے فرزند روحی کی درخواست منظور کی، یہ سعادت اور یہ خدمت حق تعالیٰ نے ازل میں ان کے نصیب میں لکھی تھی۔ یہ فرزند سعید ۱۳۳۱ھ میں فقیر کے سفر حج کے دوسرے سال حجازِ فلسطین، مصر، شام اور عراق کے عنایات عالیات کی زیارات سے مشرف ہوئے اور مرثدی و مولانی حضرت ایشخ سید صالح، آفندی ابن سید مرتضیٰ آفندی نقیب انوار حاما شریف کی خدمت میں حاضر ہو کر شرفِ خلافت و اجازت سے مشرف ہوئے۔ اور ہندستان میں ۱۹۱۵ء میں حسب بشارت عالم رویار اس فقیر سے بے عطاء تاج و دولق و مثال خلافت ممتاز ہو کر بے عطاء خلیل اللہ شاہ مخاطب کئے گئے۔ یہ فقیر بھی ۱۳۳۰ھ میں بمابہ ربیع الثانی حاما شریف میں جب بتوفیق زیارت اپنے جدِ اعلیٰ سید ابوالعباس احمد جبلانی قدس سرہ جو حضرت نور العین کے حقیقی دادا تھے، حاضر ہوا تو حضرت سیدی و مرثدی سید صالح آفندی رحمۃ اللہ علیہ نے بے عطاء تاج و مثال خلافت اس فقیر کو مشرف فرمایا، اور اسی سفر میں سید عبدالحبار آفندی حموی نے بھی سلسلہ عالیہ قادریہ کی جس میں آپ سے لے کر حضرت امام حسن علیہ السلام تک سلسلہ بیعت، عن آبائے طویسے چلا آیا ہے، خلافت عطا فرمائی۔

ناظرین یا تمکین کی خدمت میں یہ عرض ہے بمقتضائے الانسان مرکب من الخطاء والنسیان اگر کسی مقام پر غلطی و خطا ملاحظہ فرمائیں، تو اس کی اصلاح کر کے دامنِ عفو میں چھپائیں، اور مجھ کو ممنون فرمائیں.....

اب بارگاہِ الہی میں التجا ہے کہ خداوند، ملکا، بادشاہا، کریمیا، کارسازا، بندہ نواز اے بیابا اپنے کمالِ کرم اور بندہ پروری سے بطفیل حبیب اکرم صلی اللہ علیہ وسلم، اس کتاب کو مقبول اور منظور انظار اربابِ طریقت فرما کر اس کے برکات اور انوار سے اپنے بندوں کو مستفیض فرمانا۔

ابیاتِ التجائیہ

الہی.. بھی ہے مری التجا	نہیں اور اس کے سوا مدعا
کہ مقبول ہو جائے میری کتاب	پڑھے شوق سے اس کو ہر شیخ و شاب
زمانے میں جاری ہو یہ فیضِ عام	طفیلِ محمد علیہ السلام
پڑھے اس کو جو کوئی یا اعتقاد	ملے اس کو دونوں جہاں کی مراد
پندائے یہ ان کے سرکار میں	شہنشاہِ سمنان کے دربار میں
خوشی سے پسندائیں میرے حضور	ملے گا تجھے جسکے اس کا ضرور
خدا یا مری التجا کر قبول	طفیلِ رسول اور آل رسول
ترا بندہ اشرفی خاکسار	قبولِ دعا کا ہے امیر و وار

* * *

اس کتاب میں لفظ قدوة الکبریٰ یا حضرت محبوب یزدانی یا حضرت غوث العالم سے حضرت سلطان سید اوحید الدین اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہ۔ اور لفظ حاجی الحرمین یا حضرت نور العین سے حضرت قدوة الاناق سید عبدالرزاق نور العین ہمیشہ زادہ حضرت محبوب یزدانی اولاد پاک حضرت محبوب سجانی قطب ربانی سید ابو محمد محی الدین عبدالقادر جیلانی قدس سرہ مراد ہیں۔ جن کو حضرت محبوب یزدانی نے اپنا خلیفہ برحق اور سجادہ نشین مطلق بنایا تھا۔

فہرست مضامین

کتاب صحائف اشرفی منتخب از لطائف اشرفی وغیرہ

مقدمہ: اس بیان میں کہ بزرگوں کے حالات اور ان کے واقعات سننے اور پڑھنے میں کیا فائدہ ہوتا ہے۔

پہلا صحیفہ: حضرت محبوب یزدانی کے سلسلہ نسب سیادت اور نسب شاہی کے بیان میں
دوسرا صحیفہ: حضرت محبوب یزدانی کی ولادت باسعادت اور تحصیل علوم اور تخت نشینی اور
عدل و انصاف کے بیان میں۔

تیسرا صحیفہ: حضرت محبوب یزدانی کے ایام سلطنت رانی میں نیز حضرت خضر علیہ السلام سے تعلیم
باطنی پانے اور روحانیہ پاک خواجہ اوس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فیض روحانی
حاصل کرنے اور بتغیب حضرت خضر علیہ السلام ترک سلطنت کر کے فقر اختیار کرنے
اور اثنائے سفر میں بعض بزرگوں سے فیضیاب ہونے کے بیان میں۔

چوتھا صحیفہ: حضرت محبوب یزدانی کا سفر کرتے ہوئے مقام جنت آباد پنڈوہ شریف میں پہنچنے
اور آپ کے مرشد مخدوم شیخ علاؤ الدین گنج نبات کا معہ خلقار و مریدان آپ کے
استقبال کے واسطے ایک کوس شہر سے باہر آنے اور حضرت محبوب یزدانی کو اپنی پانگی
پر سوار کر کے لے جانے اور حصول ثروت بیعت کے بیان میں۔

پانچواں صحیفہ: حضرت محبوب یزدانی کا خدمت مرشد سے رخصت ہو کر مختلف مقامات کی سیر کرتے
ہوئے شہر جوئی پور میں پہنچنے اور سلطان ابراہیم شرقی بادشاہ جوئی پور کی ملاقات
کرنے اور شہزادوں کو مرید کرنے اور قاضی شہاب الدین ملک العلماء کو خرقہ خلافت
عطا کرنے اور سمت آستانہ روح آباد پہنچنے اور کمال جوگی کا مقابلہ کرنے اور جوگی
جی کے مسلمان ہونے اور ان کے مرید ہونے اور ذکر تعمیر عمارت حجرہ وحدت آباد
شریف وغیرہ کے بیان میں۔

چھٹا صحیفہ :- حضرت محبوب یزدانی کے اطراف خطہ اودھ اور قصبہ وودولی اور سدھور اور قلعہ جاس میں تشریف لے جانے اور بعض صدور کرامات سفر کے بیان میں ساتواں صحیفہ: حضرت محبوب یزدانی کے مرتبہ غوثیت سے مشرف ہونے اور دیگر فضائل مخصوصہ کے بیان میں۔

اٹھواں صحیفہ: حضرت محبوب یزدانی کے عجائب و غرائب حالات سفر کے بیان میں۔

نواں صحیفہ: حضرت محبوب یزدانی کی بعض کرامتوں کے بیان میں۔

دسواں صحیفہ: حضرت محبوب یزدانی کے شجرہ بیعت ارادی سلسلہ چشتیہ نظامیہ سراجیہ اور شجرہ بیعت ارشادی سلاسل عالیہ قادریہ، نقشبندیہ، بہروردیہ، شطاریہ، زاہدیہ اور مدارپیہ وغیرہ کے بیان میں۔

گیارہواں صحیفہ: حضرت حاجی الحرمین سید ابوالحسن عبدالرزاق نورالعین اولاد حضرت غوث الثقلین کے قبولیت فرزند کی اور ان کے شجرہ نسب سیادت اور بعض فضائل مخصوصہ کے بیان میں۔

بارہواں صحیفہ: حضرت محبوب یزدانی کے خلقائے کرام کے بیان میں۔

تیرہواں صحیفہ: حضرت محبوب یزدانی کے سفر آخرت کے بیان میں اور نزول فیض الہی اور تشریف لانے ملائکہ اور مردان غیب اور تمام اہل خدمات اور بشارت نسبت فرزند ان نورالعین و دیگر خلقا جلیل الشان میں جو حضرت محبوب یزدانی نے انقاس متبرکہ سے بشارت فرمائی۔ اور تشریف لانے بعض اولیاء اللہ کے عالم سیر میں اور آپ کی تجہیز و تکفین میں۔

خاتمہ: ان تصرفات اور کرامات کے ذکر میں جو بعد رحلت حضرت محبوب یزدانی کے آج تک مزار قانزوالانوار سے جاری ہیں

مقدمہ

اس بیان میں کہ بزرگوں کے حالات اور انکے واقعات سننے اور پڑھنے سے کیا فائدہ حاصل ہوتا ہے۔

قَالَ الْأَشْرَفُ بَشَّرَنِي اللَّهُ تَعَالَى مَنْ أَصْعَى كَلَامَكَ بِحُسْنِ الْقَبُولِ وَالْإِعْتِقَادِ وَبَطْرُنِ الْيَقِينِ وَالْإِنْقِيَادِ فِي عِرْفَانِي وَوَجْدِ انِّي بِسَمْعِ تَحْيَالِي فَقَدْ
إِنْدَرَجْتَ حَسَنَاتٌ فِيهِ نُقْطَةُ الْعِلْمِ وَالْمَعْرِفَةِ إِنَّ التَّبَسُّعَ عَلَيْهِ فِي الْحَالِ فَقَدْ
يُنْتَبِهُ لَهُ النَّصَبُ فِي طَوْرٍ مِنْ طَوَائِرِهِ

(ترجمہ) ”فرمایا سید اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہ نے خوش خبری مجھ کو دی حق تعالیٰ نے کہ جس نے سنا تمہارے کلام کو ساتھ حسن اعتقاد کے، کان دھرے میری شناسخت میں پس داخل ہوں گی نیکیاں اس میں اور کلام معرفت۔ اگرچہ اس پر وہ کلام مشکل ہو، اس کے طور میں اس کے اطوار سے نصیب ہوگا۔“

حضرت حاجی الحرمین سید عبدالرزاق نور العین نے حضرت محبوب یزدانی کی خدمت میں عرض کیا کہ طالب صادق کو تمام علوم و فنون سے کس علم کا حاصل کرنا ضروری ہے؟
فرمایا کہ توحید کے جاننے اور ایمان کے پہچاننے کے بعد اول اول جس چیز کا جاننا ہر بندہ پر واجب ہے وہ تمام عقائد حقہ، شریعت و طریقت کا جان لینا ہے اور عبادت کا جاننا ہر ایک درویش پر فرض ہے۔ چنانچہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ:۔ اَذْبُوا شَمَّ فَفَقِهُوا شَمَّ اَعْتَزَلُوا
وَاعْمَلُوا (ترجمہ) پہلے ادب سیکھو، پھر فقہ حاصل کرو، پھر گوشتہ میں بیٹھو اور عمل کرو۔“

اسی ارشاد کے قریب حضرت محبوب یزدانی نے یہ بھی فرمایا کہ جس وقت شیخ الاسلام احمد جام زندہ پیل بزرگانِ چشت کے مزارات متبرکہ کی طرف روانہ ہوئے دوسری طرف سے حضرت خواجہ قطب الدین مودودی چشتی قدس سرہ احباب و اصحاب کے ساتھ نکلے، اثنائے راہ میں دونوں

بزرگوں سے ملاقات ہوئی، باتوں بات کچھ بے لطفی پیدا ہوگئی۔ جب طرفین کے دلوں سے کدورت دور ہوگئی تو حضرت شیخ الاسلام نے خواجہ مودود چشتی قدس سرہ سے فرمایا کہ ان احباب و اصحاب کے جھگڑے کو چھوڑ دو۔ صرف دو خدمت گار ہمراہ رکھو۔ اور تین روز توقف کے مجھ سے ملو، چنانچہ ارشاد کے موافق حضرت خواجہ نے عمل کیا۔ پھر حضرت شیخ الاسلام کی خدمت میں آکر کہا کہ جیسا آپ نے فرمایا تھا، میں نے ویسا ہی کیا۔ اب جیسا فرمائیے ویسا کروں... شیخ الاسلام نے فرمایا کہ سجادہ کو طاق پر رکھو اور جاؤ علم حاصل کرو کہ زاہد بے علم شیطان کا تابعدار ہوتا ہے، اور عابد بے فقہ سچکی کے گد ہوں کی طرح سے قابل تعریف و تحسین نہیں۔ خواجہ نے قبول کیا اور کہا کہ آئندہ کیا فرماتے ہیں کہ ویسا کروں۔ فرمایا کہ جب تحصیل علم سے فارغ ہو جاؤ اپنے خاندان کو زندہ اور روشن کرو۔ تمہارے باپ دادا بہت بزرگ اور صاحب کرامات و مقامات تھے۔

حضرت خواجہ مودود چشتی نے کہا کہ جب مجھ کو آپ خاندان کے زندہ کرنے کا حکم دیتے ہیں تو برکت کے لئے اپنے پاس بیٹھنے کی اجازت دیجئے۔

شیخ الاسلام نے فرمایا: سامنے آؤ۔ یہ سنتے ہی شیخ الاسلام کے قریب سامنے آگئے شیخ الاسلام نے ہاتھ کپڑا۔ اور اپنے مسند کے کنارے پر بٹھالیا اور تین بار فرمایا:

”بشرط علم، یعنی تمہاری خاطر سے تم کو مسند پر بٹھالیتا ہوں۔ اس مسند پر بیٹھنے کا حق اس وقت پیدا ہوگا جب تم علم حاصل کر لو گے۔“

اس کے بعد تین روز شیخ الاسلام کی خدمت میں رہے۔ اس مدت میں ہزاروں فائدے حاصل کئے اور بے شمار توازشیں دیکھیں۔ تین روز کے بعد واپس آئے۔ اور چند دنوں کے بعد غرض تحصیل علم بلخ و بخارا کی طرف تشریف لے گئے۔ چار برس تک اپنی طاقت اور مقدور بھر اس بارے میں کوشش کی اور اس کمال کو پہنچے کہ ان شہروں میں جا بجا آپ سے عجیب و غریب کرامتیں ظاہر ہوئیں، جن کی تفصیل سے کتاب دراز ہو جاتی ہے۔ بعد اس کے چشت تشریف لائے اور مریدان و معتقدان کی تعلیم میں مصروف ہوئے۔

حضرت محبوب بندوانی نے فرمایا کہ عالم کو چاہیے کہ بغیر پوچھے ہوئے مسئلہ نہ بتائے، سوال

کے بعد جواب دیا کرے۔

حضرت نور العین نے عرض کیا کہ علماء دنیا اور آخرت میں کیا فرق ہے؟
 ارشاد فرمایا: ادنیٰ فرق یہ ہے جیسے کھری اور کھوٹی چاندی میں ہوتا۔ بعضوں نے کہا ہے
 کہ: فَضْلُ الْعَالِمِ بِاللَّهِ عَلَى الْعَالِمِ بِالْأَحْكَامِ كَفَضْلِ الْمَشَاهِدَةِ عَلَى الْخَبْرِ
 وَلَيْسَ الْخَبْرُ كَالْمُعَايَنَةِ۔ (ترجمہ) "فضیلت عالم باللہ کی عالم بالاحکام پر ایسی
 ہے جیسے دیکھنے کو خبر پر فضیلت ہے اور خبر معائنے کے برابر نہیں ہوتی ہے"
 اور فرمایا:۔ الْعَالِمُ بِدَاعْمَلٍ كَالْقَوْسِ بِدَاوَتِرٍ (ترجمہ) "عالم بلا عمل
 ایسا ہے جیسے کمان بلا چلہ کے۔"

قَالَ الْأَشْرَفُ الْعَالِمُ بِدَاعْمَلٍ كَالْمِرْأَةِ بِدَاصَيْقَلٍ (ترجمہ) "یعنی عالم بلا عمل
 ایسا ہے جیسے قلعی کا آئینہ" جب تک آئینہ پر صتیقل عمل نہ ہوگا رخسارہ احوال و مقامات نظر
 نہ آئے گا۔ طالب علم جانتا ہے کہ مجر و علم وسیلہ نجات ہے اور یہ نہیں سمجھتا کہ بغیر عمل کئے ہوئے
 کیا فائدہ حاصل ہوگا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: أَشَدُّ النَّاسِ عَذَابًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ
 مَنْ لَمْ يَنْفَعَهُ (لِلَّهِ) بِعِلْمِهِ (ترجمہ) "قیامت کے دن اس شخص پر زیادہ عذاب ہوگا
 کہ جس کے علم نے کچھ نفع نہ دیا ہو۔"

اگر کوئی جنگل میں جائے اور دس تلواریں اس کے ہاتھ میں ہوں۔ ناگہاں ایک شیر سے
 مقابلہ ہو جائے، اگر وہ تلوار نہ چلائے گا تو بھلا شیر سے بچ سکتا ہے؟ اگر کوئی سوہرا رسد علم
 پڑھتا ہو اور جانتا ہے لیکن عمل نہ کرے، تو اس کے جاننے سے کیا فائدہ۔ اگر کوئی بیمار حرارت و
 صفر سے علیل ہو اور یہ جانے کہ اس بیماری کا علاج کشکاب اور شنجبین ہے، مگر اس دوا کا
 استعمال نہ کرے تو کیا نفع ہوگا۔ حضرت محبوب یزدانی نے فرمایا: ایک زاہد چار سو صندوق علمی
 کتابوں کی رکھتا تھا۔ اور شب و روز لوگوں سے مباحثہ کیا کرتا تھا لیکن خود عمل نہیں کرتا تھا۔
 جب وہ مر گیا تو ایک شخص نے اس کو خواب میں دیکھا۔ پوچھا کہ تیرے رب نے تیرے ساتھ کیا
 کیا۔ کہنے لگا کہ جس تاریخ سے مرا ہوں، چاہ ویل میں مبتلائے عذاب ہوں۔ شعر:

چوں عالم نثار و باعمال میل بود جائے او در تہ چاہ و بل
ایک شخص نے حضرت محبوب یزدانی سے عرض کیا کہ قرآن مجید سے بھی کچھ دلیل ہے کہ علم
بلا عمل کام نہیں آتا۔

فرمایا کہ بہت جگہ قرآن میں آیا ہے کہ اب سن :- قَالَ اللهُ تَعَالَى لَيَسِّرَ لِلْإِنْسَانِ
الْأَمَّا سَعَى (ترجمہ) ”فرمایا اللہ تبارک و تعالیٰ نے انسان کے واسطے نہیں ہے مگر
جو کچھ اس نے کوشش کی۔“

اے فرزند جاننا ہوں کہ تو نے پڑھا ہوگا کہ یہ آیت منسوخ ہے۔ مگر دوسری آیتوں کی
نسبت کیا کہے گا :- فَمَنْ كَانَ يَرْجُوا لِقَاءَ رَبِّهِ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا

اور جزاءً بِمَا كَانُوا يَكْسِبُونَ اور جزاءً بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ

(ترجمہ) جو کوئی امید رکھتا ہو دیدار پروردگار کی پس عمل کرے عمل نیک اور

جیسا کسب کرے ویسا اس کی جزا پائے گا اور جزا ملے گی اس کی جیسا کہ

عمل کیا۔ اسی طرح چند آیتیں حضرت محبوب یزدانی نے فرمایا اور سائل کی تسکین خاطر

ہوئی۔ حضرت شیخ محمد کبیر العباسی جو حضرت کے اجلہ خلفاء سے تھے عرض کیا کہ بندہ اپنے عمل سے

بہشت میں جائے گا۔ یا خدا کی رحمت سے؟

حضرت محبوب یزدانی نے فرمایا: میری بات سمجھنے کے لائق ہے، اے فرزند! میں یہ

نہیں کہتا ہوں بلکہ میں یہ کہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے فضل اور رحمت سے بندہ بہشت میں جائے

گا۔ لیکن جب تک کہ بندہ طاعت اور عبادت الہی سے اپنے کو لائق رحمت نہ بنائے گا۔ رحمت

اس پر کب پہنچے گی۔ میں نہیں کہتا بلکہ حق تعالیٰ فرماتا ہے: إِنَّ رَحْمَةَ اللهِ قَرِيبٌ مِّنَ

الْمُحْسِنِينَ۔ جب رحمت بندہ پر نہ پہنچے گی بہشت میں کیونکر جائے گا۔ اگر کوئی کہے کہ بجز ایسا

بہشت میں جائے گا۔ میں بھی یہی کہتا ہوں، لیکن خدا تک کیسے پہنچے گا۔ حضرت محبوب یزدانی

نے فرمایا کہ بندہ کو عبادت سے چارہ نہیں۔ بندہ کو بندگی چاہیے اور کریم کو کریمی۔ بندہ بندگی

میں ایسا مستغرق ہو کہ جزا اس کی نظر میں نہ آئے۔ بلکہ بموجب فرمان الہی بندگی میں رہے۔ اگر چہ

بندگی میں قبولیت نہ دیکھے۔ بندگی سے باز نہ آئے۔

محبوب یزدانی نے فرمایا: قوم نبی اسرائیل میں ایک عابد بہت برسوں تک عبادت میں مشغول رہا۔ حق تعالیٰ نے چاہا کہ اس کے خلوص کو ملائکہ پر ظاہر کرے۔ ایک فرشتہ کو اس کے پاس بھیجا کہ اس عابد سے کہو کہ کب تک اس قدر عبادت و ریاضت کرے گا۔ تیری عبادت خدا کی بارگاہ میں قبول نہیں ہوتی۔

اس نے جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ کو اپنی بندگی کے لئے پیدا کیا ہے، خداوندی سے مجھ کو کیا کام، خداوندی خدا جانے۔

اس فرشتہ نے بارگاہ رب العزت میں عرض کیا کہ الہی تو ظاہر و باطن کا جاننے والا ہے جانتا ہے کہ اس عابد نے کیا کہا۔

بارگاہ الہی سے خطاب آیا کہ جب وہ بندہ میری بندگی سے نہیں پھرتا، تو میں اپنی کبریٰ سے کیوں کر پھروں گا۔ اے فرشتو! تم گواہ رہو کہ میں نے اس کو بخش دیا۔

حضرت محبوب یزدانی فرماتے تھے کہ حضرت ابو علی وفاق سے پوچھا گیا کہ بزرگوں کی باتوں کے سننے سے کیوں کرفائدہ ہوگا، جب کہ ان کے طریقہ پر نہ چلیں؟

فرمایا کہ فائدہ ہے۔ ایک یہ کہ اگر مرد طالب ہو قوی ہمت ہو جائے گا۔ اگر نامرد ہے تو مرد ہو جائے گا۔ اسی اثنا میں فردوسی طوسی کا کلام پڑھا۔

ہر آں کس کہ نشہ نامہ خوانی کند اگر زن بود پہلوانی کند
یعنی جو شخص کہ شاہنامہ پڑھے، اگر عورت ہے تو وہ بھی پہلوانی کرتے لگے۔

شاہنامہ سے مراد صحائف و حقائق صوفیہ ہے۔ فی الحقیقت شاہان عرصہ ولایت یہ لوگ ہیں۔ اگر مرد ہو شیر مرد ہو جائے، اگر شیر مرد ہے فرد ہو جائے، اگر فرد ہو عین درد ہو جائے....

قَالَ الْأَشْرَفُ كُونُوا مَعَ الصَّالِحِينَ فَإِنَّ لَمْ تَطِيعُوا النَّظْرُ وَأَوْجُوْهُكُمْ نِي
مَرَايَا الْعَارِفِينَ۔ (نثر جمہ) فرمایا حضرت محبوب یزدانی نے کہ صالحین کے ساتھ رہو۔ اگر

تم سے نہ ہو سکے پس اپنے مرتے کو عارفوں کے آئینوں میں دیکھو، پوشیدہ نہ رہے کہ آئینہ عارفان سے مراد ان کے احوال معارف سے ہے۔ اور ان کے مقامات اور حکایات دیکھنے سے انسان کا دل قوی ہوتا ہے۔ اور کبھی کسی کی عیب جہتی نہیں کرتا چاہیے اس سے انسان کے قلب

میں ظلمت پیدا ہوتی ہے۔

قَالَ بَعْضُ الْعَارِفِينَ لَا تَزِرُ الْخَلْقَ بِمِيزَانِكَ وَزِنُ نَفْسَكَ بِمِيزَانِ
الصِّدْقِ يَقِينٍ لَتَعْلَمَ فَضْلَهُمْ وَأَفْلَاسَكَ - (ترجمہ) بعض عارفوں نے فرمایا ہے کہ خلق
کو اپنی میزان میں نہ تول بلکہ اپنے نفس کو میزانِ صدیقین میں تول کہ ان کا فضل اور اپنا افلاس
تجھ کو معلوم ہو جائے۔

ثنوی شریف مولانا روم میں منقول ہے۔ (حدیث) مَنْ أَرَادَ أَنْ يَجْلِسَ مَعَ اللَّهِ
فَيَجْلِسَ مَعَ أَهْلِ الذِّكْرِ رَأَى عِنْدَ الْمُتَصَوِّفِ الْكَامِلِينَ -
مولانا رومی قدس سرہ السامی فرماتے ہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام پر بارگاہِ صمدیت
سے یہ وحی آئی :-

ابیاتِ ثنوی شریف

کے طلوع ماہ دیدی نورِ حبیب	آمد از حق سوئے موسیٰ ابنِ خطیب
من حقم رنجور گشتم تاملدی	مشرق کردم ز نور ایزدی
ایں چہ رمزست ایں سخن یاربِ بیاں	گفت سبحاناً تو پاکی از زیاں
چوں نپرسیدی تو از روئے کرم	باز فرمودش کہ از رنجور بیم
عقل گم شد ایں گرہ را بکشا	گفت یارب نیست نقصانے ترا
گشت رنجور او مسم نی کو بسیں	گفت ارے بندہ خاص گزیں
ہست معذوریش معذوری من	ہست بیماریش بیماری من

اس مقام پر وہ حدیث جو بخاری شریف میں آئی ہے، اس کا خلاصہ لکھا جاتا ہے
نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ قیامت کے دن جب مجمعِ اولین و آخرین بارگاہِ الہی
میں ہوگا تو حق تعالیٰ اپنے بندوں سے ارشاد فرمائے گا کہ اے بندو! میں بیمار تھا، تم
نے میری عیادت نہیں کی۔ میں بھوکا تھا، تم نے نہیں کھلایا۔ میں پیاسا تھا، تم نے پانی
نہیں پلایا۔ تو لوگ عرض کریں گے کہ خداوند! تیری ذات نقصان و عیب سے پاک ہے

اور کھانے پینے سے منزہ ہے۔ ارشاد ہوگا فلاں قریہ میں، فلاں شہر میں، فلاں محلہ میں، میرا بندہ خاص بیمار تھا۔ اگر تم اس کی عیادت کو جاتے، تو گویا میری عیادت کرتے، کیوں کہ فانی فی اللہ باقی باللہ ہو چکا تھا۔ اسی طرح فلاں میرا ولی بندہ بھوکا تھا۔ اگر اس کو کھانا کھلا دیتے تو گویا مجھ کو کھلاتے۔ اور میرا فلاں دوست پیاسا تھا، اگر اسے پانی پلا دیتے تو گویا مجھے سیراب کرتے...
مولانا روم فرماتے ہیں :-

گو نشیند در حضور اولیاء	ہر کہ خواہد ہم نشینی با خدا
بہتر از صد سالہ طاعت بے زیبا	یک زمانے صحبت با اولیاء
تو ہلاکی زانکہ جزوی نہ کلی	از حضور اولیاء گر بگسی
عکس بے گانہ ہمہ کوری بود	عکس عبداللہ ہمہ توری بود

ارباب طریقت اور اصحاب حقیقت پر واضح ہو کہ اولیاء اللہ کی شان میں حق تعالیٰ فرماتا ہے: **الذات اولیاء اللہ لا خوف علیہم ولا ھم یخفون** الذین امنوا وکالوا یتقون۔ (ترجمہ) یعنی خبردار اللہ کے اولیاء کے لئے (قیامت) کے دن نہ کچھ خوف ہے اور نہ غم۔ وہ جو ایمان لائے اور پرہیزگاری کی۔

* * *

پہلا صحیفہ

حضرت محبوب یزدانی کے سلسلہ نسب سیادت اور نشانی کے بیان میں

قال الاشراف ذکر الصالحین وقد ذکرنا العارفين نور تجلی فی قلوب الطالبین المسترشدين۔ (ترجمہ) ”فرمایا حضرت سید اشرف قدس سرہ نے کہ نیکیوں کا ذکر اور عارفین کا تذکرہ طالبین کے دلوں کو روشنی بخشتا ہے اور ان لوگوں کو جو ہدایت کے طالب ہیں۔“

حضرت قطب الاقطاب غوث العالم محبوب یزدانی میر سید مولانا اوحد الدین سلطان اشرف بہانگیر نور بخشی سمٹانی سامانی قدس سرہ ابن حضرت مولانا ابوالسلاطین سلطان سید ابراہیم شاہ نور بخشی سمٹانی سامانی قدس سرہ ابن حضرت مولانا سلطان سید عماد الدین شاہ نور بخشی سمٹانی سامانی قدس سرہ ابن حضرت مولانا سلطان سید نظام الدین محمد علی شیر شاہ نور بخشی سمٹانی سامانی قدس سرہ ابن حضرت مولانا سلطان سید ظہیر الدین محمد شاہ نور بخشی سمٹانی سامانی قدس سرہ ابن حضرت مولانا سلطان سید تاج الدین محمد بہلول شاہ نور بخشی سمٹانی سامانی قدس سرہ ابن حضرت مولانا نقیب النقب سید شمس الدین محمود نور بخشی نبیرہ سلطان اسماعیل شاہ سامانی قدس سرہ ابن حضرت مولانا سید ابوالمنظر علی اکبر بلبل قدس سرہ ابن حضرت مولانا سید محمد مہدی قدس سرہ ابن حضرت مولانا سید اکمل الدین مبارز قدس سرہ ابن حضرت مولانا سید جمال الدین ابوالقاسم قدس سرہ ابن حضرت مولانا سید ابی عبداللہ قدس سرہ ابن حضرت مولانا سید حسین شریف قدس سرہ ابن حضرت مولانا سید ابوالاحمد حمزہ قدس سرہ ابن حضرت مولانا سید ابوالعلی موسیٰ قدس سرہ ابن حضرت مولانا سید اسماعیل ثانی قدس سرہ ابن حضرت مولانا سید ابوالحسن محمد قدس سرہ ابن حضرت مولانا سید اسماعیل اعرج قدس سرہ ابن حضرت سیدنا و مولانا ابی عبداللہ امام جعفر صادق علی جدہ و علیہ السلام ابن حضرت مولانا ابوجعفر امام محمد باقر و علی جدہ و علیہ السلام

حضرت سیدنا مولانا ابو محمد علی بن الحسین امام زین العابدین علی جدہ وعلیہ السلام ابن حضرت سیدنا و
 مولانا ابو عبد اللہ امام حسین سیدنا شہدار علی جدہ وعلیہ السلام ابن حضرت سیدنا مولانا اسد اللہ الغالب
 امام علی ابن ابی طالب علی نبیہ وعلیہ السلام۔ زوج بتول پارسا حضرت سیدتنا فاطمہ الزہراء خاتون
 جنت رضی اللہ تعالیٰ عنہا بنت سیدنا و مولانا ونبینا سید الانبیاء والمرسلین احمد محبتی محمد
 مصطفیٰ اصلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وبارک وسلم

اور سلسلہ نسب ماوری حضرت محبوب یزدانی کا حضرت بی بی نصیبہ رحمۃ اللہ علیہا حضرت
 غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ہمیشہ معظمہ سے ملتا ہے

حضرت شیخ ابراہیم سرہندی نے اپنی کتاب سنوآت الاتقیار میں لکھا ہے کہ حضرت مخدوم
 سلطان اشرف جہانگیر سمنانی کا سلسلہ نسب ماوری جناب حضرت غوث پاک سید محی الدین عبد القادر
 جیلانی کی خواہر عقیقہ سے ملتا ہے اور نیز سلسلہ نسب ماوری آپ کی والدہ خدیجہ بیگم کا حضرت سلطان
 سلطان العارفین خواجہ احمد بیوی قدس سرہ سے ملتا ہے۔

اب یہاں سے نسب نامہ سلاطین سامانیاں مختصر طور سے لکھا جاتا ہے۔ یا تفصیل تاریخ
 ابراہیمیہ کے دیکھنے سے معلوم ہو سکتا ہے۔ یہ سلسلہ نسل بہرامی تک ختم ہوتا ہے۔ اس طرح سامان
 بن خداہ بن چشمان بن طغرل بن ہرمز بن بہرام چوہیں۔ ان کے اجداد اسلام لانے سے پہلے
 حکام ہاورا النہر سے تھے۔ بعد اسلام لانے کے سامان پر زمانہ عشرت کا آیا اور شتربانی کرنے
 لگے۔ ان کے اکثر خاندان بزرگ نے شتربانی کا سرانجام نہ کرنے دیا۔ ایک دن کسی لڑائی میں
 تشریف لے گئے تھے۔ وہاں یہ شعر کسی سے سنا۔

ہتھی گر بکام شیر نر است رو بجو آں ز کام شیر بجوئے
 یا بزرگی و ناز و نعمت و کام یا چو مردانت مرگ رو باروئے

ان اشعار کے سننے سے رگ بہرامی حرکت میں آئی اور قزاق ہو گئے۔ بعد ایک
 مدت کے شہر شاش پر قبضہ کر لیا جس کو آج کل تاشقند کہتے ہیں اور اپنی حکومت ہر طرف جاری
 کر دی۔ سامان کے بیٹے اسد عہد مامون رشید خلیفہ بنی عباس میں تھے۔ اسد کے لڑکوں میں سے ایک
 لڑکے بنوع بن اسد کو والی سمرقند بنایا اور ہرات کی ولایت الیاس بن اسد کو دی۔ دونوں

اپنے اپنے مقام پر سلطنت کرتے رہے۔ معتد باللہ خلیفہ بغداد نے تمام ولایت نصر بن محمد احمد بن عبد
بن سامان کو دی جو اس خاندان میں قابل اور بہتر تھے۔ ان کے قبل ان کے بھائی حاکم بخارا تھے
بھائیوں کے درمیان نزاع پیدا ہوئی۔ اسماعیل بن احمد نے فتح پائی۔ اس کے ملک کے تمام
اطراف میں قبضہ پایا، اس قدر عدالت اور احسان اور رعیت پروری کی کہ بادشاہان زمانہ کو
رشک آتا تھا۔ از بس کار آخرت میں اپنی عمر گراں مایہ کو بسر کیا کرتے اور خدمت گزار کی علم و
مشائخ میں سرمایہ آخرت جمع کرتے اور حق تعالیٰ نے اپنے کرم سے آپ کو مرتبہ ولایت کا
عطا فرمایا۔ ان سات بادشاہوں میں جو ولی کامل ہادی دین تھے، انہیں میں شاہ اسماعیل سامانی
بھی شمار کئے جاتے تھے۔ سلسلہ نسب ماوری حضرت محبوب یزدانی کا سلطان اسماعیل
سامانی سے اس طرح ملتا ہے کہ حضرت سید ابوالمنظر علی اکبر بلبل جو کہ نقبیار ملک عراق سے تھے
جن کی شان میں حضرت حاجی عبدالرزاق نورالعین نے یہ اشعار تحریر فرمائے ہیں:

جہاں دار دارائے خورشید تیغ	ابوالفتح ہمیشہ گیتی کشائے
گل بوستان سیادت ہمال	مل دوستان نقابت فزائے
شہ ابوالمنظر جہاں دار دیں	کہ گیتی گرفت بستمشیر رائے
چوں خورشید از تیغ نصرت گہر	ز آئینہ ملک ظلمت نہ زوائے
زہے آفتاب سپہر ہدی	کہ ہر ذرہ را نور بخش از ضیائے
ز آثار شاہان گیتی نسرور	ہمہ وارد و کرد دیگر ہمائے
کم از ذرہ بود عبد الرزاق	چو خورشید شد اشرف بہمائے

حضرت سید ابوالمنظر علی اکبر بلبل موصوف دختر نیک اختر سلطان اسماعیل سامانی فرخ زاد
بگیم تام کو اپنی حیا لہ نکاح میں لائے۔ ان سے سید شمس الدین محمود نور بخشی قدس سرہ پیدا ہوئے
جن کو اللہ تعالیٰ نے مرتبہ ولایت میں نقبیار کا درجہ عطا کیا تھا۔ سلطان اسماعیل سامانی کو
اپنے نواسہ کی ولایت اور کمال پر فخر و ناز تھا۔ اکثر ملکی مہمات میں بدعا حضرت سید شمس الدین
محمود نور بخشی قدس سرہ کے سلطان اسماعیل سامانی کو فتح و نصرت حاصل ہوئی۔ سلطان اسماعیل
سامانی کے غلام سبکتگین اور اچمتگین دونوں تھے۔ سبکتگین کے بیٹے سلطان محمود غزنوی تھے۔

جن کا دار السلطنت غزنین تھا اور ہندستان پر بھی حملہ آور ہو کر بہت سے گروہ کفر کو شرف اسلام سے مشرف فرمایا۔ آپ کے بھانجے سید سالار مسعود قازی ابن سید ساہو سالار علوی شہاد کرتے ہوئے مقام بہرائچ میں اکر شہادت پائی۔

حضرت محبوب یزدانی نے رسالہ اشرف الفوائد میں فرمایا ہے کہ میرے خاندان کی عظمت اور شان بلند اور شرف عالی یہاں سے تصور کرنا چاہیے کہ محمود غزنوی جیسے بادشاہ ہمارے بزرگوں کے غلام زادوں نے سلطنت اور بادشاہت کی۔ فقیر کا نسب مادری سلطان اسماعیل سامانی سے منسوب ہے۔

نظم

زہے بادشاہانِ سامان زاد کہ بودند ہر ہفت کشور کشائے
 جہاں برازند انجسم درختاں برافروختہ از زمین تا سمانے
 ازین بہ چہ باشد نشان سترگ کہ محمود باشد ایاز آزمائے

خانمہ مکتوبات اشرفی میں حضرت حاجی عبدالرزاق نور العین نے فرمایا ہے کہ سلطان اسماعیل سامانی کی وزارت میں سید تاج الدین محمد بہلول بن سید شمس الدین محمود نور بخشی تین برس تک رہے جو سلطان اسماعیل سامانی کے نواسے کے بیٹے تھے اور بعد سلطان اسماعیل سامانی کے احمد بن اسماعیل بادشاہ ہوئے۔ اور احمد بن اسماعیل کے انتقال کے بعد حضرت مولانا تاج الدین محمد بہلول بن سید شمس الدین محمد نور بخشی بادشاہ ہوئے اور اپنے نام کا خطبہ و سکہ جاری کیا پچاس برس تک بادشاہی کی کمال غلبہ کے ساتھ بادشاہت کرتے رہے اور اپنے عدل اور انصاف سے رعایا کو راحت پہنچاتے رہے۔ سلاطین عباسیہ سے کہ وہ زمانہ الراضی باللہ کا تھا، اور سلطان الراضی باللہ سے کمال رابطہ محبت رکھتے تھے، دو مرتبہ دارا الخلافہ بغداد میں خلیفہ سے ملنے آئے۔ نصر بن احمد جو قوت فوجی زیادہ رکھتا تھا اور ارادہ کرتا تھا کہ حضرت مولانا سید تاج الدین محمد بہلول پر حملہ کر کے ان کی سلطنت لے لے مگر دارا الخلافہ بغداد سے اس قدر ان کو مدد پہنچی کہ کچھ نہ کر سکے اور مفصل حالات آپ کے تاریخ ابراہیمیہ میں حضرت شیخ علاؤالدولہ سمنانی نے لکھے ہیں۔ یہاں بنظر اختصار لکھا گیا ہے۔

سیدنا جالدین کے وزیر نے ثمرت میں زہر دے کر ان کو شہید کیا۔ حضرت مولانا سلطان
سید ظہیر الدین محمد بن حضرت مولانا سلطان سیدنا جالدین محمد بہلول تخت سلطنت پر بجائے پد
منڈیشہ ہوئے۔ کمال عدل و انصاف کے ساتھ بادشاہت کی اور سکھ و خطیبہ اپنے نام کا جاری کیا
اور دارالخلافہ بغداد سے خلعت اور نشان آپ کے واسطے مرحمت ہوئے۔ وہی رابطہ صدق و
محبت جیسا کہ آپ کے والد کو خلیفہ کے ساتھ تھا اسی طرح آپ کو بھی حاصل ہوا۔ ولایت
زمین ایران میں اپنے والد صاحب سے زیادہ متصرف ہوئے۔ شہر قزوین کو اپنا دارالخلافہ قرار
دیا۔ خواجہ اثر الدین برمکی کو خدمت وزارت عطا کی۔ چند بار سلاطین دیار سے جنگ ہوئی مگر
حق تعالیٰ نے آپ کو منظر و منصور کیا۔ علماء و فضلا و مشائخ آپ کے جو دو عطا سے نہایت
فارغ البالی کے ساتھ بسر کرتے تھے۔ مصنفین زمانہ نے اکثر کتب اور رسائل آپ کے عہد میں آپ
کے نام سے تالیف کی ہیں۔ بالخصوص علم و حکمت اور ہندسہ میں بہت مہارت رکھتے تھے۔۔۔۔

ظہیر الدین محمد اں شہنشاہ کہ برسر داشت از خورشید اختر
جہاں زیر نگین آورد چوں جسم امارت کرد در اطراف کشور
کتاب غرائب المخلوقات آپ ہی سے منسوب ہے۔ آپ کے زمانے میں بہت کچھ
ایجادات جدیدہ کی گئیں۔ پچاس برس تک زمین ایران میں سلطنت کی۔ وہم ربیع الآخر کو
رحلت فرمائی۔ اعلیٰ علیین ہوئے۔ حضرت مولانا سلطان سید نظام الدین محمد علی شیر آپ کے
صاحبزادے بتاریخ ۱۴ رمضان المبارک تخت سلطنت پر اپنے والد کے بعد رونق افروز
ہوئے۔ کار سلطنت نہایت عمدگی کے ساتھ انجام دیتے تھے۔ خدمت وزارت خواجہ شرف الدین
برمکی کو عنایت کی۔ والد کے وقت کے امر اردولت نے آپ سے بغاوت اختیار کی۔ ان پر
شکر کشی کی گئی۔ بادشاہان زمانہ کی سفارشات سے ان کی خطا معاف کی گئی۔

نظام الدین محمد اں علی شیر کہ شد گیتی ستاں و کشور آرائے
جہاں در زیر حکم خود در آورد چو خورشید و پہر و ماہ سمائے

سردار لشکر امیر حیدر سلطنت کے کاموں کو بہت سسرگرمی کے ساتھ بجالاتا تھا۔ مسعود بن محمود غزنوی اس سلطنت سے تعلق اختصا رکھتا تھا۔ جس وقت کہ سلطان مسعود بن محمود غزنوی نے قصد ہندستان کیا، شاہزادہ حضرت مولانا سید سلطان عماد الدین بن حضرت مولانا سلطان سید نظام الدین علی شیر، ہمراہ آئے اور تصرف ولایت دہلی میں شرکت رکھتے تھے۔ جب سلطان مسعود نے ہندستان پر غلبہ پایا، آپس میں نزاع واقع ہوئی، انہی ایام میں خبر علات حضرت مولانا سلطان سید نظام الدین علی شیر کی آئی۔ شاہزادہ عماد الدین اس خبر کے سنتے ہی فی الفور دار الخلافہ عراق عجم کی طرف روانہ ہوئے۔ تین روز قبل انتقال والد ماجد دار الخلافہ میں پہنچ گئے۔ حضرت شاہزادہ مولانا سید عماد الدین دار الخلافہ عراق عجم میں بالفاق اہلیان دولت و وصیت والد بزرگوار تحت سلطنت پر جلوس فرما ہوئے۔ اطراف ملک ایران میں سرحد تورات تک اپنی حکومت جاری کی اور خدمت وزارت شیخ مجد الدین برمکی کے سپرد کی اور دار الخلافہ بغداد سے خلعت و نشان خلیفہ نے آپ کے پاس بھیجا اور تمام امراء و رؤسا آپ کی فرمانبرداری میں آئے۔ صدائے عدالت و انصاف اور آپ کے جو دوسخاکی عالم میں بلند ہوئی۔ سات برس تک آپ نے سلطنت کر کے رحلت فرمائی (تور اللہ مرقدہ)۔۔۔۔۔ ابو السلاطین حضرت مولانا سلطان سید ابراہیم شاہ سنہانی سامانی نور بخشی بالفاق اراکین مملکت علی الاستحقاق تحت سلطنت عراق عجم بموجب وصیت پدر بزرگوار جلوس فرما ہوئے۔

نظم

سال نیک و میمون و مبارک گل گلزار ابراہیم دارائے
 نشہ بر سر اورنگ خورشید بروز فرخ و فرخندہ بارائے
 خلعت وزارت نظام الملک علاء الدولہ برمکی کو عنایت کیا۔ یہ نظام الملک ساتھ
 نظام الملک مجد الدین ابن نظام الملک سنجر سے رابطہ محبت رکھتے تھے جس طرح ہے حضرت
 ابو السلاطین سنجر سے دوستی رکھتے تھے۔ منصب امیر الامرا تاج الدین ایک کو اور منصب صدر
 میر محمود قرظوی کے سپرد کیا۔ سلاطین زمانہ آپ کے ساتھ وہ سلوک کرتے تھے جیسا کہ آپ کے
 بزرگوں کے ساتھ کرتے تھے۔ ان نظام سلطنت اور اہتمام مملکت اس خوبی کے ساتھ کرتے تھے کہ

بادشاہانِ زمانہ میں کوئی ایسا کم ہوگا۔ آپ کے عہد سلطنت میں بڑے بڑے علماء جلیل القدر و برابر شاہی میں حاضر رہتے۔ اور توجہ شاہانہ سے نہایت مرفہ الحالی اور فارغ البالی سے زندگی بسر کیتے تھے اور عجائب و غرائب تصانیف بنام مبارک حضرت ابوالسلاطین تالیف و تصنیف کیتے تھے ان میں سے کتاب مسبعیہ ابراہیم شاہی کو فقہ اصول کلام منطوق معانی ہدیت اور بدائع ان ساتوں علوم سے اس طرح ترتیب دیا تھا کہ سات خانے جو عرض و طول ہر صفحہ میں برابر ہوتے تھے بنا کہ ہر خانہ میں ایک لفظ لکھا۔ اگر ایک ایک لفظ شروع سے اس کے مقابل کے خانہ میں پڑتے جائیں۔ ایک مسئلہ فقہ کا اور درمیانی خانوں سے بھی اسی طرح ایک ایک فن کا مسئلہ نکلتا تھا اور جس طرح مقابل عرض و طول کے خانہ مقابل سے سیدھا ترچھا کسی گوشہ خانہ ہمائے مقابل کے لفظ لئے جائیں۔ جب بھی ایک فن کا مسئلہ نکلتا تھا۔ اس کتاب کا نام سبع المسابع بھی رکھا تھا۔ کوئی فاضل دوراں اور کوئی عالم زماں اس کتاب کے جواب میں متوجہ نہ ہو سکا۔ الحاصل ایسا دروازہ بند کیا کہ کسی عقل مند جامع علوم کی کنجی سے یہ دروازہ نہ کھل سکا۔ اس کتاب کے مصنف کا نام مولانا مجدد الدین سمنانی ہے۔ جیسا کہ مولانا نے خود اس کتاب کی تعریف میں فرمایا ہے۔

قطعہ

صاحب سبع المسابع ہفت رنگ ہفت رنگ اور دو چوں ہر ہفت رنگ
ہفت کشور ربح مسکوں ساختہ زیرہ گردوں کشیدہ ہفت رنگ
پسح تو یہ ہے کہ اس قسم کی کتاب عرب اور عجم عراق و شام میں جو مشہور ہوئی اور شخص نے اصحاب علم و فضل سے اور ارباب حکم شریعت سے سب نے پسند کیا۔ اس کتاب کا دیکھنا اپنا دستور رکھا کہ اس کتاب کی نظیر کوئی دوسری کتاب نہیں ہوئی۔ لطائف اثرنی میں ہے کہ حضرت محبوب یزدانی نے فرمایا کہ میرے والد ماجد حضرت ابوالسلاطین نے اپنے زمانہ سلطنت میں ایک ہزار اسلامی مدرسہ جاری فرمایا اور ہر مدرسہ میں دو ہزار طلبہ پڑھتے تھے۔ خیال کرنے کا مقام ہے کہ ابوالسلاطین شاہ عالی جاہ کو کس قدر توجہ تعلیم دینی کی طرف تھی۔ آپ کے زمانہ مبارک میں دو ہزار علماء جلیل القدر صاحب فتویٰ اپنے فیض علوم سے عالم کو فیضیاب کرتے تھے۔ * * *

دوسرا صحفہ

حضرت محبوب یزدانی کی ولادت باسعادت اور جہل تحصیل علوم اور تخت نشینی اور
عدل و انصاف کے بیان میں :

قال الاشرف حشمت الملوك ظل من اللوہیة و خضوع لہم نوع من
العبودية۔ (ترجمہ) حضرت سید اشرف نے فرمایا بادشاہوں کا رعب و ویدبہ الوہیت
کا پر تو ہے اور ان کا جھک جانا عبودیت کی قسم ہے۔
حضرت حاجی الحرمین سید ابوالحسن عبدالرزاق نور العین خاتمہ مکتوبات اشرفی میں جہاں
حضرت محبوب یزدانی کے آباؤ اجداد کا حال لکھا ہے، وہاں تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت سلطان
السلطین سید ابراہیم شاہ کے ایام سلطنت رانی میں چند لڑکیاں پیدا ہوئیں مگر بیٹیا نہیں
ہوا۔ اس کے بعد سلسلہ پیدائش دس یا بارہ برس تک بند رہا حضرت سلطان السلطین کو فرزند
کی آرزو حد سے زیادہ تھی۔ ہر رویش اور ولی کی طرف بغرض دعا متوجہ ہوتے۔ ایک سال اسی
فکر و تردد میں گزرا۔ ایک رات خواب میں دیکھا کہ ایک مرد نورانی شکل صاحب جمال و کمال یعنی
رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم رونق افروز ہوئے۔ بادشاہ تعظیم کو کھڑے ہو گئے اور نہایت اعزاز و
اکرام اور احترام سے پیشوا کی کمر کے قدموں سے مشرف ہوئے۔

قطعہ

چو خورشید چرخ نبوت شروز نمودہ جمال دل آرائے خویش
بر افروختہ بچو نور ہمدی بتعظیم خم کردہ بالائے خویش
جب سر قدم مبارک پر رکھا، دل کو کمال بشارت ہوئی، حضرت سرکار دو عالم صلی اللہ
علیہ وسلم نے ہنس کر فرمایا کہ اسے فرزند ابراہیم! تم کو مترو و دیکھتا ہوں، کیا اولاد کی خواہش

رکھتے ہو؟

بادشاہ رونے لگے اور بکمال عجز و انکساریوں عرض کرنے لگے کہ بارہ برس سے آرزو فرزند و وارث تخت و تاج سلطنت کی دل میں رکھتا ہوں۔ اگر حضور کے امیر باران نبوت اور نسیم گلستان رسالت سے میرے باغ خزاں رسیدہ کو سرسبزی حاصل ہو اور فرزند عطا فرمائے تو کمال عنایت ہوگی۔

قطعہ

اگر اندام تیسرا رسالت گلستان من از لطاف دارائے
شکوہ آورد سرسبز گردو نہال گلشن امید پیرائے
حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حق تعالیٰ تم کو دو بیٹے عنایت فرمائے
گا۔ ایک کا نام اشرف آورد سے کہ نام اعرف محمد رکھنا۔ لیکن پہلا فرزند تمہارا صاحب سلطنت
ظاہری و باطنی ہوگا۔

قطعہ

امید از داور دارائے گیتی کہ ہفت اورنگ او کرد پر پائے
چنان ست کان مہ چرخ ولایت بود خورشید برج دین و دنیائے
نسیم لطف الہی جو چلی اور شمیم خوشی اور نشادمانی عالم میں پھیلی، تاریخ اشرف میں شرف الملت
والدین پیدا ہوئے۔ حضرت مولانا ابوالفضل نظام مبینی جامع موقوفہ لطائف اشرفی فرماتے ہیں کہ
میں نے بارہا خدمت عالی محبوب یزدانی میں سبب ترک سلطنت جب دریافت کیا تو حضرت اس
کے بیان میں تجاہل (چشم پوشی) فرماتے تھے۔ جب ایک مدت کے بعد حضرت کے ہمراہ دار السلطنت
سمنان میں گذر ہوا۔ اور آپ کے چھوٹے بھائی سلطان اعرف محمد کی زیارت نصیب ہوئی اور
حضرت شیخ علاؤالدولہ سمنانی جو اوائل عمر میں حضرت ابوالسلاطین کے دربار میں وزیر تھے اور
اوائل عمر میں کسی جنگ میں آپ پر جذبہ سلوک پیدا ہوا۔ ترک وزارت کر کے بطلب راہ سلوک
بغداد شریف میں جا کر حضرت شیخ نورالدین عبدالرحمان اسفرانی سے شرف بیعت حاصل کر کے
طلب راہ سلوک میں فقر اختیار کیا تھا اور آپ خاندان سلاطین سمنان سے تھے۔ حضرت محبوب

یزدانی کے قرابت داروں میں بھی تھے۔ جب آپ کی ملازمت حاصل کی اور حضرت محبوب یزدانی کے ترک سلطنت کا حال پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ حضرت ابوالسلاطین مولانا سلطان ابراہیم شاہ بارہ برس کی عمر رکھتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو دولت تخت و تاج شاہی سے مشرف فرمایا۔ آپ نہایت عدل و انصاف کے ساتھ سلطنت کرتے تھے۔ جب آپ کا سن پچیس برس کو پہنچا، حضرت خدیجہ بیگم جو اولاد کیا سلطان العارفین خواجہ سید احمد سیوی قدس سرہ سے تھیں، ان کو اپنے عقد نکاح میں لائے۔ بیگم صاحبہ نہایت عابدہ صالحہ تھیں۔ اور کیوں نہ ہوتیں کہ وہ نسل خاندان سیادت سلطان العارفین سے تھیں۔ قرأت قرآن مجید، ادائے نوافل اور وظائف میں شب روز سیر کرتیں۔ اکثر شب بیداری کرتیں اور دن کو روزہ رکھتیں۔ مدت العمر میں کبھی آپ کی نماز تہجد قضا نہیں ہوتی۔

مثنوی

نہ شب فارغ است از پرستش گری نہ روز از تماشا شائے دل پروری
بمقدار آن سرور آرد بخواب کہ مرغی پروں آورد سرز آب
جب حضرت ابوالسلاطین قدس سرہ کے دو تین صاحبزادیاں پیدا ہوئیں اور اکٹھا یا بارہ برس تک کوئی اولاد نہیں ہوئی تو حضرت سلطان کے دل میں خواہش اولاد سے زیادہ ہو گئی۔ آپ جب کسی درویش سے ملتے، اولاد کے طالب ہوتے۔

قطعہ

ہر کہ در ہمت مردان زند بر رخ او زود شود فتیاب
ہمت دلہا ست کلید مراد گیر کلیدش کہ شوی گنج یاب
ایک بزرگ مجذوب حضرت ابراہیم شاہ تامی شہر سمنان میں رہتے تھے اور حضرت سلطان کو ان کے نسبت عقیدہ ملی تھا۔ ایک روز صبح کے وقت بیگم اور بادشاہ دونوں مصلے پر بیٹھے ہوئے وظیفہ میں مشغول تھے کہ مجذوب صاحب سامنے نمودار ہوئے۔ بادشاہ اور بیگم دونوں متعجب ہوئے کہ محل شاہی میں جہاں چوکی پہرہ رہتا ہے ان کو کس نے یہاں آنے دیا۔ جب دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ وہ اپنی کرامت سے اندر چلے آئے۔

قطعہ

یہ ایناں مسیں چو راہ خود را کہ ایٹاں را بود راہے بہزار
 اگر در طرفتہ العینتی بخواہند بر آرد راہ از دریا و کہسار
 جس وقت حضرت مجذوب کو سلطان نے دیکھا پیشوائی کے لئے چند قدم بڑھ کر ان کو
 لائے اور تخت شاہی پر لا کر بٹھا دیا۔ ایک لحظہ حضرت مجذوب صاحب خاموش بیٹھے رہے اور
 بادشاہ دونوں ہاتھ باندھے ہوئے زیر تخت موذوب کھڑے رہے۔ مجذوب صاحب نے
 سلطان ابراہیم صاحب سے کہا کہ اے بادشاہ میں سچ کو اپنی طرف متوجہ پاتا ہوں، کیا اولاد کی
 خواہش رکھتے ہو؟

بادشاہ نے خوش ہو کر عرض کیا کہ آپ حاکم ہیں اگر عنایت کریں۔
 فرمایا کہ اس کی قیمت زیادہ ہے۔ کہ سپر عجوبہ روزگار تم کو دوں گا۔
 عرض کیا جو کچھ حکم ہو حاضر کروں۔

فرمایا کہ ہزار سکہ شاہی چاہیے۔

بادشاہ نے لا کر آپ کے دامن مبارک میں ڈال دیئے۔

خوش ہو کر کھڑے ہو گئے اور کہنے لگے کہ ابراہیم کو تم نے محل دے دیا اور مفت میں بیٹھا
 لے لیا۔ جب آپ چلے حضرت سلطان تعظیم آپ کے پیچھے ہوئے۔ چند قدم چلے تھے کہ
 مجذوب صاحب نے پیچھے پھر کر دیکھا اور کہا کہ:

”اب کیا چاہیے اپنا لڑکا تم نے پالیا اور کیا مبارک سپر کہ تمام عالم ان کے نقش مقدس
 سے فیضیاب ہوگا۔“ اس کے بعد پھر حضرت ابراہیم مجذوب تشریف نہیں لائے جب تک کہ
 محبوب بزدانی پیدا نہیں ہوئے۔ مگر آپ کی ولادت باسعادت کے دن ائے اور یہ خوش خبری
 زبان پر لائے کہ خبردار خبردار اس لڑکے سے واقف ہو کہ یہ امانت پروردگار کی تم کو سپرد کی گئی ہو
 جس وقت نہال گلشن شہریاری اور بلبل بوستان تاجداری نے اپنے قدم سے السلطنت
 سمان کو منور فرمایا، حضرت ابوالسلاطین سلطان ابراہیم نے تمام علماء و مشائخ شہر کو اپنی مجلس میں
 جمع کیا۔ اور خزانہ کا دروازہ فقرا ز اور مساکین کے لئے کھلوا دیا اور خوب بکمال مسرت خیرات کی
 تمام اطراف و جوانب کے شعرا اور فضلا جمع ہوئے اور تہنیت نامے اور قصیدے مبارک بادی

کے دربارت ہی میں پیش کئے۔ ہر شخص کو حسب حیثیت اس کے زرد و سیاہی سے مالا مال فرمایا۔

نظم

پو خورشید از سپہر کامرانی
 جہاں روشن شد از نور عذارش
 نہال از گلشن امیند سرزد
 چنان سرسبز شد باغ امیندش
 درختاں شد ز برج شرف آرائے
 نثار اور و چرخ از دوردیائے
 یہ سرسبز ہی نہال گلشن آرائے
 کہ بارش خورد ہر کس در ہمہ جائے
 بادشاہان اطراف نے تہنیت نامے تولد فرزندار جمند دربار سلطان السلاطین میں بھیجے
 اور دارالخلافہ بغداد سے خلعت و نشان لے کر وکلاء سلطنت مبارکباد کو آئے۔ حضرت
 محبوب یزدانی کے ذکر ولادت باسعادت کے حسب حال فقیر اشرفی جامع رسالہ ہذا
 نے یہ چند اشعار لکھے ہیں :-

ہوا شاداب پھر گلزار سمتاں
 وہ در بے بہا پیدا ہوا ہے
 نقیبوں کی صدائیں آ رہی ہیں
 دعائیں شوق دل سے لے رہے ہیں
 ہوا آراستہ ایوان شہا ہی
 ہوا پیدا وہ خورشید ولایت
 طلوع ماہ اوج دلبری ہے
 خوشی میں فوج والے کہہ رہے تھے
 چمن میں بلبلوں کا چہچہا تھا
 ایروں کو ملی آزادی تھی
 کھلا باب خزانہ اور نظا زرد
 لئے شاعر قصیدے تہنیت کے
 لئے سب زرد و گوہر کسی دل
 گل تازہ بنا ہر خار سمتاں
 کہ جس سے گرم ہے بازار سمتاں
 مبارک ہو در شہوار سمتاں
 ولی و کامل و ابرار سمتاں
 بنا رشک جناں دربار سمتاں
 منور ہو گیا کہسار سمتاں
 چمکتے ہیں درو دیوار سمتاں
 ہوا پیدا سپہ سالار سمتاں
 شگفتہ ہے گل گلزار سمتاں
 طفیل مقدم سردار سمتاں
 گدا ہراک ہوا زردار سمتاں
 نلتے تھے سر بازار سمتاں
 فدائے دولت و ایثار سمتاں

بشارت دیتے تھے اقطاب ابدال
 کہ یہ فرزند ہوگا غوث عالم
 جنود اللہ میں ہر سو ہے چہر چا
 یہ ہوں گے موجب توفیر عالم
 جناب شاہ ابراہیم کے گھر
 انھیں کا ہے لقب غوث جہانگیر
 تمامی اولیاء کے ہیں یہ افسر
 نہ ہو کیوں اثر فی سوجان و دل سے
 حضور شاہ خوش اطوار سمناس
 فروغ طالع بیدار سمناس
 یہ ہوں گے مخزن اسرار سمناس
 یہ ہوں گے مطلع انوار سمناس
 ہوا پیدا در شہوار سمناس
 یہی ہیں وارث کسری سمناس
 بظاہر والی و سردار سمناس
 فدائے کوچہ و بازار سمناس

جب سن مبارک حضرت محبوب یزدانی کا چار سال چار ماہ اور چار دن کا ہوا
 دربار شاہی میں جلسہ شادی اور شادمانی کیا گیا اور تمام شہر اور چار باغ سلطانی میں
 ایسے بڑی کی گئی۔ طرح طرح کے عمدہ فرش اور قالین بچھائے گئے اور مسند شاہانہ
 بچھائی گئی۔ حضرت مولانا عماد الدین تبریزی نے بسم اللہ کرائی اور اے بچہ بڑھائی۔

قطعہ

چومہ پارہ برج خورشید نور
 مہ برج خورشید تابندہ رئے
 تہہ چار سال و مہ و روز چار
 پیروند بر پیر استاد و ہر
 الف پائے بر لوح آفتاب
 فلک در انجم زیاد رخس
 برآمد ز اورنگ زریں سپہر
 درختاں برآمد بر اورنگ مہر
 مہ چار وہ شب نہاں کرد چہر
 کہ بودہ ارسطو فلطوں سپہر
 چو بر خواند مہ پارہ ہر مہر
 تا رسید بر ماہ خورشید فہر

اطراف کے بادشاہوں نے اور اس دربار کے امرار نے اس قدر زرد و جواہر
 نوید میں لا کر پیش کیا کہ مولانا عماد الدین تبریزی کے پاس ایک خزانہ ہو گیا۔ حق تو یہ
 ہے کہ جن کو اللہ تبارک و تعالیٰ نے بھجوائے من یؤتی الحکمۃ فقد اوتیہ
 خیرا کثیرا ط اور بمقتضائے ذالک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء.....

آراستہ کیا ہو، ان کو تعلیم دینا اور پڑھانا محض ایک پہاڑ ہے۔ کیوں نہ ہو کہ حق تعالیٰ اپنے محبوب نبی الامی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو کس سے تعلیم دلائی اور کس نے ان کو پڑھایا۔ ایک سال کے درمیان میں حضرت محبوب یزدانی نے ساتوں قرأت کے ساتھ قرآن حفظ کر لیا تھا۔ جب سات برس کا سن ہوا اصطلاحات علوم عربیہ فرمانے لگے۔

قطعہ

چوں سال مبارک بہ ہفت آمدہ علوم دو ہفتہ نہادہ بجائی
 بسال دو ہفتہ چوں پا برہنہاد بہر ہفت پوشید اورنگ زائے
 حضرت محبوب یزدانی کو چودہ برس کی عمر میں فضیلت کی دستار بندی ہوئی
 ایک سال سن سپہ گری سیکھا۔ جب مولانا ابوالسلاطین حضرت سلطان سید ابراہیم شاہ
 اس خاک وان دنیا کو ترک فرما کر حجت کو روانہ ہوئے۔ تخت اور تاج شاہی حضرت مولانا
 سلطان سید اوحمد الدین والد دنیا اشرف السلاطین محبوب یزدانی کو نصیب ہوا۔۔۔۔۔
 یاد شاہان ماتحت نے آپ کی فرماں برداری قبول کی اور دروازہ مبارکبادی کا دروازے زمین
 پر کھلا۔ تمام اطراف و جوانب کی سلطنت میں سکھ اور خطبہ حضرت محبوب یزدانی کے نام
 نامی کا جاری ہوا۔ بارہ برس تک بکمال غلبہ سلطنت کی خدمت وزارت مجدد الملک تبریزی
 اور خواجہ محمود برکی اور شرف الدین اور عماد الدین کے متعلق فرمائی۔ اور منصب امیر الامراء
 بہرام بیگ اور فریدون بیگ وزیر المحافل کو اور کمال الدین مقدر الملک کو عنایت کیا
 کسی کو ادنیٰ اور اعلیٰ سے نا انصافی کی شکایت نہ ہوئی۔

غٹنوی

چو اورنگ سمنان بدو تازہ گشت جہاں از عدالت پر آوازہ گشت
 بدوران عدلش ہمہ روزگار گلستاں شدہ عدل آورد بار
 زہے عدل و انصاف آن دادگر کہ بر پیش گرگے نہ بند و کمر
 بہ ثنا ہیں زندہ بال بازی کلنگ کیوتر سوئے باز آورد جنگ
 اگر قبیل بر فرق مورے گذر کند مور بر قبیل آورد نظر

کہ اس دورِ سلطانِ اشرف بود چہاں ظلم تو بر سر من رود
دار السلطنت سمنان کو اپنے ایر انصاف سے سر بزا اور شاداب کر دیا۔ آپ کی خیر
عدالت و انصاف سن کر بادشاہان اطراف کو رشک آتا تھا۔

حضرت شیخ علاؤالدولہ سمنانی سے منقول ہے کہ ایک روز حضرت محبوب یزدانی
شکار میں گئے۔ دو تین روز شکار گاہ میں ٹھہرے۔ اطراف کے جنگل میں شکار کر رہے تھے
سپاہیان شکر حضرت کے ہر طرف شکار میں مشغول تھے۔ حضرت محبوب یزدانی باز اور
جرہ اور دیگر شکاری جانوروں کی سیر دیکھ رہے تھے۔ اسی اثناء میں ایک دیہات کی
رہنے والی بڑھیا بغرض انصاف آئی۔ حضرت نے فرمایا کہ بڑھیا کو میرے سامنے لاؤ۔
جب ہمراہیوں نے حاضر کیا تو آپ نے اس سے دریافت کیا کہ تجھ پر کیا ظلم ہوا ہے۔ تجھ سے
کوئی چیز کسی نے ظلم سے لے لی ہے؟

عرض کرنے لگی کہ میرا وہی آپ کے شکر والوں میں سے ایک شخص نے بلا قیمت ظلم سے
لے لیا۔

فرمایا کہ اس جماعت میں دیکھو جس نے تیرا وہی لیا ہے وہ موجود ہے؟
بڑھیا نے غور سے دیکھ کر عرض کیا کہ وہ شخص اس جماعت میں نہیں معلوم ہوتا۔
یہ ایک ایک سوار شکار لئے ہوئے دور سے نمایاں ہوا۔ بڑھیا نے کہا وہی ظالم
سوار آرہا ہے۔ جب حاضر ہوا تو حضرت نے فرمایا کہ :-
اس نامراد ضعیفہ کا وہی ظلم سے لے کر کیوں کھایا؟
اس نے عرض کیا کہ اے بادشاہ یہ بڑھیا جھوٹ کہتی ہے۔ میں نے وہی نہیں
کھایا ہے۔

حضرت نے بڑھیا سے دریافت کیا کہ تیرا کوئی گواہ ہے؟
اس نے کہا نہیں۔

فرمایا، میں حکمت سے جھوٹ اور بیخ معلوم کر لیتا ہوں۔ کسی کو حکم دیا کہ حید مکھیاں
پکڑ کر لاؤ۔ اور سوار سے کہا کہ اس کو کھا۔ کھاتے ہی اس کو قے ہوئی۔ ہنوز وہی ہضم نہیں

ہونے پایا تھا کہ تھے سے برآمد ہوا۔ حضرت نے فرمایا کہ اب کیا کرنا چاہیے۔ عرض کہ اس سوار کا گھوڑا مع زین و زین و لگام اس بڑھیا کو عنایت فرمایا اور اس سوار کو تنبیہاً زود و کوب کر کے اس کو نکال دیا۔

قطعہ

میں اس انصاف کے قرباں میرے محبوب یزدانی
سزائے عدل بے پایاں میرے محبوب یزدانی
جلال حیدری اور عدل فاروقی دکھاتے ہو
ملا یہ کس کو عز و شان میرے محبوب یزدانی
ایک دن حضرت محبوب یزدانی تخت سمنان پر بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک فریادی
آدمی آیا۔ فرمایا اس کو میرے سامنے لاؤ کہ اس کی فریاد سنوں۔

جب فریادی سامنے آیا، عرض کرنے لگا کہ آج کی رات فلاں جماعت میں سویا تھا
جب جاگا تو دیکھا کہ چالیس اشرفیاں جو میری کمر میں بندھی ہوئی تھیں کسی نے چرائی۔ اب
سب لوگ انکار کر رہے ہیں۔

حکم فرمایا کہ اس جماعت کے سب لوگ حاضر کئے جائیں۔ جب سب لوگ حاضر کئے
گئے تو ایک ایک سے دریافت کیا کہ تمہاری جماعت میں یہ فقیر سویا تھا۔ چالیس اشرفیاں
اس کی کس نے چرائیں؟

سب لوگ نہایت عاجزی سے پیش آئے کہ ہم سے یہ قصور نہیں ہو ہے نہ ہو گا۔
حضرت محبوب یزدانی نے ارکان دولت اور وزراء سلطنت کی طرف رخ کر کے
فرمایا: جب مدعی کے پاس کوئی ثبوت شہادت نہیں تو ایسے موقع پر موافق شریعت بجز
قسم لینے کے اور کیا چارہ ہے؟ لیکن ایک معقول حکمت میں نے سوچا ہے شاید رقم
منفقودہ مل جائے۔ حکم ہوا کہ سب آدمی اس جماعت کے چھوٹے بڑے میرے قریب آجائیں۔
ایک ایک آدمی کو آپ اپنے پاس بلائے اور دست مبارک ان کے سینے پر رکھتے
دس آدمیوں کو ملاحظہ کرنے کے بعد ایک شخص کے سینے پر جب دست مبارک رکھا اور

تیسرا صحیفہ

حضرت محبوب یزدانی کے ایام سلطنت رانی میں اور حضرت خضر علیہ السلام سے تعلیم باطنی پانے اور روحانیہ پاک حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فیض روحانی حاصل کرنے اور بہ ترغیب حضرت خضر علیہ السلام ترک سلطنت کر کے فقر اختیار کرنے اور اثنائے راہ سفر میں بعض بزرگوں سے فیضیاب ہونے کے بیان میں

قَالَ الْأَشْرَفُ التَّوَكُّلُ هُوَ الْأَعْرَاضُ عَنِ النَّفْسِ وَالْإِنْقِرَاضُ عَنِ الْبَشَرِيَّةِ
الدَّائِسِ۔ (ترجمہ) فرمایا حضرت مخدوم اشرف جہانگیر سمانی قدس سرہ نے "ترک منہ پھیرنا ہے نفس سے اور قطع کرنا بشریت سے گندگی کو"

حضرت شیخ علاؤالدولہ سمانی فرماتے ہیں کہ ایام سلطنت رانی اگرچہ حضرت محبوب یزدانی امور ملکی کا شغل رکھتے تھے لیکن پابندی ادائے فرائض اور سنن و واجبات اور نوافل یہاں تک کرتے تھے کہ آداب ارکان شریعت آپ سے ترک نہیں ہوتے تھے اور کبھی کسی سائل کو اپنے درگاہ عالم پناہ سے بغیر کچھ دیتے ہوئے خالی رخصت نہیں کیا۔ وغیرہ سلوک الہی لڑکپن سے دل میں جما ہوا تھا جو کوئی گروہ فقر اسے آپ کو ملتا اس سے استفسار براہ سلوک کرتے مگر کوئی درویش بوجہ اس کے کہ حضرت کا نصیب نعمت فقر و دوسری جگہ سے تھا اس لئے کوئی آپ کی تعلیم اور تربیت باطنی میں دست اندازی نہ کرتا تھا۔ خوبی تقدیر سے ایک شب حضرت خضر علیہ السلام تشریف لائے اور فرمایا: "ابھی تھوڑے دن سلطنت کا کام کرو اور اجمالی طور سے ملاحظہ معافی اسم مبارک اللہ بے واسطہ زبان قلب صنوبری میں کرتے رہو اور پاس انقاس کا بھی شغل ملحوظ خاطر رکھو۔ خبردار اس سے غفلت نہ کرتا۔ اس وقت سے حضرت محبوب یزدانی ان اشغال میں مشغول رہتے تھے۔ روز بروز اس کا نتیجہ ظاہر ہوتا جاتا تھا۔ دو سال تک انہیں اشغال

تعلیمِ نحضری میں بسر کی جس وقت روحانی پاک حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ ظاہر ہوئی، آپ نے بھی اپنے اذکار اویس سے مشرف فرمایا۔ تین سال تک ان اذکار اور افکار میں مشغول رہے۔ ہر چند کہ حضرت محبوب یزدانی ان اذکار و اشغال میں بسر کرتے لیکن دل سے ایسے مرشد کے طلبگار رہتے جو ظاہر میں ملیں اور اپنے فیض سے سرفراز کریں۔

نظم

اگرچہ در ہمہ اوقات انفاس آزر دے تربیت می دادہ اند پاس
 ولیکن از ہمہ خوبان ارشاد بہ بیان و دواں ہمیں بودند و در یاد
 کہ تا حاصل نہ گرد و پسر ظاہر نیاید کام جان از لطف قادر
 جب ایام سلطنت رانی میں بیس برس کی عمر کو پہنچے اور دوسری روایت میں پچیس^{۲۵}
 برس کی عمر کو پہنچے اور ظاہر و باطن آپ کا پابندی شریعت اور تقویٰ سے آراستہ تھا بظاہر
 ملکی انتظام میں بسر کرتے، مگر توجہ قلبی راہ سلوک الہی میں شبانہ روز رہتے۔ اتفاقاً عشرہ اخیر
 ماہ رمضان المبارک میں شب بیدار کی شب قدر کمرے تھے کہ ستائیسویں شب رمضان المبارک
 میں جناب حضرت خضر علیہ السلام تشریف لائے اور حضرت محبوب یزدانی سے فرمایا:

شعر

کارت بنظام آمدہ معشوق بکام بر خیز کہ کارت شدہ امروز تمام
 اے اشرف اگر تخت سلطنت دیدار خدا چاہتے ہو اور گل مقصود گلزار معبود سے چننے
 چاہتے ہو تو اٹھو اور ہندستان کی طرف رخ کرو۔

نظم

اگر خواہی وصال یار و لدار حضوری لذت دیدار رخسار
 بیا بر خیز سرور راہ اور کہ دوست پار شد اقبال یادر
 کہ وہاں میرے دوستوں میں سے ایک دوست رہتے ہیں انہیں کے بانع ولایت سے
 تمہارا گل مقصود ملے گا۔ ان کی ولایت لا نہایت سے عالم پھرا ہوا ہے اور ان کی عنایت بیغایت
 کی مقرر ص، عالم اور بنی آدم سے گمراہی کو تراش رہی ہے۔

ایات

کہ اُس جا کا مل از کا ملاں است
 جہاں از نور خورشید ولایت
 بہند اُن قبیلہ حاجات باشد
 جہاں را کعبہ مقصود گویند
 جہاں تاب است خورشید ولایت
 درش چون نقطہ نون چرخ دوار
 اگر تابد از و یک ذرہ نور
 عنایت نامہ اُن شاہ دیندار
 زہے عالی نظر کن التفاتش
 نظر گرانہ رہ تاثیر بکند
 کہے کورا بہ بیند کا ملاں است
 منور کردہ از روئے عنایت
 کہ اب خضر در ظلمات باشد
 زماں را قبیلہ معبود جویند
 ضلالت برد از نور ہدایت
 بدو را و بگردد ہچو پرکار
 چومہ خورشید گردو ذرہ مستور
 رہانہ از قیود نفس امار
 ولایت بردہد عالی سفاتش
 مس اجسام را اکسیر بکند

گروہ اخبار اُن کو صاحبِ قدم کہتے ہیں اور گروہ ابرار اُن کو واجبِ قدم کہتے ہیں اور اوتاد اُن کو بچی صادق کہتے ہیں اور ابدال اُن کو عیسیٰ نفس کہتے ہیں اور اصحابِ جہان اور اربابِ عرفان اُن کو شیخ علاؤ الحق والدین گنج نبات اور بعض آدمی شیخ علاؤ الدین تل کہتے ہیں۔ عالم ملکوت میں ان کو موسیٰ اُتار کہتے ہیں اور عالم جبروت میں ان کو خلیل انوار کہتے ہیں اور عشاق ان کو یوسف ثانی سمجھتے ہیں کہ میں خضر ہوں ان کو خلقِ محمد کہتا ہوں۔

تلموکی

یکے از تدوہ ابرار گوید
 یکے از صاحبِ اسرار خواند
 یکے از ہادی و مہدیش گفتہ
 یکے از واصلانِ راہ خواندش
 دگر از عمدہ اخبار گوید
 دگر از واہبِ انوار داند
 دگر از لولوئے ارشاد سفتہ
 دگر از کلاں شاہ خواندش
 دی احمد محمد حسیق گویم
 جب یہ خوشخبریاں حضرت خضر علیہ السلام سنا چکے نظر سے غائب ہو گئے۔ جب صبح

صادق ہوئی حضرت محبوب یزدانی نے مکرہمت چست باندھی۔ تخت و تاج سلطنت اپنے چھوٹے بھائی اعزازت سلطان محمد اعرف کو سپرد کیا۔ اور ان کی وزارت میں محمدی بیگ امیر الامراء اور محمد یار بیگ قدوة القباہل ممتاز ہوئے اور امرائے دولت میں صدر جلال الدین اور محمود بیگ اور فرید بیگ سرفراز ہوئے۔ جہاں نائی اور عدل و انصاف و رعیت پروری جیسی کہ چاہتے سلطان اعرف محمد سے یکم سال خوبی ظاہر ہوئی۔

حضرت محبوب یزدانی نے خدمت بابرکت والدہ ماجدہ رابعہ ثانیہ بیوی خدیجہ بیگم رحمۃ اللہ علیہا میں حاضر ہو کر اجازت طلب کی کہ اگر حکم ہو تو میں اس سلطنت دنیا کو ترک کر کے فقراختیار کروں اور بادشاہت ملک آخرت کی حاصل کروں۔

حضرت کی والدہ نے فرمایا کہ "اے فرزند جب تم پیدا بھی نہیں ہوئے تھے اس سے پہلے روحانی پاک ہمارے جد حضرت سلطان العارفتین خواجہ سید احمد سیوی رحمۃ اللہ علیہ نے خواب میں بشارت دی تھی کہ تم کو ایسا فرزند نصیب ہوگا۔ دنیا اس کی آفتاب ولایت کی چمک سے روشن ہو جائے گی اور اس کی نور ہدایت کی بدولت جہاں سے گمراہی مٹ جائیگی۔"

قطعہ

تراپودے پیدا پید چوں خورشید
کہ از نورش بود آفاق روشن
گلے از بوستان تو شگون
کہ از بویش بود اطراف گلشن
اب میں جانتی ہوں کہ وہ نسیم رحمت الہی چلی مبارک ہو میں تم کو خدا کی راہ میں سپرد کر
دیتی ہوں اور اپنی حقوق مادری بخش دیتی ہوں۔

نظم

جاؤ بیٹا کیا سپرد خدا
یہ جدائی تیرے دل پر شاق
صبر کرتی ہوں مثل ام ذبیح
حشر کے دن ملو گے اے بیٹا
پیشانی میں بھی ہوئی صنعیف و مسن
اور حقوق اپنے سارے بخش دیا
زندگی بھر رہے گا داغ فراق
سخت دل کر لیا ہے میں نے صریح
زندگی میں محال ہے ملنا
پھر کہاں یہ نصیب وصل کے دن

ملک عرفاں پہ کامیابی ہو فقر کی راہ طے سستا بی ہو
 لیکن میری ایک نصیحت ملحوظ رکھنا کہ جب دارالسلطنت سمنان سے نکلنا نشان و
 شوکت شاہانہ اور دبدبہ خسروانہ کے ساتھ معہ نشان و تقارہ و سپاہی و مراتب لشکر ہمراہ
 لے کر نکلنا۔ میں اپنے دل میں خیال کرتی رہوں گی کہ میرا فرزند بغرض کشور کشائی کسی دوسرے
 ملک پر چڑھائی کرنے کو جا رہا ہے۔ بموجب فرمان مشفقانہ والدہ ماجدہ بارہ ہزار آدمی ان میں
 دو ہزار فورچی جو لوگ ہمیشہ سیر و شکار اور جنگ میں ہمراہ رہتے تھے، سب کو ساتھ لے کر
 شوکت شاہانہ کے ساتھ تہر سے باہر نکلے۔ حضرت شیخ علاؤالدولہ سمنانی قدس سرہ حضرت
 کے ہمراہ چند منزل پہنچانے آئے۔ بارہ ہزار فورچیان و سپاہیاں جو ہمراہ تھے تین
 منزل تک برابر ساتھ آئے اور جو کچھ نصائح اور ہدایت بزرگانہ متعلق اس سفر کے تھیں زبان
 مبارک پر لائے اور حضرت محبوب یزدانی کو رخصت کیا۔ اس کے بعد حضرت نے ہر شخص کو
 ہر منزل میں رخصت کرنا شروع کیا۔ عبدید نام کا ایک خدمت گار محرم تھا اور شبانہ روز خدمت
 میں حاضر رہتا تھا۔ ہر چند اس کو رخصت کرتے تھے مگر وہ حضرت سے جدا نہیں ہوتا تھا جس
 وقت نہایت مبالغہ اصرار کے ساتھ رخصت کیا، عبدیدے اختیار رونے لگا۔ اس کے رونے
 سے حضرت محبوب یزدانی کو بھی رقت آگئی۔

غزل

چوں از ہم شد جدا و لدا رہ جانی رواں از تن برآمد زندگانی
 کنوں باید بہم خوشنود کردن ہوائے خویشتن بدر کردن
 بعض یاران مخلص ماورا الشہر پہنچانے آئے۔ آخر ان کو بھی رخصت کیا۔ جس وقت
 حضرت دارالسلطنت سمنان سے نکلے تھے یہ اپنی غزل کمالِ ذوق سے پڑھتے جاتے تھے۔

غزل

ترک دنیا گیر تا سلطان شوی محرم اسرار با جاناں شوی
 پایہ تخت و تاج سرور راہ نہ تا سزائے مملکت یزداں شوی
 چہیت دنیا کہنتہ ویرانہ... در رہ آباد ایں ویراں شوی

تاجکے در دام دنیا پائے بند در ہوائے دانہ پراں شوی
 دام فانی بر گسل از پائجاں تا تو واصل باقی از سماں شوی
 برگذر از خواب و خور مردانہ وار تا براہ عشق تو مرداں شوی
 گر نہی پایرسر او رنگ جاہ تارکش چوں اشرف سماں شوی
 حضرت مولانا سید شاہ امام اشرف اثنی عشری جیلانی جاسسی سے منقول ہے کہ جب حضرت
 محبوب یزدانی ترک سلطنت کر کے کمر ہمت راہِ خدا پر محکم باندھ کر چلے۔ حضرت خواجہ حافظ
 شیرازی جو حضرت کے رعایا شہر از سے تھے، حضرت محبوب یزدانی کو دیکھ کر یہ شعر اپنے
 دیوان کا پڑھنے لگے۔

شکر شکن شو نہ ہم طوطیان ہست کیں قند پارسی کہ بہ بنگالہ می رود
 اور حضرت حافظ شیرازی رحمۃ اللہ علیہ آیام سلطنت رانی حضرت محبوب یزدانی کی
 خدمت میں اکثر اوقات حاضر رہا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ آپ خواجہ حافظ شیرازی کے بارے
 میں فرمانے لگے :-

خواجہ حافظ شیرازی یکے از مجذوبان درگاہِ الہی و محبوبان بارگاہِ نامتناہیت یاس
 فقیر نیاز مندی داشت و مدت باہم دیگر صحبت داشتہ۔

جس طرح حضرت محبوب یزدانی کو بطریق اولیہ حضرت خضر علیہ السلام کے روحانی
 پاک سے حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فیض پہنچا، اسی طرح خواجہ حافظ شیرازی
 رحمۃ اللہ علیہ بھی فیضانِ اولیہ سے مالا مال ہوئے۔

جب حضرت بخارا میں تشریف لائے۔ ایک مجذوب سے ملاقات ہوئی، حضرت محبوب
 یزدانی کے سر مبارک کو کپڑا کر اپنے سر سے ملا کر اس قدر ہلایا کہ حضرت کو کسی قدر کیفیت پیدا ہوئی
 جب آپ کے سر کو چھوڑا مجذوب صاحب نے پورب کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ جلد اس
 طرف کو چلے جاؤ۔

جب حضرت سمرقند میں پہنچے وہاں کے شیخ الاسلام کو دیکھا آپ کی وضع اور شاہانہ
 انداز کو دیکھ کر پہچان گئے کہ ضرور کسی ملک کے بادشاہ ہیں۔ حضور کی ضیافت اور دعوت عمدہ

طور سے کی۔ اس دعوت سے حضرت محبوب یزدانی کی طبیعت خوش نہیں ہوئی۔ دل میں کہتے لگے کہ فقیروں کو اس سے کیا کام۔

سمرقند تک دو خواص گھوڑوں پر سوار حضرت کے ہمراہ باقی رد گئے تھے۔ دل میں سوچے کہ یہ گھوڑے زین زریں کے ساتھ سواری میں ہیں۔ یہی باعث رسوائی ہوتے ہیں دونوں گھوڑے، خواصوں کی سواری کے معز زین زریں ایک مسکین کو لٹا دے دی اور اپنا گھوڑا بھی ایک فقیر کو عطا فرمایا۔

تنہوی

مجرور روئے راجبائے رساند کہ از بود او بیچ دروے نماند
کے کو ہوائے رخ یار کرو ہمہ در سہ راہ ایثار کرو
شب کو ایک گاؤں میں جا آئے پیدل چلنے سے ماندہ ہو گئے تھے جہاں آئے وہاں سو گئے
تھے۔ اسی رات کو حضرت محبوب یزدانی کی آنکھ کھلی یہ دونوں خواص سو رہے تھے۔ حضرت کے
دل میں یہ خیال آیا کہ ان دونوں کی صحبت بھی ترک کرنا چاہیے جس میں تخرید کی حاصل ہو۔

قطعہ

کے کو صحبتِ دلدار خواہد ز صحبتِ خویش ہم دل تنگ آید
گریز از صحبتِ خویش اندر سی راہ کہ پا از ہم رہت برسنگ آید
اس کے بعد حالتِ عشق میں قطع راہ کرنے لگے اس طرح سے مروانہ عاشقانہ قدم
اٹھاتے تھے کہ اگر پائے مبارک میں کانٹا گڑ جاتا تو پھول سے زیادہ نرم معلوم ہوتا۔

قطعہ

براہِ عشق اگر در پاخلہ خار نیاید از رہش پر ہمیز کردن
کہ از خارش بے گلہا شگونہ قدم بر خار باید تیسز کردن
وہاں سے سفر کرتے ہوئے خطہ اوچھ میں تشریف لائے جو نواب بجا و پور کی ریاست
میں ہے اور حضرت مخدوم جلال الدین بخاری جہانیاں جہاں گشت قدس سرہ کی ملازمت حاصل
کی۔ حضرت مخدوم صاحب نے فرمایا کہ ایک مدت کے بعد خوشبوئے طالب صادق میرے دماغ

میں پہنچی اور ایک زمانہ کے بعد گلزار سیادت سے نسیم تازہ چلی۔ فرزند نہایت مروانہ راہ خدا میں نکلے ہو مبارک ہو۔ اور جلد پورب ملک بنگال کی طرف جائیے کہ برادر م علاؤ الدین گنج نبات قدس سرہ تمہارے مقدم شریف کے منتظر ہیں۔ خبردار۔ خبردار کہیں راستہ میں زیادہ نہ ٹھہرنا۔

قطعہ

قدم در راہ نہ زہار زہار کہ یاراں را بود دو دیدہ براہ
اقامت در رہ مقصود ہرگز نہ باید کرد تا برسی بدرگاہ
جب حضرت محبوب یزدانی کو رخصت کیا اور مقامات فقر سے حضرت کو بہت کچھ عطا کیا جس کی شرح سلسلہ عطائے نعمت بزرگان میں کی گئی ہے۔ وہاں سے منزل در منزل قطع راہ کر کے دہلی پہنچے۔ اس وقت دہلی میں ایک جوان حسین یوسف صورت صدیق بہت صاحب ولایت تھے۔ انہوں نے کہا کہ :-

”اشرف خوش آمدید۔ خبردار! راستے میں کہیں زیادہ قیام نہ کرنا کہ برادر علاؤ الدین گنج نبات قدس سرہ تمہارے مقدم شریف کے منتظر ہیں!“

فقیر اشرفی جامع رسالہ ہذا عرض کرتا ہے کہ جس پر عنایت ازلی ہوتی ہے اس کے لئے سامان قدرتی پیدا ہوتے ہیں کہ حضرت علیہ السلام ان کی تعلیم کو جاتے ہیں۔ روحانیہ حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فیض اٹھاتے ہیں۔ راہ میں جو کوئی درویش کامل ملتا ہے وہ اپنے فیض سے مالامال کرتا ہے۔ اہل خدمات ارباب سلوک اور مجاذیب اس کو بشارت دیتے ہیں اور شیخ برحق کی طرف رہنمائی کرتے ہیں۔ کاش مجھ غلام بیچ کارہ تاجنار کی طرف ایک نظر توجہ فرمائیں تو نعمت دارین سے غنم ہو جاؤں۔

قطعہ لمؤلفہ

اشرفا از کرمت قدر بہ نام نبود پیش احسان تو پروائے زمانم نبود
از جناب تو کجا اشرفی خستہ رود کہ بجز درگاہ تو جائے امامم نبود
جب حضرت محبوب یزدانی حسب ہدایت صاحب ولایت دہلی سے پورب کو روانہ ہوئے

قصبہ سلاؤ جو بہار شریف کے قریب ہے وہاں پہنچے اور چند سے قیام فرمایا۔ اب تک حضرت کی عبادت کی جگہ وہاں موجود ہے۔ جس وقت آپ سلاؤ سے بہار شریف کی طرف چلے یہاں حضرت مخدوم الملک شیخ شرف الدین احمد یحییٰ میری قدس سترہ کے روح پر واز کرنے کا وقت تھا تو آپ نے اپنے اصحاب سے وصیت کی تھی کہ خبردار کوئی میرے جنازے کی نماز نہ پڑھائے کیوں کہ ایک سید صحیح النسب تارک سلطنت ساتوں قرأت کا حافظ چودہ علوم کا عالم عنقریب یہاں آئے گا وہی میرا نماز جنازہ پڑھائے گا۔

آپ کے اصحاب بموجب وصیت تجھیز و تکفین کر کے حضرت محبوب یزدانی کا انتظار کر رہے تھے۔ جب کچھ تاخیر ہوئی تو حضرت شیخ چولھائی خادم حضرت مخدوم الملک کے شہر سے باہر تلاش کے واسطے نکلے۔ ادھر سے حضرت محبوب یزدانی تشریف لارہے تھے۔ شیخ چولھائی اپنی نور فرست باطی سے پہچان گئے۔ پوچھا آپ سید ہیں؟ حضرت نے عاجزی سے فرمایا کہ ہاں۔

اسی طرح جو نشانیاں حضرت مخدوم الملک نے فرمائی تھیں سب آپ میں پائی گئیں۔ حضرت محبوب یزدانی کو آگے کیا اور خود پیچھے ہوئے۔ جب حضرت محبوب یزدانی خانقاہ عالی میں پہنچ کر حضرت مخدوم الملک کے خلفاء اور اصحاب سے ملے سب نے بالفاق حسب بیت بموجب وصیت امامت نماز جنازہ کا اشارہ کیا۔ اول حضرت نے کچھ عاجزی کی آخر سب نے حضرت محبوب یزدانی کو امامت کے لئے آگے بڑھایا۔

بیت

چو پیتے داشتند از لطف پیشین ز یارانِ دگر ہم پیشین بردند

جب حضرت محبوب یزدانی نماز جنازہ پڑھا چکے اور میت کو لوگوں نے سپرد خاک کیا آپ کی خاطر شریف میں یہ خطرہ پیدا ہوا بہار ولایت بنگال میں شامل ہے۔ شاید میرے مرشد یہی تھے جو انتقال فرما گئے۔

اسی وقت روحانی پاک حضرت مخدوم الملک شیخ شرف الدین ظاہر ہوئی اور فرمایا کہ فرزند ان شرف خاطر جمع رکھو کہ تمہارے پیر بدولت و سعادت مسند ارشاد پر جلوں فرما ہے

ہیں اور طالبانِ راہِ خدا کو فیض پہنچا رہے ہیں۔ ابھی زندہ اور سلامت ہیں۔

ابیات

نشترہ بر سر اورنگ اقبال جہاں گیر و بہ تیغ و جہد احوال
 ز روئے تربیت اں ضیغم غاب گرفتہ بر سر استلیم اصحاب
 یہ بہت پائے سرور راہ اور کہ دار و بہر تو صد چشم برور

خاطر شریف حضرت محبوب یزدانی کو تسکین حاصل ہوئی۔ تھوڑی دیر کے بعد دستِ مبارک حضرت شیخ شرف الدین قدس سرہ کا قبضہ باہر نکلا۔ حضرت کے اصحاب کو حیرت ہوئی اور آپ کے ہاتھ نکلنے کا سبب کسی کے سمجھ میں نہیں آیا۔ ایک دوسرے سے پوچھتے، کوئی ہاتھ نکلنے کا باعث بیان نہ کر سکا۔ جب حضرت محبوب یزدانی کی خدمت میں سب نے عرض کیا کہ ہم میں سے کوئی شخص اس راز کو نہ سمجھا۔ شاید حضور پر یہ راز کھلا ہو۔

حضرت محبوب یزدانی نے فرمایا کہ حضرت شیخ نے ایک تاج مردانِ غیب سے پایا تھا۔ اور وصیت فرمائی تھی کہ اس کو میرے ہمراہ قبر میں رکھ دینا۔ غالباً تم لوگ اس تاج کو قبر میں رکھنا بھول گئے۔ اب طلب فرما رہے ہیں۔ سب نے بالاتفاق کہا کہ بے شک یہی بات ہے۔ کسی صاحب نے وہ تاج لا کر آپ کے ہاتھ میں دیا پاتے ہی آپ نے ہاتھ کھینچ لیا۔

بیت

چوں تاج سلطنت بر سر کشیدہ تبرک خویش جامے بر پیشیدہ

رات کو حضرت محبوب یزدانی حضرت مخدوم الملک کے مزار پر رہے پھر روحانیہ پاک حضرت مخدوم الملک طاہر ہوئی۔ اپنے مکتوبات شریفیت کے پڑھنے کی اجازت دی اور کمال توجہ سے اپنا خرقہ بھی حضرت محبوب یزدانی کو عطا کیا۔ جب صبح ہوئی تو حضرت محبوب یزدانی نے خرقہ شیخ طلب کیا۔ حضرت شیخ کے اصحاب خرقہ دینے سے انکار کرتے تھے۔ آپ نے فرمایا :-

اس میں مبالغہ اور اصرار کی ضرورت نہیں چاہیے کہ شیخ کا خرفہ ان کے مزار پاک پر رکھ دو جس کے نصیب میں ہوگا اس کے ہاتھ آئے گا۔

بیت

کے کورا بوداں تاج بر سر نصیب او بود این خرقہ در بر
تمام اصحاب نے اس کو قبول کیا اور حضرت شیخ کے مزار پر خرفہ لاکر رکھ دیا۔۔۔
باری باری سے تمام اصحاب نے اٹھانا چاہا مگر کسی سے نہ اٹھ سکا۔ جب سب نے ہاتھ کھینچ لیا تو حضرت محبوب یزدانی نے دست مبارک دراز کیا۔ اور خرفہ مبارک پھول کی طرح اٹھا لیا اور پہن کر وہاں سے روانہ ہوئے۔ آپ پر عجیب حالت پر جوش پیدا ہوئی اور تھوڑی دیر بیٹھ گئے اور یہ شعر زبان مبارک پر لائے اور رو بہ راہ ہوئے۔

بیت

مرا بر سر بود از لطفِ افسر بر آمد راست مارا خرقہ در بر
عام روایت جو قریب القیاس ہے فی زمانہ مشہور ہے وہ یہ ہے کہ جس وقت خرقہ حضرت مخدوم الملک کا حضرت محبوب یزدانی نے زیب تن کیا تو قوالوں نے آپ کے سامنے شاہدیانہ گانا شروع کیا تو حضرت محبوب یزدانی نے عالم وجد میں وہ خرفہ قوالوں کو اتار کر دے دیا۔ ان سے خرید کر صاحب سجادہ بہار شریف نے لے لیا چنانچہ اب تک وہ خرفہ حضرت مخدوم الملک کے خاندان میں بقیضہ سجادہ نشین بہار شریف موجود ہے جس کو حضرت شاہ محمد حیات سجادہ نشین زیب تن فرماتے ہیں۔
اس بات پر لوگوں نے حضرت مخدوم سید اشرف جہانگیر سمٹانی پر اعتراض کیا کہ ایسے شیخ مخدوم الملک کا خرفہ آپ نے قوال کو عنایت کیا۔
حضرت محبوب یزدانی نے فرمایا کہ لباس رابطہ نعمت ہے درویش سے نہ عین نعمت؛ اس خرقہ کی برکت اور نعمت میں نے لے لیا۔ اب محض خرقہ رہ گیا ہے۔ اور فرمایا لباس رابطہ نعمت است از درویش ز عین نعمت اور ابرو بہر کو چوں باغبان کہ گل از بہر بوئے مہارند چہ بوسند گلند گل بہر کوئے۔

پھر حضرت محبوب یزدانی نے فرمایا کہ یہ شان ہر خروتہ پوش کی نہیں۔ مجھ سے
 لینے والا اور حضرت مخدوم الملک ساوینے والا چاہیے۔ اور مریدان و خلفاء کو لازم
 ہے کہ پیرانِ طریقت کے آثار اور خروتہ کی ہمیشہ تعظیم اور عظمت کریں۔

پوتھا صحیفہ

حضرت محبوب یزدانی کا سفر کرتے ہوئے مقام جنت آباد پنڈوا شریف میں پہنچنے اور آپ کے مرشد حضرت مخدوم شیخ علاء الحق والدین گنج نبات کا مع خلفاء روم یرقان آپ کے استقبال کے واسطے ایک کوس ٹھہرے باہر آنے اور حضرت محبوب یزدانی کو اپنی پاکی پر سوار کر کے لے جانے اور حصول ثنرف بیعت کے بیان میں

قال الاشراف السفر سفرات الظاهر والباطن سفر الظاهر طی الارض
بمشى الاقدام وسفر الباطن سیر القلب بارشاد الامام۔
ابھی ثنرف ملازمت حضرت مخدومی مرشدی سے ثنرف نہیں ہوئے تھے کہ آپ کے
مرشد نے اپنی مجلس میں یاروں سے فرمایا کہ وہ شخص جس کا انتظار دو برس سے کر رہا تھا اور جس
کے دیدار کی تمنا دل میں رکھتا تھا آج کل میں وہ میرا پیارا اگر مجھ سے ملے گا۔

اشعار

بشارت می دہند از عالم غیب مرا ہر دم بگوش سر ز الہام
کہ اں موعود دولت بر در تو بسر امروز فردا می نہند گام
امانت می سپارند بر تو ز ہنار بر آور کام او از دل ہر انجام
کئی بار حضرت مرشد نے زبان مبارک سے فرمایا کہ حضرت ابوالعباس خضر علیہ السلام
نے ستر بار حضرت مخدومی کی خدمت میں بشارت نزوک مقدم پہنچائی تھی۔ اشتیاق دیدار
حضرت محبوب یزدانی حضرت مخدوم کو اس قدر ہو رہا تھا کہ شرح اس کی بیان سے باہر ہے۔

قطعہ

کے را کو بود اقبال یاور بود معشوق چوں عاشق طلبگار

بلے معشوق تاعاشق نہ باشد سر ناید ز عاشق بیچ و رکاب
منقول ہے کہ حضرت مخدومی بعد نماز چاشت آرام فرما رہے تھے کہ کیا رنگی خواب سے چونک
پڑے، بے تابانہ خانقاہ سے باہر نکل آئے اور فرمانے لگے کہ یار کی خوشبو آ رہی ہے اور قریب
آپہونچا۔

زبوسے یار خوش حالم چو یعقوب مگر آں یوسف ثانی رسیدہ
بشوق دیدن اں نور دیدہ چو اشک از مردے بیرون دیدہ
اپنی سواری کی پالکی اور اپنے مرشد حضرت شیخ انخی سراج الحق والدین کی پالکی جو
آپ کو ملی تھی۔ جس کو زبان بنگالہ میں سنگھاسن کہتے ہیں، ہمراہ لے کر شہر کے باہر آئے۔
آپ اپنے مرشد کی پالکی پر سوار تھے اور اپنی پالکی تالی لے گئے تھے۔ جس وقت حضرت مخدومی
محبوب یزدانی کے استقبال کو نکلے، آپ کے اصحاب اور خلفاء کے علاوہ شہر کے تمام چھوٹے
بڑے آدمی پیادہ اور سوار سب ہمراہ چلے۔ ایک کوس شہر سے باہر نکلے تھے۔ شہر میں
شہرہ ہو رہا تھا۔ سب لوگ کہتے تھے کہ حضرت صاحب مقام کسی عزیز عالی شان کے استقبال
کے لئے جا رہے ہیں اس وجہ سے اس قدر ہجوم ہو رہا تھا کہ آدمیوں کے کس کسٹن سے راہ
چلنا دشوار تھا۔

مگر یوسف رسید از مصر سمناس کہ مرد و زن بہم از ہم بر آمد
چرا در ہم نہ افتد شور و غوغا کہ آں اقبال غیبی بر در آمد
جب چار کوس شہر سے باہر نکل گئے حضرت مخدومی مع اصحاب اور تمام مجمع کے ایک
سینجھل کے درخت کے نیچے اترے۔ یہ وہ مقام ہے جو شہر مالده کے کنارے پر واقع ہے
اور اب تک زیارت گاہِ خلایق ہے۔ وہاں سے کچھ مسافروں کی جماعت نظر آئی۔ حضرت
مخدومی نے اپنے خادم کو دوڑایا کہ جسلدی سے خبر لاؤ کون لوگ آ رہے ہیں۔ خادم
دوڑتا ہوا گیا جلدی استفسار کر کے حضرت مخدومی کی خدمت میں آکر عرض کیا کہ اشراف
ہامی سمنانی نورانی شکل والے آ رہے ہیں۔

یہ سن کر حضرت مخدومی بے حد خوش ہوئے اور چند قدم پیشوائی کو آگے بڑھے دونوں

جانب سے جذبہ محبت نے اپنا اثر دکھایا۔ حضرت محبوب یزدانی دوڑ کر آئے اور حضرت شیخ کے قدم پر سر رکھ دیا۔

حضرت مخدومی نے سراٹھایا اور پیار سے اپنے سینے سے لگایا۔ تھوڑی دیر سینے سے لپٹائے رہے پھر حضرت محبوب یزدانی کا ہاتھ لپٹے ہوئے درخت کے نیچے جہاں اترے تھے لائے۔ حضرت مخدومی کے تمام خلقا نے مصافحہ اور معانقہ کیا۔ اس کے بعد حضرت مخدومی کے سامنے موڈب دوڑا تو ہو بیٹھے۔ اور یہ شعر فرمایا :-

شعر

چو خوش باشد کہ بعد از انتظارے یہ امیدے رسد امیدوارے
حضرت مخدومی نے فرمایا کہ اے فرزند اشرف فراق ظاہری کافی نہ تھا کہ فراق باطنی بھی
برداشت کیا جاوے۔

محبوب یزدانی نے سر جھکا کر عرض کیا کہ :-

قطعہ

فراق از خوشتن نہ بود اراوت چوں رفت از دست می باید کشیدن
زیادت از سکندر بود مارا ہوائے آب حیوانی چشیدن
چوں ذرہ در ہوائے رئے خورشید بسرگردیم از بہر رسیدن
توانی زندہ کردن مردہ را کہ جاں در جسم بے جاں بردمیدن
تن بے جاں بہ عیسی دم رسیدہ بہ عیسی دم بدم تا دم رسیدن
حضرت مخدومی نے فرمایا کہ اے فرزند جس دن سے تم تارک السلطنت ہو کر گھر سے نکلے ہو
بر منزل میں تمہارا نگران تھا۔ اور مواصلت طاقات ظاہری کی تمت رکھتا تھا۔ الحمد للہ کہ
جدائی مواصلت سے بدل گئی۔

مثنوی

ازاں روزے کہ پابہ رہ نہادن درے از وصل تو بر من کشادن
بہر منزل کہ کردی سیر چو ماہ زہر تو بن کردند آگاہ
کنوں از انجذاب در میسائتم حجاب بود را از ہم ورا نم

فراق ہم دیگر تارفت برست یہ یزوم عیش باہم وصل بہ نشست
 زفقداں رفتہ وقت و جوشش زغیبت رفت ہنگامے شہ دوست

حضرت مخدومی نے فرمایا فرزند اشرف تم میری پالکی پر سوار ہو۔

حضرت نے عاجزی سے عرض کیا کہ بندہ بھی سوار ہو اور آقا کی سوار یہ زیبا نہیں۔

ابیات

چہ حد بندہ تو بردہ باشد کہ با صاحب قدم آوردہ باشد

نہ زبید بندہ را از راہ ایشان کہ گرد جز رضا خواجہ در کار

نشان بندہ آزاد است کہ سرور ز پائے خواجگانست

آخر بعد مبالغہ امر اسرار حسب ارشاد حضرت مخدومی کے پالکی پر سوار ہوئے۔ حضرت

مخدومی بھی اپنے مرشد کی پالکی پر سوار ہو کر چلے۔ جب خانقاہ عالم پناہ کے دروازے

پر پہنچے بے احتیاطی سے اتر پڑے۔ اور حضرت مخدومی کی چوکھٹ پر سر رکھ کر

یہ غزل پڑھی جس کو بحسب تصنیف کیا تھا۔

غزل

ما بر جناب دولت خود سر نہادہ ایم رخت وجود بر سر ایں در کشادہ ایم

نظلمات راہ گرچہ بریدیم عاقبت نشہ بر آب چشمہ جیواں فتادہ ایم

بر شاہراہ فقر نہادیم رخ ولے بر عرصہ حریم چوں فرزین کہ پیادہ ایم

اے بر حریم شش جناب تو ما ز سر پا بر نہادہ ایم چہ بر نہادہ ایم

سر بر حریم حضرت عالی نہادہ او بر روئے تو کشادہ بردار ایستادہ ایم

دارم امید مقصد عالی ز در گہبت چو درویار غربت ازین ہم زیادہ ایم

اشرف بس وجود خود آورد بس سر ز از دولت حکیم بہ اکیر وادہ ایم

حضرت مرشدی کے استمان پر سر رکھے ہوئے یہ اشعار آپ پڑھ رہے تھے۔ اور

حضرت مخدومی بکمال توجہ سن رہے تھے۔ اس کے بعد حضرت مخدومی نے اپنے استمان سے

حضرت محبوب یزدانی کا سر اٹھا کر اپنے آغوش میں لے لیا اور سینہ سے لگایا۔ دو جہاں

کے مقاصد سے مالا مال کر کے دریائے ناپیدا کنار کر دیا۔

بیک نفس کہ نگارم مرا کنار گرفت ولم زہر و چہاں رستہ و کنار گرفت
زیاد ذوق تو خاکِ مرا کہ نار گرفت ز آب وصل نگارم زد و کنار گرفت

اس کے بعد حضرت محبوب یزدانی کو خانقاہ کے اندر لے گئے اور اپنے پاس پہلو پہلو بٹھایا۔ عبداللہ خادم سے ارشاد فرمایا کہ دسترخوان لاؤ۔ اور پانی پلانے والے حاضر ہوں۔ حضرت مخدومی نے خود ہاتھ دھلائے اور فرمایا کہ :-

فرزند! مقاصدِ کونین سے ہاتھ دھوؤ جس سے خوانِ وصل ہاتھ آئے۔
حضرت محبوب یزدانی نے بحال انکار عرض کیا کہ میں پہلے اپنے ہی سے ہاتھ دھو چکا ہوں۔ اس کے بعد فرشِ وصال پر بیٹھا ہوں۔

ابیات

تا نہ شوید دست کے از روزگار کے نشیند بر سر خوان نگار
دست خود را شستہ ام از خوشین تا شوم بر خوانِ وصل از خوشین
حضرت مخدومی کے اصحاب جو حاضر تھے سب ہاتھ دھوئے اور قسم قسم کے کھانے چنے گئے اول چار لقمہ اپنے دست مبارک سے حضرت محبوب یزدانی کو کھلائے۔ آپ نے بے تعظیم تمام نوش کئے۔ حاضرین کو حیرت ہوئی کہ اپنے اور بیگانے میں سے کسی کو ایسا سرفراز نہیں فرمایا۔

بیت

لطفِ جاناں گر بود از حد بروں در حریمِ وصلِ خود دار و دروں
حاضرین مجلس تو کھانا کھا رہے تھے مگر حضرت محبوب یزدانی مرشد کے روئے انور کا نظارہ کر رہے تھے۔

قطعہ

تشنہ گر بر چشمہٴ جیواں رسد در کشد در دم نہ دم اندر کشد
تفتہ دیدار ہر دم تشنہ ایت گرچہ آبے ہفت دریا بر کشد
تھوڑا کھانا مل کر کھایا۔ آخر وہ چاول جس کو بنگالی زبان میں پن بھتہ کہتے ہیں حضرت محبوب یزدانی کے سامنے لائے اور فرمایا کہ :-

فرزند! تھوڑے یہ ٹھنڈے چاول بھی کھاؤ۔ تشنگانِ وادی طلب کو اس سے تسکین ہوتی ہے

قطع

شربتِ از دست زگار سیم بر تشنگانِ رامی وہدیرِ دل یقیں
 تشہ آب وصال یار را آبرویت می وہدیرِ دل یقیں
 سب لوگ کھانا کھا چکے تو پان ائے اور سب کو تقسیم کئے گئے۔ جو گلوریاں حضرت
 مخدومی اپنے ہاتھ میں لئے ہوئے تھے۔ کمال رنگِ دل سپاری سے حضرت محبوب یزدانی
 کو کھلانے لگے۔ چار گلوریاں علی الاطلاق اپنے ہاتھ سے کھلائیں۔ جب مرشد کی اس قدر
 عنایت تھی کیوں کر نہ شوق سے پان کھاتے۔

برگ وصل از دست رنگیں یار خورد جان سپاری کردہ از دلدار خورد
 چوں نہ بیند یار در بر با چو گل ہر کہ در پا خار ہا بسیار خورد
 پان کھانے کے بعد حضرت مخدومی نے مرید ہونے کا حکم دیا۔ خدام درگاہ نے بہ قاعدہ
 مشائخ مقرض و کلاہ لاکر حاضر کیا۔ حضرت مخدومی نے اپنے سر کا تاج اتار کر اپنے ہاتھ سے حضرت
 محبوب یزدانی کے سر پر رکھا۔ آپ نے فی البدیہہ یہ قطع پڑھا۔

قطع

نہادہ تاج دولت بر سر من علاء الحق والدین گنج نبات
 زہے پیرے کہ ترک از سلطنت داد بر آوردہ مرا از چاہ آفتاب
 جب بیعت و ارادت کی شرطیں پوری ہو چکیں، اصحاب حاضرین نے مبارکباد دیں
 حضرت مولانا علی نے جو حضرت مخدومی کے ایک فاضل خلیفہ نہاص تھے۔ فی البدیہہ یہ قطع
 پڑھا۔

قطع

مریدے عشق را از پیر ارشاد جہاں آمد مبارک باد کردہ
 در آوردہ بسر قیاد ارادت ز بند روزگار آزاد کردہ
 اس کے بعد حجرہ کے اندر لے گئے اور ایک پہر کامل تنہائی میں تمام اسرار و انوار
 سے مالا مال کر دیا۔

قطعہ

درونِ خسوتِ اسرارِ پروردگار
کشاہدہ دربروئے صادقِ خویش
زادِ تاباخر ہرچہ باید
نمائے کردہ اندر واثقِ خویش
حضرت مخدومی حجرہ سے باہر نکل آئے اور آپ کو اندر ہی چھوڑا۔ ایک پہر کے بعد
حجرہ کے اندر تشریف لے گئے۔ حضرت محبوب یزدانی کو عجیب و غریب حالت میں پایا۔

قطعہ

مئے از خمِ وحدت را بہ یک بار
کشیدہ در زماں از دست ساقی
بیاز از خود حساب خویش برداشت
شدہ واصل منانہ بیچ باقی
دست مبارک حضرت محبوب یزدانی کا پکڑے ہوئے حجرے سے باہر لائے۔ آپ کا
چہرہ نورانی آفتاب کی طرح چمک رہا تھا۔

قطعہ

درخشاں بر رخِ نورِ ولایت
برآمد از دروں چوں آفتابے
برو بر روشنی لمعاتِ اسرار
چو مہر تہمت آید از سماے
حضرت مخدومی نے حضرت محبوب یزدانی کو اپنے بغل بٹھا کر خود خالقہا کے اندر گئے
اور کچھ تبرکاتِ مشائخ بواز قسم خرتہ وغیرہ تھے اپنے دست مبارک میں لئے ہوئے باہر
تشریف لائے اور تمام اصحابِ خورد و بزرگ کو جمع کر کے فرمایا کہ:
ہمارے اصحاب جانو اور آگاہ ہو کہ یہ امانت تبرکاتِ مشائخ ساہما سال سے رکھے ہوئے
تھے۔ اب اس کا مستحق پہونچا اس کے سپرد کرتا ہوں۔

اصحاب نے عرض کیا کہ حضور اس راز کو زیادہ جانتے ہیں۔ جو مناسب ہو کریں۔

قطعہ

چہ می پرسی تو زیں اسرار مارا
کہ نتواند دریں معنی نجیبِ دن
یہ بازار جہاں گوہر شناسی
زنگ اندازی و گوہر گنبدین
حضرت سلطان المشائخ محبوب الہی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا جو خستہ حضرت اجی راج الحق

والدین سے حضرت مخدومی کو ملا تھا حضرت محبوب یزدانی کو عطا کیا اور اس کے علاوہ اور جس قدر تبرکاتِ مشائخ آپ کے پاس تھے سب عطا کئے۔ حضرت محبوب یزدانی نے ان تبرکات سے آپ کے اصحاب کو عطا کرنا شروع کیا۔ اس معاملہ میں بعض لوگ گفتگو کرنے لگے۔ حضرت محبوب یزدانی نے سب کو جواب باصواب دیا۔

قطع

لباس رابطہ نعمت است از درویش نہ عین نعمت کو را بر نہ ہر سوئے
چوں باغباں کہ گل از باغ بہر پوے ہد جو رفت پوئے فگندن گل بہر کوئے
لیکن یہ نشان ہر خرقہ پوش کی نہیں ہے۔ حضرت مخدومی سادینے والا اور مجھ سالینے والا ہونا چاہیے۔

قطع

ایں گل آن گل نیست کو را ہر کے یونیش آن باغبانی دیگر است
زیں گلستاں نیست ہر کس گلستاں کیں گلستاں را نشانی دیگر است
جب تبرکاتِ مشائخ عطا ہو چکے حضرت محبوب یزدانی بارگاہِ عالی میں رہنے لگے۔ بارہ برس تک شرفِ ملازمت مختلف مرتبہ میں حاصل کیا۔ پہلی بار خدمتِ عالی میں جب مستقل طور پر مقیم ہو گئے عرض کرتے تھے کہ حضور میرے متعلق خانقاہ کی کوئی خدمت کیجئے۔

حضرت مخدومی فرماتے کہ اے فرزندِ اشرف تمہارے تعلق کون خدمت کروں کہ اس خدمت کو حضرت ابوالعباس خضر علیہ السلام کریں گے اور تم کو رتہ کرنے دیں گے۔ اس وقت جب کہ میں نے تم کو لباس خضر عطا کیا اسی روز تمہاری نسبت عطارِ نعمت کے لئے حضرت خضر علیہ السلام نے حد سے زیادہ مبالغہ کیا تھا کہ کیا کہوں۔

قطع

ترا از چشمہ آن باغ علوی نثارِ فیض می آید بہر دم
ولے کز دم بدم مجرائے فیضش ز جان ما بود سیرانش بروم
جب چار سال کامل خدمتِ شیخ میں بسر کئے۔ حضرت مخدومی کو خیال ہوا کہ ان کو کیا لقب دینا چاہیے۔ کیوں کہ۔ الْأَلْقَابُ تَنْزِلُ مِنَ السَّمَاءِ۔ جو کچھ غیب سے نازل ہو

وہی لقب دوں۔

ایک رات حضرت مخدومی وظائف و اوراد شب برأت میں مشغول تھے خلوت خانہ میں جا کر سبز حجب مراقبہ ہو کر دینک خاموش رہے۔ یہاں تک کہ صبح صادق ہو گئی۔ یکبارگی خلوت کی در و دیوار سے آواز آئی ”جہانگیر جہانگیر“ حضرت کی خاطر مبارک میں پہلے سے آپ کے لقب کا خیال تھا۔ اس آواز غیبی کے سننے سے فرمایا الحمد للہ کہ فرزند اشرف کو خطاب جہانگیر علا۔ حضرت محبوب یزدانی دوسری خلوت میں مشغول ذکر و فکر تھے۔ جب فجر کی نماز کے لئے برآمد ہوئے اور نماز باجماعت ادا کی حسب قاعدہ معمول جب حضرت مخدومی کے دست مبارک پر مصافحہ کرنے گئے۔ اور سب لوگ باہم مصافحہ کرنے لگے۔ جو کوئی حضرت محبوب یزدانی کے ہاتھ پر مصافحہ کرتا یہی کہتا خطاب جہانگیری مبارک ہو۔ حضرت محبوب یزدانی نے یہ اشعار فی البدیہہ فرمائے۔

قطعہ

مرا حضرت از پر جہاں بخش خطاب آمد کہ اے اشرف جہانگیر
کنوں گیرم جہنم معنوی را کہ فرمان آمد از شاہم جہانگیر
تائیسویں شب ماہ رمضان المبارک یعنی شب قدر کو حضرت محبوب یزدانی حضرت مخدومی
کی خدمت میں بیٹھے تھے اور سخنان اسرار معرفت سن رہے تھے کہ حضرت مخدومی نے بہ نسبت
حضرت محبوب یزدانی کے فرمایا کہ فرزند اشرف! بستان استقداؤ کو میں نے تمہارے لئے
خشک کر دیا اور جو کچھ ابتداء سے انتہا تک اسرار معرفت تھے وہ سب تم کو دیئے۔

قطعہ

ہر آن گوہر کہ از کان عسیریاں رسیدہ بر تو آن ایثار کردم
کہ ہر چہ از ابر مدار رسیدہ شدہ فیضے بہ تو اولار کردم
یہ نعمت عظمیٰ اور دولت کبریٰ ایمان والوں کو نصیب ہو! آمین یا رب العالمین
ملی نعمت جو مجھ کو ہر ولی سے دیا تم کو وہ سب شوق دلی سے
ہوئے اب واقف سرہنسانی ہوئے اب محرم اسرار جانی

پانچواں صحیفہ

حضرت محبوب یزدانی کا خدمت مرشد سے رخصت ہونے اور مختلف مقامات کی سیر کرتے ہوئے شہر جونپور میں پہنچنے اور سلطان ابراہیم شرقی بادشاہ جونپور کی ملاقات کرنے اور شہزادوں کو مرید کرنے اور قاضی شہاب الدین ملک العلماء کو خرقہ رخلافت عطا کرنے اور سمت استانہ رُوح آباد پہنچنے اور کمال جوگی سے مقابلہ کرنے اور جوگی جی کے مسلمان ہونے اور ان کی بیعت ہونے اور ذکر تعمیر عمارت حجرہ وحدت آباد شریف وغیرہ کے بیان میں۔

قال الاشراف المقام هو المرام علی سبب التتمیکت بوجه الدوام
فرمایا اشرف جہانگیر سمانی قدس سرہ نے مقام قصد کرنا ہے تخت تمکین پر بطور ہمیشگی کے
حضرت محبوب یزدانی کو خدمت مرشد میں جب چار سال گزرے اور آپ کی ولایت و
کمالات کا ثبوت ہونے لگا حضرت مخدومی نے فرمایا کہ :-

اے فرزند اشرف، مثل مشہور ہے کہ دو شیر ایک بن میں نہیں رہتے اور دو تلواریں ایک
نیام میں نہیں ٹھہرتیں۔ اس لئے مناسب یہ ہے کہ تمہارے واسطے کوئی ایسا مقام قیام کی فکر کروں
جہاں تم مسند ارشاد پر جلوس فرما کر اپنا فیض جاری کرو اور وہاں کے لوگ تم سے استفادہ حاصل
کریں اور بندگان خدا کو تمہاری ہدایت سے نور ایمان نصیب ہو۔ اور گم گشتگانِ باویہ ضلالت
کو تمہاری شمع ہدایت سے رہنمائی حاصل ہو۔

قطعہ

بدریا آب شیریں بہراں است کہ ازوئے تشنگان سیراب گردند

نہ چوں گوہر کہ در معدن نہفتہ بجان در کندن نایاب گردند

حضرت محبوب یزدانی نے عرض کیا کہ اپنے دارالسلطنت کو ترک کر کے محنت غربت سفر

اختیار کی اور اپنے عزیز و اقارب، دوست و احباب خدادان سے بے تعلق ہو کر اس
 غرض سے حاضر ہوا تھا کہ خدمتِ درگاہ عالم پناہ میں حاضر ہو کر زیارتِ جمال باکمال حضور سے
 ثباتِ روز مشرف ہو کر وہ نہ کہ دولتِ ملازمت سے محروم ہو کر داعِ جسدانی دل پر اٹھاؤں
 یہ قطعہ زبان مبارک سے فی البدیہہ فرمایا۔

کے کرد دولت توفیق بزرگاں
 کشیدہ پائے از اورنگ شاہی
 شرابِ فرقتِ یاراں کشیدہ
 تہادہ پائے در صحرائے غربت
 منم چوں سایہ تو، بچو شخصے
 نہ گرد و ظل من از شخص ممت از
 بدرگاہ تو اشرف گر بود خاک
 بر از ہمیشیدی و کبختروانی

قطعہ
 بریدہ از دیارِ کامرانی
 دریدہ پرودہ وصلِ یارِ جانی
 شکستہ جامِ عیشِ زندگانی
 کشیدہ دست از قاصی و دانی
 چرا این سایہ را از شخص رانی
 گرش از تیغِ صمد پارم برانی
 بہ از ہمیشیدی و کبختروانی

جب حضرت مخدومی نے یہ باتیں سنیں تو فرمایا کہ :-

اے فرزند تم ہم سے جدا نہ ہو لیکن اس میں کچھ ارادہ الہی شامل ہے۔

غرض کہ دو سال اور اس مبالغہ میں گذرا۔ حضرت مخدومی نے فرمایا کہ یہاں سے تم کو
 رخصت کرنے میں کچھ حکمت ہے جس سے تم آگاہ نہیں۔ اب تم کو چاہیے کہ اس پر راضی ہو جاؤ

قطعہ

ارادت چوں بریں رفت است اے یار
 وصالِ یار گر چہ خوشتر آمد
 کہ طفلان را زیاد از عہد خوردن
 ز شیر مادران ز ہریت دادن

حضرت محبوب یزدانی نے جب دیکھا کہ اب یہاں تک نوبت پہنچی ہے شیخ کے
 فرمانے سے انکار کرنا مناسب نہیں۔ تا چار طوعاً و کرہاً تسلیم در ارادت پر جھکایا اور
 عرض کیا کہ جو حضور کی مرضی ہو میں تعمیل ارشاد کے لئے حاضر ہوں۔
 قطعہ
 مبارک بتدہ آزادگی بہ نسبت
 کہ ادہم دم زند با خواجہ خویش

مرید آنت کہ بر امر ارادت نہد از جاں سر تسلیم در پیش
 آخر حضرت مخدومی نے یہ تجویز کیا کہ ولایت نواحی (جو نیپور) میں بھیجیں کہ وہاں کے
 لوگ آپ کے نور ولایت سے بہرہ مند ہوں۔ قطعہ
 اگرچہ مشک ختنی را خطا نیست لیکن در ختن قدرش نباشد
 اگر آفت بجائے و یگراں مشک جہاں بر بوائے او بر ہم زمانند
 یہ بات قرار پائی کہ بعد القضاے ماہ رمضان شریف عید کی نماز پڑھ کر حضرت
 محبوب یزدانی کو رخصت کریں۔ بعد رمضان شریف جب عید کا دن آیا حضرت مخدومی سامان
 سفر میں متوجہ ہوئے۔ ماہی و مراتب علم و تقارہ ہمراہ رہنے کے لئے منگایا گیا۔ جس شان سے
 حضرت مخدومی سفر کرتے تھے وہ سب سامان کیا گیا۔ خلوت خانہ سے حضرت مخدومی نے عمدہ
 لباسِ فاخرہ لاکر حضرت محبوب یزدانی کو پہنایا۔ اس رخصت کے وقت شہر کے ادنیٰ اور اعلیٰ
 لوگ سب حاضر تھے۔ کوئی شخص ایسا نہ تھا جو حضرت کو رخصت کرنے نہ آیا ہو۔ سب لوگ آپ
 کی مفارقت کے صدمے میں کلماتِ حسرت زبان پر لاتے تھے۔ حاضرین کی بے قراری اور
 گریہ وزاری سے قیامت برپا ہو رہی تھی۔

غزلِ لجامِ بچہ

کئے سب نے شور و فغاں کیسے کیسے
 تڑپنے لگے نیم جاں کیسے کیسے
 جدائی کے مضمون بھرے شعرِ پیغم
 ستاتے تھے اہل زباں کیسے کیسے
 لگائے ہوئے ٹکلی کس شوق سے
 بلکتے تھے پیسیر جواں کیسے کیسے
 شبِ روزِ فرقت سے اس شعلہ رو کی
 بگھلتے رہے شمع ساں کیسے کیسے
 شکایت کریں اشرفی کیا فلک کی
 حزیں کر دئے شاد ماں کیسے کیسے

حضرت مخدومی مع تمام اصحاب و احباب رومائے شہر کے باہر ایک کوس تک پہنچانے
 چلے آئے۔ جب حضرت محبوب یزدانی کو رخصت کرنے لگے تو آپ نے عرض کیا کہ:
 بندہ کو نواحی جو نیپور میں جانے کا حکم ہوتا ہے اور مجھ پر یہ بات منکشف ہوتی ہے
 کہ وہاں ایک شیر رہتا ہے۔

دراں بیٹہ کہ ماراں حکم صیدا است ایس داغم کہ شیرے ہست بیدار
 ونے ماراچوں شیر شرزہ ہست چہ پاک از شیر با شدے جہاندار
 حضرت مخدومی نے یہ سن کر سر کو جیب و گریب بن غیب میں ڈالا اور ایک پہر تک
 خاموش رہے۔ اس کے بعد اس میدان غیب سے عالم شعور میں آئے اور خوش ہو کر یہ زبان بر
 لائے کہ فرزند اس شیر کا غم مت کھاؤ۔ وہاں تم کو ایک شیر بچہ ہاتھ آئے گا۔ اس شیر کے مقابلے
 میں وہی شیر بچہ کافی ہوگا۔

جب حضور، حضرت مخدومی سے رخصت ہو کر چلے۔ قطع مسافت کرتے ہوئے مقام
 ارول میں ٹھہرے۔

حضرت شیخ بسمن ارولی حضور کی زیارت کو حاضر ہوئے۔ دل میں یہ خیال کیا یہ حشم و
 خدم شاہانہ، نیمہ و خمر گاہ امیرانہ حضرت کے ہمراہ ہے درویشوں کو اس سے کیا کام۔
 حضور کے قلب انور پر ان کا خطرہ ظاہر ہو گیا۔ فرمایا کہ: اے برادر میخ طویلہ در گل زدام
 نہ درول۔ مطلب یہ کہ اے بھائی یہ حشم و خدم امیرانہ جو تم دیکھتے ہو میرے قلب میں اس کی
 جگہ نہیں ہے۔ اور خواجہ ابوسعید ابوالخیر اور خواجہ ابواسحاق گادرونی کے سامان حشم و خدم
 کا بیان فرمایا کہ جن کے باور چپ خانے سے بہتر اونٹ لہسن پیاز اور ترکاریوں کے چھلکے روزلاو
 کر پھینکے جاتے تھے۔

حضرت محبوب یزدانی قطع منازل کرتے ہوئے حشم و خدم سامان شاہانہ و امیرانہ اور
 دیدہ و ملوکانہ کے ساتھ خطہ ظفر آباد متصل جو نپور میں قیام پذیر ہوئے۔ خدام عالی نے عرض کیا کہ
 کس مقام پر انبیا سفر آنا چاہئے۔

آپ نے فرمایا کہ فقیر کی عادت مسجد میں ٹھہرنے کی ہے۔ ظفر خاں کی مسجد میں سامان رکھو
 اور بیرون مسجد ہمراہیوں کے خیمے کھڑے ہوں۔

وہاں حضور سے عجائب اور غرائب کرامات کا جب ظہور ہوا تو محبوب یزدانی اور حاجی چراغ
 ہند ظفر آبادی کے درمیان کچھ تافض اور مخالفت ہوا جس کا ذکر صحیفہ اکٹھ میں آئے گا مگر بہت جلد
 صفائی ہو گئی اور جانبین میں رابطہ اخلاق پیدا ہوا اور حاجی صاحب کے گھر حضرت مدعو

ہوئے۔ طعام دعوت نوش فرمایا اس کے بعد اپنے یاروں سے فرمایا کہ اسباب باندھو، اب یہاں سے جو پور جاؤں گا۔

جب علم جہانگیری مع حشم و خدم جو پور میں پہنچا اور سلطان السلاطین ابراہیم شرقی بادشاہ جو پور کی جامع مسجد میں قیام فرمایا۔ بادشاہ نے چاہا کہ حضرت کی زیارت کے واسطے حاضر ہو۔ حضرت قاضی شہاب الدین نے عرض کیا کہ میں نے سنا ہے کہ وہ بزرگ سید ولی باکمال عالی حال ہیں۔ پہلے میں ان کی خدمت میں حاضر ہو کر شرف قدمبوسی حاصل کروں اس کے بعد آپ تشریف لے چلے۔

بادشاہ نے اس کو پسند کیا اور قاضی صاحب اپنی پالکی پر سوار ہو کر چلے اور علمائے دانشمند بھی ہمراہ ہوئے۔ حضرت محبوب یزدانی نماز ظہر پڑھ کر سجادہ پر جلوس فرما تھے کہ دور سے قاضی صاحب کی سواری نمودار ہوئی۔ حضرت نے دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ قاضی شہاب الدین جو بہت بڑے عالم اور فاضل ہر علوم میں مشہور ہیں۔ آپ کی زیارت کو آئے ہیں۔ فرمایا بہت خوب۔

قاضی صاحب دور سے پالکی پر ادا بنا کر پیادہ پا ہو کر آنے لگے اور علمائے ہمراہی سے فرمایا کہ خبردار کوئی اظہار قابلیت اور کسی مسند کی گفتگو نہ کرنا کہ نور ولایت سید پاک کی پستانی نور پر چمک رہا ہے۔

قطعہ

چم خورشید بیت تاباں از جنبش
کہ خورشید فلک زوزرہ گردد
بگو ہر سید است دریائے موج
کہ دریائے جہاں چون قطرہ گردد
اس قطعہ کو پڑھتے ہوئے قاضی صاحب حاضر دربار ہوئے۔

حضرت محبوب یزدانی نے بمقتضائے اخلاق محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اٹھ کر چند قدم استقبال کر کے قاضی صاحب کو اپنے پاس لا کر بٹھایا اور بڑے اخلاق سے پیش آئے۔

چوز اینجا شکر و آن شیر یزد
پشکر شیر چوں شیریں نخیزد
ہر چند کہ قاضی صاحب نے علماء ہمراہی سے تاکید کر دی تھی کہ اظہار قابلیت اور

خود نمائی کوئی نہ کرنا گریب کے دل میں کوئی نہ کوئی مسئلہ علمی مد نظر تھا کہ حضرت سے استفادہ کریں گے۔ حضرت مولانا شیخ ابوالوفا خوارزمی خلیفہ حضرت نے اپنی کشف باطنی سے دریافت کر کے بلا استفادہ علمائے کبار کے خیال کردہ مسائل کا جواب دینا شروع کر دیا کہ کسی کو مجال کلام نہ بھتی۔ حضرت قاضی صاحب نے بھی انصاف سے واوری۔

شعر
 بگلک فصاحت بیانے کہ داشت یہ دلہا چو نقش نگین برنگاشت
 جب یہ باتیں ختم ہوئیں حضرت قاضی صاحب نے خدمت عالی حضرت محبوب یزدانی میں عرض کیا کہ سلطان ابراہیم اشرقی بادشاہ جو پور حضرت کی قدم بوسی کے لئے آج حاضر ہونا چاہتا تھا۔ اس خادم نے کہا کہ پہلے میں شرف پا بوسی حاصل کر لوں۔ کل آپ حاضر خدمت پابریکت ہوں۔

حضرت نے فرمایا کہ تم بادشاہ سے بہت اچھے ہو۔ اگر وہ آئیں حاکم ہیں۔ اس کے بعد قاضی صاحب رخصت ہوئے۔ حضرت محبوب یزدانی نے فرمایا کہ ہندستان میں ایسا قاضی کم دیکھا گیا ہے۔

دوسرے دن حضرت محبوب یزدانی بعد اوائے وظائف معمولی رونق افروز سجادہ تھے کہ سلطان کے آمد آمد کی خبر ہوئی کہ بہمراہی وزراء و مصاحبین آ رہے ہیں۔ حضرت قاضی صاحب نے بادشاہ سے کہا کہ اس قدر مجمع عظیم وزراء و مصاحبین کے ساتھ سید پاک کی خدمت میں حاضر ہونا مناسب نہیں۔ شاید ناگوار خاطر ہو۔ آخر سلطان اپنے ہمراہیاں اور علماء سے صرف بیس آدمی منتخب کر کے حاضر ہوئے اور شرف پا بوسی سے مشرف ہوئے اور شرائط آداب و تعظیم پورے طور سے ادا کی۔ حضرت محبوب یزدانی اس آداب سے خوش ہوئے۔ بادشاہ نے ایک بڑی فوج قلعہ چنار کی فتح کرنے کے واسطے بھیجی تھی۔ اس کا تردد دل میں حد سے زیادہ تھا۔ اپنے خیال باطنی سے حضرت کی جانب رجوع کیا اور یہ قطعہ پڑھا۔

قطعہ

ولے کان انور ہست از جام نور شید رواں روشن تراز خورشید باشد

پھر حاجت عرض کردن بر ضمیرش
حضرت محبوب یزدانی نے فرمایا۔
کے کو را یقین امید باشد
گر یقین شد قدمت استوار
گروند ریانم از آتش بر آرد

جب بادشاہ رخصت ہوئے جو سند حضرت کے ہمراہ ولایت سے آئی تھی۔ بادشاہ کو عنایت کی۔ اس سے بادشاہ کو کمال خوشی حاصل ہوئی۔ جب بادشاہ اپنے تخت گاہ میں تشریف لے گئے۔ کہنے لگے کہ کیسے بڑے مرتبہ والے سید عالی جناب ہیں۔ الحمد للہ کہ ہندستان میں ایسے ولی کے قدم آئے۔

تین دن کے بعد تھوڑے آدمی ہمراہ لے کر بادشاہ حاضر خدمت ہوئے۔ تھوڑی روٹی اور شربت بادشاہ کو کھلایا پلایا۔ اسی وقت عریضہ فتح یابی قلعہ چار بادشاہ کو ملا۔ حاضرین نے مبارکباد دی۔ بادشاہ نے فرمایا کہ حضرت محبوب یزدانی کو مبارکباد دو جن کے قدم کی برکت سے فتح حاصل ہوئی۔ بادشاہ کا اعتقاد حد سے زیادہ حضرت کی جانب ہوا۔ بادشاہ نے عرض کیا کہ یہ بندہ حضرت میر کے ہاتھ پر مرید ہو چکا ہے۔ لیکن بندہ زادگان حاضر ہیں، ان کو اپنی غلامی میں داخل کیجئے۔ دو تین شاہزادے اسی وقت شرف بیعت سے مشرف ہوئے۔ نذر پیش کرنے کا ارادہ ظاہر کیا۔ حضرت نے قبول نہیں کیا۔ پھر بادشاہ نے یہ عرض کیا کہ حضور میرے عزیز خانے چل کر قیام فرمائیں۔ جب حد سے زیادہ اصرار کیا تو حضرت محبوب یزدانی نے فرمایا کہ:

”تمہارے جوار سلطنت سے باہر نہ جاؤں گا۔“

بادشاہ اس بات سے بہت خوش ہوا اور اس بات کی امید واری ہوئی کہ حضرت ہماری ولایت کی سرحد میں مستقل طور سے قیام فرمائیں گے۔

دو مہینہ تک حضرت محبوب یزدانی جو نپور میں ٹھہرے اور بہت لوگ خواص اور عوام ادنیٰ و اعلیٰ شرف بیعت سے مشرف ہوئے۔ حضرت قاضی شہاب الدین کو آپ کے ساتھ بیحد عقیدت پیدا ہوئی۔ اگر روزانہ نہ پہنچ سکتے تو دو مرتبہ دن ضرور حاضر خدمت ہوا کرتے اور ایک ایک اپنی تصانیف حضرت کی خدمت میں لا کر پیش کرتے اور آپ سے قبولیت کی دعا چاہتے۔ اور حضرت ان کی قابلیت کی داد دیتے۔ علم نحو میں آپ کی کتاب ارشاد کو بہت پسند

کیا اور فرمایا لوگ کہتے ہیں کہ سحر ہندستان میں ہے تمہارے بیان سے صحیح معلوم ہوا یہ سحر بیانی تمہارے حصہ میں آئی ہے اور علم بیان میں کتاب بدیع البیان اور علم تفسیر میں تفسیر بحر مواج کو دیکھ کر فرمایا کہ قاضی صاحب جامع جمیع علوم ہیں۔ جس وقت نسخہ جامع الصنائع خدمت عالی میں پیش کیا حضرت نے فرمایا کہ حضرت قاضی اس فن میں بھی دستگاہ کامل رکھتے ہیں۔

حضرت شیخ واحدی نے جو حاضر تھے حضرت محبوب یزدانی کی شان میں ایک قصیدہ لکھ کر پیش کیا۔ آپ نے بغور ملاحظہ کر کے ہنس کر قاضی صاحب کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا: جب تم نے تمام علوم حاصل کئے فارسی کو واحدی کے لئے چھوڑ دو۔

دوسری آمد میں حضرت قاضی شہاب الدین صاحب کو خرقہ خلافت اور مثال ارشاد عطا کر کے کتاب ہدایہ جو ولایت سے ہمراہ آئی تھی عنایت فرمائی۔ جیسا کہ شیخ واحدی نے بہ نسبت حضرت قاضی صاحب کے یہ قطعہ فرمایا:۔

شکر علم تو بہ تیغ بیاں از عرب تا عجم گرفتہ دیار
چوں گرفتہ عسراق عربیت قارسی را بو احدی بہ گزار

جب تمام چھوٹے بڑے سکمائے شہر حضرت کے دست مبارک پر شرف بیعت حاصل کر چکے تو ہمراہیوں سے فرمایا اسباب باندھو اور وہاں کا ارادہ کرنا چاہیے جہاں کے واسطے میرے مرشد نے فرمایا ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ ایک شب پھلی رات کو حضرت محبوب یزدانی خدمت مرشد میں بیٹھے ہوئے تھے۔ اسرار معارف اور نکات تصوف حضرت شیخ فرما رہے تھے کہ بیکارگی زبان مبارک سے فرمایا کہ فرزند اشرف تم اس مقام کو دیکھتے ہو جو تمہاری قبر کی جگہ ہے۔

عرض کیا کہ حضرت محذومی پر زیادہ روشناس ہے۔
شیخ نے فرمایا کہ تمہارا مقام ایک مدور تالاب کے حلقہ میں تل کے نکتہ کے مانند دیکھا جاتا ہے۔ وہیں کی خاک تمہارے خمیر میں ہے۔

لوار جہانگیری با شان و شوکت جو بنور سے موضح کر مینی میں پہونچا۔ وہ مقام فرمان شیخ سے مشابہت رکھتا تھا۔ دو تین روز جب وہاں قیام فرما ہوئے اور حلقہ تالاب کی سیر کی

آپ کو اپنے کشف سے ظاہر ہوا کہ یہ وہ مقام نہیں ہے۔ فرمایا یہاں سے اسباب باندھو ہماری جگہ دوسری ہے۔

بموجب ارشاد اصحاب نے تیاری کر دی۔ وہاں سے دو کوس کے فاصلے پر موضع بھڈوٹنڈ میں بیرون دیہہ باغ میں فروکش ہوئے۔ اس اطراف کے آدمی حاضر ہو کر شرفِ ملازمت سے شرف ہوئے۔ سب سے پہلے جس نے شرفِ ملازمت حاصل کیا ملک الامراء محمود موضع مذکور کے رئیس تھے۔ حضرت محبوب یزدانی نے ان کے حال پر کمال عنایت مبذول فرمائی۔

جب قبیلہ کا وقت آیا درخت بڑے نیچے جو نہایت سایہ دار تھا حضرت نے آرام فرمایا بعد زوالِ شمس جب آپ بیدار ہوئے حاضرین نے دیکھا کہ درخت کی جو شاخ پورب سے سایہ فگن تھی اب بعد زوالِ آفتاب وہی شاخ پچھم کو پھیر گئی اور حضرت پہ سایہ کئے ہوئے تھی۔ ٹھوڑی دیر کے بعد ملک الامراء محمود کو ہمراہ لے کر حلقہ تالاب کے اندر سیر کرنے کے لئے تشریف لے گئے۔ فرمایا کہ میرے مرشد نے اسی جگہ کے لئے مجھ کو حکم دیا تھا۔ اس حلقہ کے اندر کون اچھی جگہ ہے۔

ملک محمود نے عرض کیا کہ حلقہ تالاب کے وسط میں ایک جوگی رہتا ہے اس کی جگہ نہایت پر فضا ہے لیکن وہ اندراج سے خالی نہیں۔ اگر خدام والا اس کا مقابلہ کر سکیں تو اس سے بڑھ کر دوسری جگہ نہیں۔

فرمایا: قُلْ جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوقًا۔ ”کہو کہ حق آیا اور باطل مٹ گیا۔ تحقیق کہ باطل ٹٹنے والا تھا۔“

میں سیر کروں اور اس مقام کو دیکھوں۔ ملک محمود حضرت کو وہاں لے گئے۔ جب نظر مبارک اس مقام پر پڑی فرمایا ہماری جگہ یہی ہے جس کو حضرت مخدومی نے فرمایا تھا۔ بے دہنوں کے گروہ کا اٹھانا سہل ہے۔ حضرت ملک محمود نے یہ مشہور مصرعہ پڑھا۔

جائیکہ سلطاں خیمہ زد غوغا نما ند عام را

حضرت بہت خوش ہوئے اور ایک خادم سے فرمایا کہ جوگی سے کہدو کہ یہاں سے نکل جائے۔ اس کے جواب میں جوگی نے کہلا بھیجا کہ :-

میرا نکلنا آسان نہیں ہے پانچ سو جوگی میرے چلیے ہیں۔ اگر کوئی اپنے قوت و لایت سے سب کو نکال دے تو ممکن ہو سکتا ہے ورنہ میرا نکلنا مشکل ہے۔

حضرت محبوب یزدانی نے جمال الدین راوت سے جو اس دن مرید ہوئے تھے فرمایا کہ جاؤ جو کچھ جادو اور سحر وہ کرے اس کو رو کرو اور جو کرامات چاہے دکھلاؤ۔

حضرت جمال الدین تھوڑی دیر تامل کر کے خاموش ہو گئے۔

حضرت نے فرمایا اگے آؤ۔ حضور پان کھا رہے تھے۔ پان کا اگال اپنے ہاتھ سے ان کے منہ میں ڈال دیا۔ پان کھاتے ہی حضرت جمال الدین کی حالت کچھ اور ہو گئی۔ شیر دلیر کی طرح سے قدم اگے بڑھایا۔

قطعہ

کسی کو ذرہ از نور شدید بسیند بتابد بزہمہ اطراف و اقطار
چوں یابد ہمتے شیرے ز تثرزہ بر آرد از ہمہ شیراں دم از غار
اسی اثنا میں حضرت نے فرمایا کہ اس خاندان مشہورہ سے جوگی کیا مقابلہ کرے گا لیکن ہم کو اس کا مقابلہ کرنا چاہیے۔

بیت

بیشتر ان جہاں چوں مور ہر کس بر آمد از ہمہ و از جاں در افتاد
سخن مشہور در گیتی روان است کہ بایشاں در افتاد و بر افتاد
جب جمال الدین راوت کا مقابلہ جوگی سے ہوا تو آپ نے فرمایا کہ جس کرامت کو تو کہتا ہے ہر چیز کہ اس بات کا اظہار کرنا ہم کو مناسب نہیں مگر جب تو کہتا ہے تو اس کی ضرورت ہوتی۔

چو کارم بود جائے پروا ختن ضرورت بود با تو کیں س ختن
کہتے ہیں کہ جوگی نے اپنی قوت سحر اور استدراج سے چیونٹیوں کو چھوڑ دیا۔ جب جمال الدین کی طرف وہ چیونٹیاں چلیں تو آپ نے فرمایا :-

ایات

یلمانے رسیدہ باچسپیں زور تو بیکٹائے بروبر لشکرے مور
 بود معلوم ہمت مور بے فیل دراں وقتیکہ افتد در پئے فیل
 حضرت جمال الدین کا نگاہ کرنا تھا کہ چیونٹیاں میدان سے غائب ہو گئیں۔ ایک لحظہ
 کے بعد جوگی نے شیروں کا شکر چھوڑا۔ آپ نے فرمایا یہ شیر نیاں شیر یزداں کا کیا مقابلہ کریں گے

بیت

زئیراں برکتا پد پائے از رفت زندوم چوں بروئے شیر شرذہ
 آخر شیر بھی غائب ہو گئے۔ جوگی نے اپنے سونے کو ہوا میں اڑایا۔ حضرت جمال الدین
 نے حضرت محبوب یزدانی کے عصائے مبارک کو منگوایا اور ہوا پر چھوڑ دیا۔ حضرت کے
 عصائے مبارک نے جوگی کے سونے کو مار کر زمین پر گرا دیا۔

جب جوگی نے یہ کرامت دیکھی عاجزی کرنے لگا اور کہنے لگا کہ مجھ کو حضرت کے سامنے
 بے چلو کہ شرف ایمان سے مشرف ہوں۔ حضرت جمال الدین جوگی کا ہاتھ پکڑے ہوئے لائے اور
 قدم مبارک پر لاکر ڈال دیا۔ آپ نے تلقین کر کے شرف اسلام سے مشرف کیا اور اس کے
 چیلے پانچ سو جوگی بھی مسلمان ہو گئے اور اپنے مذہب کی کتابیں لاکر حضرت کے سامنے جلاوئے
 کھوڑے دن حضرت نے ان کو گوشت نشینی اور ریاضت میں رکھ کر سب تالاب ان کے
 لئے جلائے قیام مقرر فرمائی۔

نظم

عالم میں آپ صاحب توفیر ہو گئے
 دیکھا ہے کس نے ایسا جواں بخت دہریں
 جس پہ نظر پڑی اسے کامل بنا دیا
 جن و بشر و وحش و طیور آپ کے طبع
 نکلا وہی زباں سے جو ہے مرضی خدا
 خاصان حق کے فیض سے اب تم نے اثر فرما
 چھوڑا جہاں کو اور جہاں گبر ہو گئے
 طفلی میں با کمال ہو کے پیر ہو گئے
 ہر ایک مس وجود اکیسیر ہو گئے
 ایسے جہاں میں صاحب نشیر ہو گئے
 گویا مشیر کاتب لقتدیر ہو گئے
 اہل زباں میں صاحب تقریر ہو گئے

اس روز خدا جانے پانچ ہزار یا اس سے زیادہ حضرت کے دست مبارک پر شرفِ ایمان سے مشرف ہوئے۔

قطعہ

برآمد کوز مشرق ہستاباں سر اسر بر گرفتہ نور آفاق
نماند ہیچ کس بے نور خورشید کہ اور روشن نہ شد از ہر آفاق

جب جوگی شرف اسلام سے مشرف ہوئے حضرت محبوب یزدانی نے اپنے اصحاب سے فرمایا قلندر ان ہمراہی سے کہو کہ اپنا خیمہ کے مع اسباب یہاں لا کر اقامت کریں۔ حضرت نے اپنے اصحاب کے لئے ایک ایک جگہ حجرہ بنانے کی اجازت عطا فرمائی۔ ملک الامرار ملک محمود نے تھوڑے دن میں تیار کروا دیا۔ تمام ساداتِ نواحی اگر شرف بیعت سے مشرف ہوئے اور ملک الامرار کی ملک محمود مع اپنے اولاد و احفاد کے شرف بیعت سے مشرف ہوئے حضرت ملک الامرار کی طرف آپ کی عنایت حد سے زیادہ تھی۔ جب دو چار برس وہاں قیام ہوا حضرت نے اس کا نام روح آباد رکھا۔ ایک مقام پر خانقاہ عالی سے باہر عمارت تیار کی۔ اس کا نام کنز الایمان رکھا۔ حجرہ خاص جہاں حضور قیام فرماتے تھے۔ اس کا نام وحدت آباد رکھا۔ کسی وقت مع اصحاب مشرق کی جانب لب تالاب تشریف لے جا کر بیٹھے تھے اور اسرارِ معرفت بیان فرماتے تھے۔ اس مقام کا نام دارالامان رکھا۔ اس لئے کہ اس مقام پر بیٹھنے سے خیالات نفسانی سے امان مل جاتی ہے۔ اور ایک جگہ لب تالاب گوشہ شمال کی طرف بھی کبھی کبھی جلوس فرماتے تھے۔ اس کا نام روح افزا رکھا۔ اور بار بار اپنے پیاروں سے فرماتے تھے کہ اس مقام پر ایسی رونق ہوگی کہ اس جوار میں بے نظیر ہوگا اور اولیائے روزگار اور اکابر دیار یہاں آئیں گے اور مردانِ جلال الغیب اور اوتاد اور اختیار اور دیگر اولیائے روزگار ہمیشہ یہاں آکر فیض حاصل کریں گے۔ سب لوگ خبردار رہیں اور اس فیض سے محرومی حاصل نہ کریں۔

تذکرہ نجامی

یہ ہوگا مقام ایسا عالی مقام کہ آئیں گے یاں دور سے خاص مقام

جہاں میں یہ ہوگا مکاں بے نظیر
 کہ سیراب ہوں جس سے اہل جہاں
 یہاں آئیں گے اولیاء کرام
 یہاں ہوگا ہر اک پہ فتنہ سل خدا
 یہاں آکے پائے گا دم میں شفا
 ولی بن کے جائے بہ لطف عظیم
 یہ ارشاد محبوبِ یزداں کا ہے
 جہنم کی آتشیں ہو اس پر حرام
 مرے در سے جائے گا وہ شاد و نثار
 نہ شک لائے کوئی بھی اس میں ذرا
 تو مل جائے گی اس کی دل کی مراد
 کرے یاد مجھ کو جو نزدیک دور
 اٹھائے گا وہ پارِ رنج و تعب
 ہوا دو جہاں میں وہی نامور
 غلامی میں ہو شاہ کے مشغول
 اسی آستانے سے ہوگا مفاد
 اسی در سے کامل ہوتے بے مثال
 در پاک کی خاک اکیر ہے
 زیارت ہوتے ہیں حاضر یہیں
 نظر آتے ہیں ان کو یہ بر ملا
 کرے گا ترا شاہ تجھ کو عطا

یہاں جمع ہوں گے صغیر و کبیر
 عجب چترِ فیض ہوگا رواں
 یہاں فیض پاپا کریں گے مسدوم
 مرینوں کو ہوگی یہاں پر شفا
 کوئی سحر میں ہوگا گرفتار
 جو ہو طالبِ معرفت یا مقیم
 یہ فرمانِ سلطانِ سمنان کا ہے
 مری قبر پر جو کرے گا سلام
 جو آئے گا یاں لے کے کوئی مراد
 خدانے کیا مجھ کو حاجت روا
 مصیبت میں مجھ کو کرے گا جو باد
 مدد کے لئے ہوں پہنچتا سرور
 ہوا آستانہ پہ جو بے ادب
 جھکا یا ادب سے یہاں جس نے سر
 بس اسے اثر فی تو بصد جان و دل
 اسی در سے پائے گا گنج مراد
 اسی در سے ناقص ہوئے باکمال
 یہ در پارِ اشرف جہانگیر ہے
 تمام اہلِ خداتِ روئے زمیں
 جواہرِ نظر ہوتے ہیں با صفا
 ترا اثر فی گوہرِ مدعا

پچھا صحیفہ

حضرت محبوب یزدانی کے اطراف خطہ اودھ اور قصبہ رُوولی و سدھور اور قلعہ جارس میں تشریف لے جانے اور بعض صدور کرامات سفر کے بیان میں

قال الاشراف ذکر الصالحین وقد اکرنا العارفات نور تجلی فی قلوب الطالبین
المسترشدین۔ محبان اولیاء اللہ اور مخلصان مقبولان اللہ پر یہ بات روشن ہے کہ بزرگان
طریقت اور ان کے حالات پڑھنے اور سننے سے انسان کے دل میں ذوق و شوق پیدا ہوتا
ہے اور ہمت بند ہوتی ہے اور لطفِ زندگانی حاصل ہوتا ہے اور منکروں کے دل میں خاصان
حق سے عقیدہ کامل پیدا ہوتا ہے۔ اگر کسی مرد کامل اور درویش صاحب دل کی صحبت نصیب نہ ہو
تو ان کے حالات کشف و کرامات کے پڑھنے سے دل میں نور پیدا ہوتا ہے اور عقائد مذہبِ باطلہ
سے نفرت پیدا ہوتی ہے۔ انسان کامل الایمان ہو جاتا ہے۔

حضرت محبوب یزدانی کی خدمت میں حضرت مسدعالی سیف خاں اور حضرت قاضی رفیع الدین
اور حضرت شیخ شمس الدین قریا دریں ادوہی نے جس وقت مقام رُوح آباد میں حاضر ہو کر فیض
صحبت حاصل کیا ہے بالخصوص حضرت مسدعالی سیف خاں کو درویشوں کے ساتھ پہلے سے اعتقاد
تھا۔ جہاں کسی بزرگ کو سنتے ان کی خدمت میں حاضر ہوتے۔ دور دور کا سفر کر کے بزرگوں کی
زیارت کرتے۔ جب حضرت محبوب یزدانی کے جہانگیری کی صدا اہل عالم کے کانوں میں پہنچی تو
مسدعالی نے یہ ہمراہی اپنے مصاحبین رُوح آباد میں حاضر ہو کر شرف قدم بوسی حاصل کیا۔ پہلی
ہی ملاقات میں حضرت محبوب یزدانی کے چہرہ نورانی کو دیکھ کر جذبہ عشق و محبت پیدا ہوا اور
حضرت محبوب یزدانی بھی ان کے حال پر کمال عنایت فرمانے لگے اور سلسلہ بیعت میں داخل کیا

جب حضرت محبوب یزدانی کبھی خطہ اودھ کی طرف سے گذرتے مندعالی کے مکان پر ضرور ٹھہرتے۔

ایک دن بمقام روح آباد گوشہ وحدت آباد میں حضرت بیٹھے ہوئے تھے۔ حاضرین سے فرماتے لگے کہ پچھم سے ایک دوست کی خوشبو آ رہی ہے۔

یہ اشارہ حضرت مندعالی کے آنے کی طرف تھا۔ دوسرے دن وہ حاضر ہوئے اور خدمت عالی میں عرض کیا کہ حضور خطہ اودھ میں غریب خانہ پر تشریف لے چلے۔

کیوں کہ وہ طالب صادق تھے حضرت نے ان کی درخواست قبول فرمائی اور فرمایا کہ وہاں بھی میرا ایک طالب رہتا ہے ابھی سلسلہ بیعت میں نہیں داخل ہوا ہے اودھ میں چل کر ان کو سلسلہ بیعت میں داخل کروں گا۔

یہ اشارہ حضرت شیخ شمس الدین فریادرس اودھی کی طرف تھا۔ جب حضرت خطہ اودھ میں تشریف لے گئے اودھ کے علماء اور مشائخ حضرت کے شرف دیدار سے مشرف ہوئے۔ حضرت شیخ شمس الدین کو شیخ الاسلام قاضی رفیع الدین نے بشارت دی تھی کہ ایک بزرگ یہاں تشریف لائیں گے تم کو ان سے نعمت ملے گی۔

حضرت شیخ شمس الدین فریادرس اس دولت عظمیٰ کا انتظار کر رہے تھے۔ اسی اشارہ میں محبوب یزدانی تشریف لائے۔ حضرت شیخ شمس الدین صدیقی شرف ملازمت سے مشرف ہو کر حلقہ ارادت میں داخل ہوئے۔ حضرت محبوب یزدانی نے ان کو اپنا لباس تحرقہ عطا فرمایا۔ اس کے بعد تمام امرار اور روسائے شہر نے حضرت سے بیعت کی۔ وہاں سے مع اصحاب قصبہ ردولی میں شیخ سمار الدین کے مکان پر قیام کیا۔ حضرت مولانا صفی الدین نعمانی نے حاضر ہو کر دولت قدوسی حاصل کی۔ اس آمد میں شیخ صفی الدین کا عقیدہ طلب راہ سلوک کی طرف حضرت سے بے حد پیدا ہوا۔ آپ نے شیخ سمار الدین کے حجرہ میں بطریق مشائخ اعتکاف میں بٹھلایا۔

مولانا کریم الدین ایک مرد عالم اور درویش کامل متصل ردولی ایک گاؤں میں سکونت رکھتے تھے۔ حضرت محبوب یزدانی کے سامنے ان کا ذکر آیا۔ فرمایا کہ میں ان سے ملوں گا۔

دوسرے دن صبح کو حضرت نے مولانا کے گھر جانے کی تیاری کی تھی۔ کسی نے مولانا سے ذکر کیا کہ حضرت آپ کی ملاقات کو تشریف لائیں گے۔

مولانا نے فرمایا کہ ہے ہے حضرت سید کو نہیں چاہیے تھا کہ میرے گھر تشریف لائیں۔ وہ بڑے بزرگ مرتبہ والے ہیں۔ ایک ہندی مثل فرمائی ”چھیری کے منہ میں کھنڈا سمائے۔“ کل میں خود ان کی ملازمت کے لئے حاضر ہوں گا۔ جب خدمت عالی میں حاضر ہوئے مولانا کریم الدین نے فرمایا کہ سبحان اللہ، شاہ باز مثل سید اشرف جہانگیر کے ہونا چاہیے کہ دو جہاں ان کے دونوں بازو ہیں۔ کیا خوب دریا ہے کہ جس کا کنارہ نظر نہیں آتا۔

مثنوی

دیرِ دریائے معانی سرورِ شاہاں کہ او
بروگوئے دولت از میداں بحال افتخار
قدوہ ارباب عرفاں عمدہ احباب دیں
منظر آثارِ عوثی مصدر آثار..... یاد
بحرِ لاسا حاصل کہ می گویندہ باشد گوہر شش
حیرت الکامل کہ می نامند آمد اُس نگار
حضرت شیخ سمار الدین فرماتے تھے کہ جب حضرت محبوب یزدانی دوسری بار قصبہ کے ردولی میں فقیرخانہ پر تشریف لائے ظہر کی نماز کے وقت عمائد قصبہ حضرت کی زیارت کو آئے آپ نے فرمایا کہ اس مکان میں ایک بزرگ کی خوشبو آتی ہے۔

میں نے عرض کیا کہ میرے مکان کے ایک گوشہ میں ایک حجرہ ہے جس میں حضرت بابا فرید گنج شکر نے اعتکاف کیا تھا۔

فرمایا سچ ہے، انہی کی خوشبو تھی۔

آخر حضرت محبوب یزدانی نے چالیس دن خود اس حجرہ میں چلہ کیا۔ اور اسی حجرہ کی نواحی میں شیخ صفی الدین اور شیخ سمار الدین کو بھی معتکف کیا تھا۔ وارداتِ عجیبہ ان دونوں صاحبوں پر گزری۔

جب یہاں سے حضرت نے موضع اُستخ میں نزول فرمایا اور خود وہاں کی مسجد میں اذان فرمائی۔ وہاں سے زیارتِ مزارِ شیخ داؤد کے واسطے موضع پالپے متوعرف روضہ گاؤں میں

تشریف لے گئے اور مسجد میں تین روز قیام فرمایا۔ اندرونِ احاطہ مقبرہ شیخ داؤد حضرت محبوب یزدانی کی عبادت کا چوترا پختہ اب تک وہاں موجود ہے۔ وہاں کے لوگوں نے نقل کیا ہے کہ حضرت بابا فرید گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ نے کئی چلہ اسی مسجد میں کئے ہیں۔

یہاں سے قریات کو براہ میں تشریف لائے۔ وہاں کے مریدوں نے حضرت کا استقبال کیا اور اپنے گھر لے گئے۔ ایک ہزار آدمی کچھ کم و بیش وہاں مرید ہوئے۔ ان لوگوں کے حق میں حضرت نے بہت کچھ دعا فرمائی۔ ان کے بڑوں میں ایک آدمی شراب پی کر حضرت کی زیارت کو آیا۔ فرمایا کہ تعجب ہے کہ زندہ رہے اور پھر شراب پیئے۔ تقدیر الہی موافق ہوئی۔ وہ شخص اسی وقت انتقال کر گیا۔ دوسروں کو حضرت محبوب یزدانی نے بلا کر بہت کچھ وعظ و نصیحت فرمائی۔ آخر میں ارشاد کیا کہ خبردار خیر دار تم لوگ شراب نہ پینا۔ جو کوئی تم میں سے شراب پیئے گا، جو ان مر جائے گا یا محتاج ہو جائے گا۔ سب نے حضرت کے فرمان کو قبول کیا۔

وہاں سے آپ نے قصبہ جالس کا ارادہ کیا۔ جب وہاں پہنچے قصبہ جالس اور اس کے نواحی کے لوگوں نے قریب تین ہزار آدمیوں کے شرفِ بیعت سے مشرف ہوئے۔

جب آپ کا گذر زمین کدیوا میں ہوا وہاں بہت بڑا بن تھا۔ حضور کے ہمراہی راستہ بھول گئے اور ایک تالاب میں جا پڑے جہاں سے راستہ نہیں ملتا تھا۔ آپ کے ہمراہیوں میں سے ایک فلندر نے کسی چرواہے سے راستہ پوچھا۔ اس نے مسخرہ پن سے بیچ تالاب میں راستہ بتا دیا۔ حضرت نے ہمراہیوں سے فرمایا کہ چلو اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ تَمَامُ اصْحَابِ ہَمْرَاہِی بَیچ تالاب میں ہو کر چلے۔ بعض کے ٹخنہ تک اور بعض کے کف پاتک پانی ملا۔ کسی کا پیر نہیں ڈوبا۔ جب چرواہوں نے کیفیت عجیب دیکھی موضع سائن پورہ میں گاؤں والوں کے پاس جا کر شور کیا کہ ایک عجیب بات ہم نے دیکھی ہے۔ ایک جماعت درویشوں کی بیچ تالاب سے گذر گئی اور ان کا پیر تک نہیں ڈوبا۔

اس موضع کا زمیندار رائے ہندو اپنی قوم کی جماعت کو ہمراہ لے کر سوار ہوا اور رواں دواں اس جماعت تک پہنچ گیا۔ حضرت محبوب یزدانی کے قدموں پر سر رکھ کر نہایت ادب سے عرض کرنے لگا کہ حضور غریب خانہ پر تشریف لے چلیں۔ ایک بڑے اہتمام کے

ساتھ حضرت کی ضیافت کی۔ اس کے بعد حضرت محبوب یزدانی جالس کی طرف روانہ ہوئے۔ دو
 کوس تک جنگل تھارائے مذکورہ کو س تک پہنچانے آیا وقت رخصت عرض کرنے لگا کہ میری حق میں کچھ دعا
 کیجئے۔ ہنس کر فرمایا کہ تو کا فر ہے تیرے لئے کیا دعا کروں۔ لیکن اللہ تعالیٰ سے خواہش کی ہے
 کہ تم اور تمہاری اولاد کبھی قید میں نہ جائیگی اور اسباب دولت و روزگار تم لوگوں کا
 کم نہ ہوگا۔

یہ سب خوش ہو کر اپنے گھر چلے آئے۔

جب قصبہ جالس میں نزول فرمایا۔ اس مرتبہ مولانا علام الہدیٰ مولانا علام الدین جالسی
 دنیا سے انتقال کر چکے تھے اور ان کے گھر والے سب کے سب حضرت کے استقبال کو نکلے
 اور بجائے معبودہ حضرت کو ٹھہرایا۔ جس زمین کو حضرت محبوب یزدانی نے خرید کر کے خالقہ
 اور حجرہ بنایا تھا اور ایک مدت تک قیام فرمایا تھا، اس مرتبہ بھی دو تین ماہ تک اسی مکان
 میں ٹھہرے۔

جب اول مرتبہ حضرت محبوب یزدانی قصبہ جالس میں تشریف لائے تھے اس سے قبل
 کہ حضرت جالس میں آئیں انخاص جالس قصبہ رُوولی میں گئے اور شیخ سلیمان قدس سرہ کو
 جو حضرت شیخ نصیر الدین محمود اودھی قدس سرہ کے خلیفہ تھے جن سے جالس والے بیعت کیا
 کرتے تھے اس مرتبہ بھی بیعت کی خواہش کی۔

شیخ نے فرمایا کہ اب تمہاری بیعت کسی دوسرے بزرگ کے حوالہ ہوئی اور وہ دیار
 کسی دوسرے بزرگ کے حوالہ ہوا۔ کہ آج کل وہ تمہارے قصبہ میں آئیں گے۔
 جب لوگوں نے استفسار کیا تو فرمایا کہ وہ سب بڑے مرتبہ والے ہیں۔ انہیں ایام میں
 تمہارے قصبہ میں آئیں گے۔

جب قصبہ جالس سے آپ لوٹے اور وہی کاراؤہ کیا یہ اثنائے راہ قصبہ انہونہ میں
 تشریف لائے۔ جملہ سادات قصبہ شرف بیعت سے مشرف ہوئے۔ دو تین دن حضرت کی دعوت
 کی۔ جب حضرت کی خدمت گزاری بے حد کی تو آپ نے دعائے خیر ان کے حق میں فرمائی کہ
 ہمیشہ تم دولت مندی سے خالی نہ رہو گے۔

وہاں سے قصبہ سوہہا میں تشریف لے گئے۔ وہاں کے آدمی اس خاندان کے مرید اور معتقد تھے۔ بہت کچھ خدمت گزاری کی لیکن حضرت نے اس قصبہ کی نسبت عجیب بات فرمائی کہ اگر قصبہ صفائی سے خالی نہیں لیکن اندرون قصبہ بے رونق معلوم ہوتا ہے۔

یہاں سے قصبہ سدھور کو تشریف لے گئے۔ حضرت شیخ خیر الدین سدھوری اور قاضی محمد سدھوری ایک گروہ علماء اور شرفاء کو ہمراہ لے کر حضرت محبوب یزدانی کے استقبال کو قصبہ کے باہر آئے۔ بڑی تعظیم سے لے گئے۔ تین دن بحال اہتمام حضرت کی دعوت کی۔ یہ حضرت کا تشریف لے جانا قصبہ سدھور میں دوسری مرتبہ تھا۔ وہاں کے اکابر علماء اور ان کی اولاد سب کے سب حضرت کے ہاتھ پر مرید ہوئے۔

وہاں کے خطیبوں میں منصور نام نے حضرت کے ایک فلندران جماعت سے دوستی پیدا کی۔ اس فلندر کے پاس ایک جوہر تھا جو اس کو سفر میں ملا تھا۔ منصور مذکور نے چالاکی سے وہ جوہر اس کے پاس سے اڑا لیا۔ یہاں تک نوبت پہنچی کہ آپس میں مار پیٹ کی نوبت آگئی۔ یہ خبر جب حضرت محبوب یزدانی کے گوش مبارک تک پہنچی تو آپ نے فلندر کو بلا کر فرمایا کہ تیری سزا یہی ہے جو تو نے پائی۔ جوہر مگر میں پاندھے رہتا تھا۔ ہماری جماعت سے اٹھ جاؤ۔ حضرت کے اصحاب نے اس کو باہر کر دیا۔ آخر حضرت نے فرمایا کہ اس قصبہ کے آدمی عجیب ہیں، فیقروں کی بھی چیز چیرا لیتے ہیں۔

عقیدہ مسدعالی سیف خان و حضرت قاضی شمس الدین حد سے زیادہ تھا۔ حضرت مسدعالی ایک مدت تک بطلب سلوک و تعلیم فقر حضرت کی خدمت میں حاضر رہے اور چاہتے تھے کہ اپنے فقرا کے گروہ میں مجھ کو داخل کریں۔ اکابر شہر سے ہر چند کہ عقیدہ رکھتے تھے اور سب کی خدمت گزاری کرتے تھے لیکن کسی کی طرف رجوع نہیں کرتے تھے۔

ایک شب اسی فکر میں سو گئے کہ خواب میں جمال جہاں آئے حضرت خضر علیہ السلام ظاہر ہوا اور خوش خبری سنائی کہ تمہارے حصول مدعا کا زمانہ قریب پہنچا ہے۔ تمہارے گنج مقصود کی کنجی ایک سید کے ہاتھ میں ہے جو آج کل یہاں تشریف لاتے ہیں۔ یہ اشارہ حضرت محبوب یزدانی کی طرف تھا۔ انھیں دنوں میں آپ کی سداے جہانگیری

اور ندائے عالم پروری اطراف و جوار میں بلند ہوئی۔ اور حضور مقام روح آباد میں جہاں آپ کا روضہ منور ہے تشریف لائے۔ مسند عالی حاضر ہو کر شرف دیدار سے مشرف ہوئے جیسا کہ پہلے ذکر ہو چکا ہے۔

اور حضرت قاضی رفیع الدین نے خود یہ الہام الہی سب سے پہلے مع اپنے اصحاب مخصوص کے مثل حضرت شمس الدین کے بشارت تشریف آوری حضرت محبوب یزدانی کی دی تھی اور حضرت سے عقیدہ کامل رکھتے تھے۔

حضرت محبوب یزدانی بعد قطع منازل دارالسلطنت دہلی میں پہنچے۔ جب تک وہاں قیام کیا پابست پھرتے تھے اور یہ فرماتے تھے کہ اس قدر اولیاء اللہ کی یہاں کثرت ہے کہ قدم رکھنا دشوار ہوتا ہے اس لئے میں نے نعلین پیر سے اتار دی ہیں۔ اور وہاں غیاب پور میں جہاں مزار حضرت محبوب الہی سلطان المشائخ قدس سرہ کا ہے۔ اس کے قریب ایک خالقاہ اشرفیہ تیار کرائی۔ بڑی تحقیقات اور کوشش سے برادر مولوی کریم رضا اشرفی بیستھوی نے اس کا نشان دریافت کر کے مجھے بیان فرمایا۔ وہ مقام حضرت محبوب الہی کے احاطہ روضہ سے باہر گوشہ مغرب و جنوب کو واقع ہے۔ فقیر اشرفی جامع رسالہ ہذا نے ایک قصیدہ حضرت محبوب یزدانی کی شان میں عرض کیا ہے۔ وہ

قصیدہ

نہ مجھ سے چھوٹے گا ان کا دامن نہ مجھ کو بھولے گا نام اشرف
میں بندہ بے درم ہوں ان کا ازل ہی سے ہوں غلام اشرف
میں ان کی مدحت بیان کروں کیا کہ ساے عالم میں ہی یہ شہرت
مجدد وقت تھا جہاں میں ولی و عالی مقام اشرف
انہیں کی محبوبیت کا نعرہ ملا کہ نے فلک پہ مارا
زمین پہ یہ شانِ غوث عالم فلک پہ وہ احترام اشرف
جناب کے والد معظم نے خواب دیکھا کہ مصطفیٰ نے
یہ دی بشارت کہ ہم نے رکھا ہے نام ان کا بنام اشرف

زمیں پر روضہ ہے یا فلک پر کچھ اس کی رفعت یہ کہہ رہی ہے
 کوئی فلک کلبے یہ بھی ٹکڑا جہاں بنا ہے مقام اشرف
 جو وحدت آباد جائے خلوت تو کثرت آباد جائے جلوت
 کہیں ہے وحدت کہیں ہے کثرت عجیب ہے اہتمام اشرف
 جو روح آباد جگہ دیکھو تو سیر روحی کا لطف آئے
 جو بیٹھو دارالاماں میں جا کر تو پاؤ واں نہیں عام اشرف
 بنے جہاں نیکر عتوت عالم جہان کے اولیاء کے افسر
 ولی زمانہ کے زیر کمر ماں مطیع ارث و عام اشرف
 کسی نے تاریخ عرش اکبر بتام روضہ کے خوب لکھی
 ہماری نظروں سے کوئی دیکھے فلک سے ملتا ہے بام اشرف
 عدالتِ صبح و شام دیکھے جو کوئی دربار اشرفی میں
 تو بول لکھے کہ اللہ اللہ عجیب ہے انتظام اشرف
 کہیں توجہات حل رہے ہیں کہیں خیانت تڑپ رہے ہیں
 کسی کے سر بولتا ہے جاؤ کہوں میں کیا اہتمام اشرف
 چراغ سے ان کے لے کے کا حل لگائیں انکھوں میں اپنے اعمیٰ
 تو آنکھیں ہو جائیں ان کی روشن رہے کرامات عام اشرف
 یہ چشمہ زہر گر در روضہ بہ آب شفاف و صاف جاری
 مریض پیتے ہی ہو ویں اچھے رواں ہے یہ نہیں عام اشرف
 سوار و کانی میں نہر کے حق نے تاشہ عطا کی
 کہ ہر مرض کی یہی دوا ہے فنا ہے تجھ پہ غلام اشرف
 یہ خاکِ روضہ میں ہے تصرف کہ جس کو لیتے ہیں اہل حاجت
 مریض اچھے ہوں جس سے لاکھوں عجیب ہے نہیں عام اشرف

زمیں سے تا آسماں جو دیکھو عجیب قدرت کا ہے تماشا
 یہاں زمیں پر وہاں فلک پر کھڑے ہوئے ہیں خیاں اشرف
 امیدِ لطف و کرم پہ تیرے میں عرضِ حاجت جو کر رہا ہوں
 کرو توجہ ذرا ادھر بھی کہ لے رہا ہوں میں نام اشرف
 گھسے جوگت ماخ و بے ادب آہت سارے دربارِ با صفا میں
 نکالنا جسدان کو حضرت کریں گے بدنام نام اشرف
 ادب سے جس نے کہ رخ پھرایا غضب کا منہ پہ لگات چا
 جلال و جبروتِ شہ کا دیکھو عجیب ہے عالی مقام اشرف
 اگر کب طالبِ خدا پر ذرا توجہ ہوئی تو ہر دم
 کہے گا مدہوش کر چکا ہے مجھے دو عالم سے جام اشرف
 بھلا کوئی اشرفی سے پوچھے کہ شاہ اشرف کی شان کیا ہے
 کہے گا دہم و گمساں سے میرے ملت ہے احتتام اشرف

سوال صحیفہ

حضرت محبوب یزدانی کی مرتبہ غوثیت سے مشرف ہونے اور فضائل مخصوصہ کے بیان میں

قال الاشرف كلمة التصوف وحكايت التعرف بحر من بحار العرفان و

معدن من معاون الوجدان ان يخرج منهما اللؤلؤ والمرجان -

حضرت محبوب یزدانی کے فضائل مخصوصہ اس قدر نہیں کہ جو احاطہ تحریر میں آسکیں مگر شہ
بطور مشتمل نمونہ آپ کے فضائل سے لکھا جاتا ہے۔ یہ فضیلت آپ کی کیا تھوڑی ہے کہ حق تعالیٰ
نے آپ کو اپنے حبیب ملاحی نصیب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذریت میں پیدا کیا۔ ظاہر میں
بادشاہ صاحب تخت و تاج دار السلطنت سمان کیا۔ باطن میں قطب الاقطاب، غوث الوقت،
تمام اولیائے روسے زمین کا سردار بنایا۔ بزرگان طریقت کی رہنما ہے کہ بھجوائے عند
ذکر الصالحین تنزل الرحمة۔ ان کے ذکر میں نزول رحمت الہی ہوتا ہے۔ فقیر مسکین اشرقی
جامع رسالہ ہڈانے جو کمترین غلامان درگاہ عالی حضرت محبوب یزدانی سے ہے۔ چند اشعار حضرت کی
مناقب میں لکھے ہیں وہ یہ ہیں۔

دستگیر خلق و عالم شاہ با توفیر ما	آل احمد ابن جید رسید اشرف پیر ما
مرحبا صدمر حبا بر خوبی نقتدیر ما	از غلامی درش ناز است مارا دم بدم
خادمی در گہش شد باعث توفیر ما	چوں نہ گروم من عزیز خاطر اہل جہاں
خوش بدست آمد قسمت این چنین اکیس ما	از نگاہ کیمیا پیش خاک من شد بچو ز
می شود آساں ز لطف شاہ خوش نذریر ما	مشکلات کار ہائے دین و دنیا بے خطر
از گناہاں صاف گرد و نامہ تقصیر ما	از طفیل شاہ اشرف دور نبود روز حشر

لطف شاہ عالم عالی مدچوں بحال زار من
چوں دگر دم من فدائے آستان اثرنی
شاہ خود شد مہربان بر حال زار اثرنی
روس مغلوب گشتہ دشمن بے سپر ما
سکہ بر من کردہ جاری شاہ عالمگیر ما
خوش بکار آمد مرا این نالہ شب گیر ما

ذکر فضائل علمی

قال الاشراف العلم بیضاء زهراء وسائر الفنون ذرا رہا۔
فرمایا سید اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہ نے علم آفتاب روشن ہے اور تمام ہزار اس
کے ذرے ہیں۔

حضرت محبوب یزدانی چار برس چار مہینہ چار دن کے سن میں مکتب خانہ تعلیم علمی میں
تشریف لائے۔ پانچ برس کی عمر میں ساتوں قرأت کے ساتھ قرآن عظیم حفظ کیا۔ سات مہینہ
۲۶ دن میں یہ کمال حاصل کیا تھا۔ جب سن تشریف سات سال کو پہنچا، نکات علمی اس خوبی
کے ساتھ بیان فرماتے تھے کہ بڑے بڑے علماء سن کر عشق عشق کر جاتے تھے۔ بارہ برس کی عمر
میں علوم معانی و بلاغت و معقول و منقول و فقہ و حدیث و اصول جملہ علوم سے فارغ ہوئے
دستار فضیلت سراقہ پر باندھی گئی۔ فن حدیث میں حضرت محبوب یزدانی نے حضرت امام
عبداللہ شہید ثانی سے مکہ معظمہ میں سند حدیث حاصل کی اور مقام اسکندریہ میں حضرت نجم الدین
کبریٰ کے صاحبزادے سے سند حدیث حضرت کوٹلی اور حضرت بابا مفرخ سے بھی سند حدیث
حاصل کی جن کو بابا مفرخ محدث سے سند حدیث ملی تھی اور حضرت مولانا احمد حقانی سے بھی
حضرت کو سند حدیث حاصل ہوئی۔ اسی طرح ہر علوم فقہ و تفسیر اور معقول وغیرہ میں بڑے بڑے علماء
جلیل القدر سے تعلیم پائی۔ مقام قزوین میں پانچ برس تک درس علمی دیا۔ جن لوگوں کو حضرت
نے فارغ التحصیل کیا ان کی فہرست تواریخ سابقہ سے مثل تاریخ ابراہیمیہ میں
مل سکتی ہے۔

حضرت مولانا عضد الدین شبانگاہ جو استاد علماء زمانہ تھے اور ہر علوم میں کمال
رکھتے تھے فرماتے ہیں کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دین اسلام میں

ہر شروع صدی میں ایک عالم میری امت میں پیدا ہوگا۔ اس کے وجود سے رواج کاروبار
اسلام ہوگا اور اہل جہاں کا استناد اور رہنما ہوگا۔

علماء سلف نے موافق اس حدیث کے پہلے صدی ہجری میں عمر بن عبدالعزیز مروانی
کو مجدد اول صدی کا جانا اور دوسری صدی میں امام شافعی مطہری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور
تیسری صدی میں مولانا ابوالعباس احمد بن شریح رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور چوتھی صدی میں
حضرت ابوبکر بن طیب باقلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور پانچویں صدی میں حضرت حجۃ الاسلام
امام محمد بن محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ اور چھٹی صدی میں حضرت امام فخر الدین محمد بن عمر الرازی رحمۃ
اللہ علیہ اور ساتویں صدی میں حضرت قدوۃ الکبریٰ محبوب یزدانی سلطان سید جہانگیر اشرف
سمانی قدس اللہ روضہ تھے کہ وجود مبارک حضرت کا باعث اجراء شریعت اور طریقت تھا
علم شریعت میں آپ کے شاگردوں کے صرف نام ہی درج کتاب کئے جائیں تو ایک طویل
دفتر ہو جائے۔

آپ کے ارشد تلامذہ میں حضرت مولانا حاجی الحرمین سید عبدالرزاق نور العین ابن سید
عبدالغفور حسن جیلانی ابن سید ابوالعباس احمد جیلانی فرزند و صاحب سجادہ حضرت محبوب
یزدانی تھے جنہوں نے تمام علوم کی تحصیل حضرت سے کر کے دستار فضیلت حاصل کی۔ دوسرے
حضرت مولانا اعظم کرکوی، حضرت کے ارشد شاگردوں میں تھے۔ تیسرے حضرت مولانا
علام الہدیٰ علام الدین جاسسی حضرت کے جلیل القدر تلامذہ سے تھے۔ چوتھے حضرت مولانا
عماد الدین ہروی۔ پانچویں حضرت مولانا عضد الدین ندیم البدر بڑے مرتبہ والے شاگرد تھے۔
چھٹے مولانا ابوالفضائل نظام الدین مینی خلیفہ حضرت کے جامع لطائف اشرفی
ملفوظات حضرت محبوب یزدانی فرماتے ہیں کہ حضرت محبوب یزدانی کا علم عجیب خدا داد علم تھا۔
کہ روئے زمین میں جہاں تشریف لے گئے وہیں کی زبان میں وعظ فرماتے اور اسی زبان
میں کتاب تصنیف کر کے وہاں کے لوگوں کے لئے چھوڑ آتے۔ بہت سی کتابیں آپ کی عربی
فارسی اور سوری اور عربی اور زنگی اور ترکی مختلف ملک کی زبانوں میں جو تصنیف فرمائیں جن
کی ہمت اگر لکھی جائے تو ایک طومار ہو جائے گی۔

علماء جلیل القدر کا یہ قول تھا کہ جس قدر تصانیف حضرت محبوب یزدانی نے فرمائیں بہت کم
 علماء اس قدر تصانیف کثیرہ کے مصنف ہوئے ہوں گے۔ کتاب کنز الاسرار، ذکر اسمائے الہی
 اور تسخیر کو اکب میں حضرت نے تالیف فرمائی جس کی تعلیم مجھ کو حضور سے حاصل ہوئی تھی یہ عجیب
 کتاب آپ کی تالیفات سے فن تکبیر میں تھی۔ تصانیف کثیرہ آپ کی اس قدر ہیں کہ جس کی فہرست
 لکھنا محال ہے۔ اکثر کتابیں آپ کی تالیفات سے بنام قدوة الخواصین حضرت مسند عالی سیف حال
 حضرت کے خلیفہ جو داماد فیروز شاہ بادشاہ دہلی کے تھے تصنیف ہوئیں اور اس فقیر نظام مینی
 نے دو جلدیں حضرت کے ملفوظات سے کتاب لطائف اثرنی اور کتاب سرالاسرار اور رفعات
 حضرت کے جمع کر کے اس کو مقومات اثرنی کے نام سے موسوم کیا۔ اور کتاب سکندر نامہ حضرت
 نظامی گنجوی کی بھی شرح لکھی۔ علاوہ اس کے مقامات مختلفہ میں حضور نے جو کتابیں تحریر فرمائیں
 انہیں سے خاص خاص کتابوں کا ذکر کیا جاتا ہے۔

حسب ارشاد امام عبدالعزیز فہمی اور بموجب بشارت روحانی حضرت شیخ الشیوخ شیخ
 شہاب الدین ہروردی قدس سرہ کی کتاب عوارف المعارف پر شرح لکھی۔ اور حضرت مولانا شیخ
 محی الدین ابن عربی قدس سرہ کی کتاب خصوص الحکم پر بھی روم میں جب تشریف لے گئے شرح
 لکھی اور اس کو حضرت صاحب المعارف شیخ نجم الدین ابن شیخ صدر الدین فغانی کے سامنے پیش
 کیا اور عرض کیا کہ میں نے اس شرح کو بحکم روحانیہ پاک شیخ اکبر لکھا ہے۔

جب عرب میں حضرت تشریف لے گئے تو اہالی عرب نے حضرت کے رسائل تصوف کی
 طرف نہایت میل کیا اور کتاب قواعد العقائد عربی زبان میں تصنیف کیا۔ حضرت نے اہل عرب
 کی تبسم کے واسطے خاص کر یہ کتاب لکھی جیسا کہ مولانا اعظم اعلم مولانا علی نے لمعات کو عربی کیا۔
 شرح بھی عربی زبان میں لکھی۔ اسرار معارف الہی بہت کچھ اس میں درج فرمائے۔

جب حضرت محبوب یزدانی اطراف عراق و خراسان و ماوراء النہر میں تشریف لے گئے
 وہاں کے سادات نے کتاب بحر الانساب پیش کی۔ حضرت محبوب یزدانی نے کتاب مذکور
 سے منتخب کتاب اشرف الانساب تصنیف کی اور کتاب بحر الاذکار بھی وہاں ہی تصنیف فرمائی
 اور رسالہ اشرف الفوائد اور فوائد الاشراف ملک گجرات میں تصنیف فرمایا اور کتاب بشارت الذاکرین

اور رسالہ تبیہ الاخوان اور رسالہ بشارت الاخوان بپاس خاطر حضرت مشدعالی بیف خاں تصنیف فرمائے۔ اور روم میں رسالہ مصطلحات تصوف تحریر فرمایا۔ اور رسالہ مناقب خلقار راشدین فضائل اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں لکھی جس پر علمائے محمد آباد گوہر نے بیب مناقب حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم اعتراض کیا تھا۔ اور چند رسالے تصوف میں بمقام روم اور لکھے جن کے نام یاد نہیں۔ اور رسالہ حجتہ الزاکرین بنگالہ میں تصنیف فرمایا۔ اس رسالہ میں پانچوں وقت بعد اوائے فریضہ تین بار باواز بلند کلمہ طیبہ کا ثبوت احادیث اور تفاسیر سے فرمایا ہے۔ اس رسالہ کو نصیحت نامہ کے نام سے بھی موسوم کرتے ہیں۔

اور کتاب فتاوائے اشرفیہ بزبان عربی محض بپاس خاطر حضرت نور العین تحریر فرمایا۔ اس کتاب میں مسائل فقہ بڑی بڑی کتابوں سے انتخاب کر کے تصنیف فرمایا۔ یہ فتاویٰ جامع مسائل ضروریہ مذہب حنفیہ میں اس خوبی کے ساتھ لکھا کہ کوئی ایسا مسئلہ نہ تھا کہ جس کی سفر و حضر میں دیکھنے کی ضرورت نہ ہو۔

علم تفسیر میں کتاب تفسیر ریح سامانی اور کتاب تفسیر نور بخشہ تصنیف فرمائی۔ جس میں تمام مسائل تصوف مثل خواجہ روز بہاں نقلی رحمۃ اللہ علیہ بکمال خوبی درج فرمائے اور کتاب ارشاد الاخوان اور ادواشغال مشائخ چشت اہل بہشت میں اور رسالہ بحث وحدت الوجود میں یہ ایک نایاب رسالہ ہے جس میں ستر ہزار آیت کو بہ دلائل احادیث و تفسیر تحریر فرمایا اور رسالہ تجویزیہ در تجویز لعن بریزید جو نپور میں علمسار کے مباحثہ کے بعد تحریر فرمایا اور موافق عقیدہ صاحب عقائد نسفی بیزید پر لعنت فسقی کہتا جائز ثابت کیا۔ اور کتاب بحر الحقائق میں معرفت و حقیقت بیان فرمائے۔ اور علم نحو میں نحو اشرفیہ تصنیف فرمایا جس میں تمامی مسائل نحوی بالتفصیل درج فرمائے۔ اور کتاب کنز الدقائق فن تصوف میں تصنیف فرمائی۔ اور رسالہ بشارت المریدین حسب درخواست سلطان ابراہیم ثرئی جو نپور میں تصنیف کیا۔ اور رسالہ غوثیہ ذکر مردان اہل خدمات ابدال و اوتاد و غوث و قطب وغیرہ میں تصنیف کیا۔ اور رسالہ قبر یہ اپنے قبر شریف میں لکھا۔ یہ ۲۷ محرم کو قبر شریف میں آرام فرمانا عالم حیات میں تھا۔ اس میں رسالہ قبر یہ اور بشارت المریدین اور ۲۸ محرم کو جملہ خلقار اور مریدین باصفا کے حق میں دعائے خیر فرمائی

اور اسی تاریخ ۲۸ محرم کو بعد ظہر مجلس صبح میں رحلت فرمائی۔ مقام اعلیٰ علیین کی طرف روانہ ہوئے چنانچہ اب تک سجادہ نشینان خاندان حسنی مراسم عرس و فاتحہ قتل اسی تاریخ پر ادا کرتے ہیں۔ جیسے کہ اولاد شاہ حسین سجادہ نشین چھوٹی سرکار کے ایک دن پیشتر حضور کے وصال ۲۷ محرم کو رسم فاتحہ ادا کرتے ہیں۔ جس میں حالات نزول ملائکہ اور اظہار اپنے عقائد حقہ اور بشارت عالم غیب تحریر فرمایا اور علم اصول میں فصول اشرفی لکھی۔ ایک جلد مکتوبات اشرفی آپ کے صاحب سجادہ حضرت نور العین نے جمع کی مرقومات اشرفی کا ذکر پہلے اچکا جس کو حضرت مولانا نظام الدین مینی حضرت کے خلیفہ نے جمع کیا۔ ایک جلد رقعات اشرفی جس کو حضرت مولانا شیخ محمد دریم نے جمع کیا تھا۔ اس میں مختصر رقعات حضرت محبوب یزدانی درج کئے ہیں اور دیوان اشرف ایک مہبوط کتاب منظوم ہے جس کو اہل زمانہ مثل دیوان حافظ لسان الغیب مانتے ہیں۔

حضرت نور العین نے فرمایا کہ جس وقت امیر تیمور گورکانی حضرت محبوب یزدانی کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ تقشیش خاں پر فوج کشی کرنا چاہتا ہوں حضور فال نیک دیکھ کر بتلائیے۔ حضرت کے سامنے آپ کا دیوان رکھا ہوا تھا۔ اس میں جو قال دیکھی یہ شعر برآما ہوا

ازایت و حدیث دو قرن اند بیقرانی اسے بادشاہ کوش کہ صاحب قرآن شوی
لقب صاحب قرانی امیر تیمور کو حضور کے دیوان کے قال سے عطا ہوا۔ بعد ملاحظہ فرمائیں

امیر صاحب قرآن کے حضرت محبوب یزدانی دست بدعا ہوئے اور فاتحہ پڑھا۔ چنانچہ آپ کی دعا کے برکت سے سلطان صاحب قرآن نے غنیم پر نصرت و فتح پائی... حضرت محبوب یزدانی نے فرمایا کہ اس فقیر نے حضرت شیخ محی الدین ابن عربی کی تصانیف سے پانچ سو کتابیں دیکھی ہیں۔ بیشتر آپ کی تصانیف فن حدیث و تصوف میں دیکھی گئی... دوسو سپاس کتابوں کا دیباچہ اور خطبہ مجھ کو یاد ہے۔ خاتمہ کتاب مکتوبات اشرفی میں حضرت نور العین سے منقول ہے کہ حضرت محبوب یزدانی نے فرمایا کہ اس فقیر کو سند علم قرأت کی معنی پانچ پشتوں تک اپنے آباؤ اجداد سے علی الانصال پہنچا ہے جس کی سند علی ابن حمزہ الکسانی سے اور پر مشوب ہے۔ میرا عمل قرأت عاصم اور تافع پر ہے۔ اور یہ بھی فرماتے تھے کہ میرے زمانہ سلطنت میں میرے خاندان سادات نور بخشیدہ سے ستر حافظ قرآن اور قاری قرآن ایک زمانے

میں موجود تھے۔ سبحان اللہ کیا شان ہے حضرت محبوب یزدانی کی کہ پانچ پشتوں میں سلطان ابن سلطان اور سید ابن سید اور ولی ابن ولی اور حافظ ابن حافظ اور قاری ابن قاری اور عالم ابن عالم برابر نسلاً بعد نسل حضرت تک ہونے چلے آئے۔ یہ فضیلت خاص حضرت اسی کے خاندان عالی کو اللہ تبارک و تعالیٰ نے عطا فرمائی تھی۔

ذَلِكَ فَضْلُ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَن يَشَاءُ وَاللَّهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ ط

فقیر اثرنی جامع رسالہ ہزانے اس مقام پر ایک غزل لکھی ہے۔
 دکھایا جو ہر علمی لیاقت اسکو کہتے ہیں
 اٹھایا جب قلم جس علم کو چاہا کیا ظاہر
 مرے سلطان اشرف کے کلام پاک کو دیکھو
 جہاں پہنچا قدم ان کا وہیں اپنی عنایت سے
 کیا سائے جہاں میں سکر اپنے نام کا جاری
 ترے ذمے رسالے اثرنی اب انکی مدحت میں
 ہوئی تصنیف ہر فن میں بلاغت اسکو کہتے ہیں
 لکھے مضمون عجب نادر و نہایت اسکو کہتے ہیں
 مسلسل بھی مقفی بھی بشارت اس کو کہتے ہیں
 دکھائے راہ حق سب کو ہدایت اسکو کہتے ہیں
 کمالات تصوف میں ولایت اسکو کہتے ہیں
 عجب مضمون نکلتے ہیں ذکاوت اس کو کہتے ہیں

حضرت مولانا نظام الدین مین فرماتے ہیں کہ ایک دن حضرت محبوب یزدانی نے فرمایا کہ عالم غیب سے مجھ کو الہام ہوا ہے کہ جس نے تم کو اخلاص و محبت سے دیکھا ہے اور تمہاری صحبت اختیار کی ہے وہ بخشا جائے گا۔

حاضرین مجلس عالی مثل حضرت مولانا شیخ کبیر العباس سرور پوری اور حضرت مولانا شیخ عارف مکرانی اور حضرت مولانا شیخ معروف الدیمیوی اور حضرت مولانا فاضل رفیع الدین اودھی اور حضرت مولانا شیخ شمس الدین فریادرس صدیقی اودھی اور بہت سے اصحاب اس بشارت کے سننے سے بارگاہ الہی میں شکرانہ ادا کرنے لگے اور یہ شعر پڑھنے لگے۔

پیشکراں کہ مرا مشرودہ اماں آمد
 نوید فتح و بشارت ازاں جہاں آمد

الحمد لله على هذه النعمة الشريفة والوعدة الرفيعة۔

اشعار

غلامانِ مشہ سمنان کو یہ مژدہ مبارک ہو
 طویل اشرف عالم ہوئے آزاد دوزخ سے
 ملے گی چاہتے والوں کو ان کی نعمتِ جنت
 ستائی وی میرے آقا کو یہ آوازِ برزخ سے
 جھکا یا جس نے سر محبوب یزدانی کے قدموں پر
 رہائی پا گیا ہے شبہ وہ دنیا کی چخ چخ سے
 حضرت محبوب یزدانی نے فرمایا کہ حضرت علی ثانی سید علی ہمدانی جامع علوم ظاہری و باطنی نے حضرت شیخ شمس الدین محمود سے کہا کہ میرے لئے کیا فرمان ہے۔

انہوں نے فرمایا کہ فرمان یہ ہے کہ سارے عالم میں تین مرتبہ گشت کرو۔
 جب ایک مرتبہ آفتاب کی طرح زمین کے گرد چکر لگایا تو یہ فقیر اشرف بھی ذرہ کی طرح
 ہمراہ رکاب تھا اور بہت سے سلوک کے قائدے اور روشنی کے حقائق اور وجد اور ذوق
 جو میں نے سید سے پائے اگر بدن کے تمام رونگٹے زبان ہو جائیں تو اس کا شکر یہ ہزار حصہ ۵
 ایک حصہ بھی ادا نہ کر سکوں۔

شعر

ہر بال بدن کا مرے بن جائے جو زباں
 ممکن نہیں ایک شکر بھی تیرا کروں بیاں
 حضرت سید علی ہمدانی فرماتے ہیں کہ ایک ہزار چار سو اولیاء اللہ کی صحبت مجھ کو ملی ہے
 اور ہر بزرگ سے مجھ کو فیض اور فائدہ حاصل ہوا ہے۔

شعر

مجھے تافع ہوا ہر ایک گوشہ
 ہر اک خرمین سے میں نے پایا خوشہ
 اور ان سب نعمتوں اور فوائد سے فرزند اشرف تم کو بھی حصہ ملا ہے۔
 ایک دن جب کہ سید علی ہمدانی مدینۃ الاولیاء میں چار سو اولیاء کے ساتھ ایک جلسہ
 میں پہنچے ہیں اور یہ فقیر اشرف بھی ہمراہ موجود تھا اور جو فوق اور لطف آپ کے دیدار تبرک
 اور نظارہ رخسار پُر انوار سے حاصل ہوا تھا ہرگز یاد سے نہیں جاتا۔

شعر

کسی کو چینیں روز بیند بخواب
 بود تا شب مرگ و ہنیش پر آب

حضرت محبوب یزدانی نے فرمایا کہ ۲۷ شب ماہ رمضان المبارک ۸۶۲ھ ہجری کو آستانہ روح آباد کچھوچھو شریف میں تمام ہمراہیوں کو میں نے شب قدر کی عزت سے ممتاز کیا چنانچہ حضرت نور العین اور حضرت محمد و یحییٰ اور حضرت شیخ رکن الدین شاہ ہباز اور حضرت شیخ اہل الدین سفید باز اور حضرت شیخ جمیل الدین ہباز اور حضرت قاضی رفیع الدین اودھی اور حضرت شیخ شمس الدین فریادرس اور حضرت شیخ عارف اور حضرت شیخ معروف اور بہت سے قلندران ہمراہی جو زیور تجرد سے آراستہ تھے اور حضرت ملک محمود جو نہایت خاص مرید با اعتقاد تھے اور بہت سے خدام بارگاہ اثرنی میں اس خصوصیت انوار و برکات شب قدر سے مشرف ہوئے۔ اس وقت اللہ تعالیٰ کی مہربانیوں کے فرشتے اترتے ہیں اور حضرت رحمان کی عنایتیں نازل ہوتی ہیں۔ ہاتھ غیب نے لاکھوں تعظیم اور تکریم کے ساتھ حق تعالیٰ کی طرف سے یہ ندا دی کہ "اشرف میرا محبوب ہے۔"

قطعہ

ہاتھ غیبی نے بہ حکم خدا دی حرم پاک میں آکر ندا
اے اشرف دہرے حصّہ ترا بولا خدا پیارا ہے اشرف مرا
جب کہ احسن نے یہ مژدہ سنا جو تھا وہاں گل کی طرح کھل گیا
حاضرین نے اس خوش خبری کو سن کر اور مژدہ سے آگاہ ہو کر مسرت کو نبین پائی اور زبان
حال سے ہر ایک نغمہ سرا ہوا۔

غزل

ہمارے شاہ سمنانی ہوئے محبوب یزدانی
تمامی اولیا عصر کا افسر کیا حق نے
دل مردہ بشارت ہو تجھے زندہ کریں گے پھر
یہ ہیں اولاد میں ہمیشہ سلطان جلیاں کے
در دیباے عرفانی ہوئے محبوب یزدانی
ملا اوج سلیمانی ہوئے محبوب یزدانی
ہمارے عیسیٰ ثانی ہوئے محبوب یزدانی
سراپا نور ربانی ہوئے محبوب یزدانی
روا ہوں گی باسانی ہوئے محبوب یزدانی
مرے محبوب یزدانی ہوئے محبوب یزدانی
غلامان شہ سمنان تمہاری حاجتیں ساری
خدا عاشق ہوا ان پر تو یہ رجب دیان کو

فقیر اثرنی تجھ کو طفیل اشرف سمناس طے گا ذوق و جدائی ہوئے محبوب یزدانی
حضرت محبوب یزدانی کے معمول سے نکھا کہ آپ ہمیشہ نماز فجر خانہ کعبہ میں ادا کرتے تھے۔ ۲۷ رمضان
کی صبح کو جب حسب معمول نماز فجر خانہ کعبہ میں ادا کرنے کے لئے کعبہ شریف میں گئے اور نماز کامل
طور سے ادا فرمائی، حضرت شیخ نجم الدین اصفہانی جو اہل حرم کے قبلہ محترم تھے حضرت محبوب
یزدانی کو دیکھتے ہی فرمایا کہ: 'آئی آئی' محبوب یزدانی یہ خطاب حق تعالیٰ کی طرف سے اشرف
سمنانی کو مبارک ہو۔ بحر مہتاب النبی والہ الامجاد۔

حضرت محبوب یزدانی نے بڑی تعظیم کے ساتھ سر مبارک جھکایا اور شیخ نجم الدین نے بڑے
اعزاز کے ساتھ آپ کے سر اپنی گود میں لے لیا۔ چنانچہ اس وقت حرم کعبہ شریف میں پانچ سو مشائخ
اولیاء کرام سے موجود تھے۔ سب کی عجیب و غریب حالت ہو گئی۔ ہر ایک پر واردات کی نسیم اور
گلستانِ مواجید کی ہوا چل گئی۔ سب نے اس بات کی مبارکباد دی۔

مثنوی

ہو مبارک خطاب محبوبی	باہزاراں کھسال و صد خوبی
خلعتِ دلبری مبارک ہو	حسنِ زیب تری مبارک ہو
آپ ہوتا ہے جب خدایا عشق	کرے مخلوق کی طلب خالق
ہوتے وارسل جو عاشق و معشوق	کے خالق کہیں کے مخلوق
پھر دوئی کا نشاں ہوا معدوم	ایک ہی ذات ہوتی ہے معلوم
ہوا دریا سے مل کے قطرہ گم	نام کو بھی نہیں رہے اسم تم
آپ جب مٹ گئے وہی ہے وہی	دوسرے کی جگہ کہیں نہ رہی
بیس فی جنتی کا ہے یہ محفل	عقل و دانش میں یاں پڑیں گے غفل
رمز وحدت کی کوئی کیا جانے	یا ولی جس نے یا خدا جانے
اثرنی وجد میں نہ ہو پر جوش	شرع کہتا ہے اس عمل میں خموش

اسی طرح تمام بزرگانِ زمانہ جو حضرت محبوب یزدانی کو دیکھتے خطاب محبوب یزدانی کے ساتھ

مخاطب کرتے۔

حضرت شیخ محمد زینتیم عباسی سرور پوری جو حضرت محبوب یزدانی کے خلیفہ ارجمند اور پیارے
فرزند تھے نہایت ادب اور تعظیم سے خدمت عالی میں عرض کیا کہ حضرت محبوب سجائی قطب
ربانی غوث الثقلین سید عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو لوگ خطاب محی الدین سے
مخاطب کیا کرتے تھے اس کا واقعہ کس طرح گذرا تھا۔

حضرت محبوب یزدانی نے فرمایا کہ جب میں بغداد شریف گیا اور فرزند ان حضرت غوث الثقلین
سے دریافت کیا تو انہوں نے کہا کہ خود حضرت غوث الثقلین سید عبدالقادر جیلانی فرماتے تھے
کہ جمعہ کا دن تھا۔ میں سفر سے لوٹ کر بغداد آ رہا تھا۔ ننگے پیر تھا۔ میرا گذر راستہ میں ایک بیار
پر ہوا جس کا رنگ بدلا ہوا تھا اور بدن کمزور تھا۔ مجھے اس نے دیکھتے ہی سلام کیا اور کہا کہ:
السلام علیک یا عبدالقادر۔

میں نے اس کو جواب دیا۔

وہ بولا کہ میرے پاس آؤ۔ میں اس کے قریب گیا۔

اس نے کہا مجھے بیٹھا دیکھئے۔ میں نے اس کو اٹھا کر بیٹھا دیا۔

اس کا بدن نازہ رنگ چہرہ حسین اور صاف ہو گیا۔

اس سے میں نے پوچھا کہ تم کون ہو؟

کہا، کیا تم مجھ کو نہیں پہچانتے

میں نے کہا نہیں۔

وہ بولا کہ میں دین اسلام ہوں۔ میری یہ حالت ہو گئی تھی کہ جس کو تم نے پہلے دیکھا تھا

مجھ کو اللہ تعالیٰ نے تمہاری ذات سے زندہ فرمایا ہے۔ تم محی الدین ہو۔ یعنی دین کے زندہ

کرنے والے۔

میں نے اس کو چھوڑ دیا اور جامع مسجد میں گیا۔ ایک شخص میرے سامنے آیا اور اپنا

جو ترپاؤں کے سامنے رکھا اور کہا: "اے شیخ محی الدین!"

میں نماز فجر ادا کر چکا تو لوگ ہر طرف سے میری طرف جھک پڑے اور میرے ہاتھ پاؤں

چومنے لگے اور کہنے لگے کہ 'اے شیخ محی الدین! حالاں کہ مجھ کو کبھی اس سے پہلے اس لقب سے کوئی نہیں پکارتا تھا۔

حضرت قطب ربانی محبوب سبحانی سیدی وجدی سید ابو محمد شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ کو بعد تحصیل علوم ظاہری اور تکمیل علوم باطنی ایک روز عالم غیب سے الہام ہوا کہ اے عبدالقادر جیلانی تم ہمارے ساتھ عاشقی چاہتے ہو یا معشوق بننا چاہتے ہو۔

اس الہام کو حضرت نے اپنی والدہ ماجدہ ام الخیر بی بی فاطمہ ثانیہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا سے جو مرتبہ معرفت الہی میں کمال رکھتی تھیں عرض کیا۔

انہوں نے فرمایا: بیٹا تم معشوقی قبول کرو اور عاشقی ہرگز قبول نہ کرنا۔ عاشقی کا کوچہ بہت دشوار گزار ہے۔ تمہارے جد حضرت امام حسین علیہ السلام نے اس عاشقی کے کوچہ میں کیا کیا مصائب اور شدائد جھیلے۔ تمام خاندان کو قتل کروادیا۔ خود بھی تین دن کے بھوکے پیاسے شربت شہادت پی کر جنت کو روانہ ہوئے۔

چنانچہ جب ملکوت سموات حضرت غوث پاک کو خطاب محبوب سبحانی کا ملا تو تمام اولیائے روئے زمین کے کانوں میں یہ صدا پہونچی اور سب کو اس کا علم ہو گیا۔

جیسا کہ خطاب محی الدین کا تذکرہ اوپر گذرا خاندان امام حسن علیہ السلام میں حضرت غوث پاک رضی اللہ عنہ کو محبوب سبحانی کا خطاب ملا۔ اور خاندان امام حسین علیہ السلام میں حضرت سلطان الاولیاء میر سید اوحدا الدین والد تیاخند روم سید اشرف جہانگیر منانی قدس سرہ کو عالم ملکوت سے خطاب محبوب یزدانی کی مذاجبت فشتروں نے آسمان پر پلٹ کر تو تمامی اولیائے روئے زمین پر اس کا اعلان ہو گیا۔ جیسا کہ اوپر اس کا ذکر ہوا۔ قصیدہ غوثیہ میں حضرت غوث پاک نے فرمایا ہے۔

وکل ولی له قدم والى على قدم النبی بدم الکمال

اس سے یہ بات ثابت ہوتی کہ جتنے اولیاء اللہ دنیا میں ہوتے ہیں سب قدم بہ قدم ایک ایک نبی کے پیدا کئے جاتے ہیں۔ چنانچہ حضور غوث الثقلین قدس سرہ نے فرمایا کہ سارے اولیاء اللہ قدم بہ قدم ایک ایک نبی کے پیدا ہوتے ہیں اور میں اپنے جد رسول صلی اللہ علیہ وسلم

کے قدم بہ قدم پیدا کیا گیا ہوں۔

چنانچہ ایک دن حضرت محبوب جانی اپنے وعظ میں انگنت شہادت اٹھا کر یہ ارشاد فرماتے تھے کہ قسم خدا کی یہ انگلی عبدالقادر کی نہیں ہے۔ یہ انگلی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ہے۔

حضرت قاصی رفیع الدین اودھی کو اس کے جاننے کی بڑی بے چینی تھی کہ حضرت محبوب یزدانی کس نبی کے قدم بہ قدم پیدا ہوئے ہیں اور کس برگزیدہ رسول کے مشرب میں فائز المرام ہوئے ہیں۔ اس قلق کو دفع کرنے کے لئے حضرت محبوب یزدانی کی خدمت میں عرض کیا۔ فرمایا کہ مجھ کو ایک عرصہ دراز تک اس بارے میں شبہ تھا کہ میں کس نبی کے قلب پر ہوں یا آخر حضرت شیخ نجم الدین اصفہانی کی طرف میں نے رجوع کیا اور تنگ قلبی ترکی کو انکی خدمت میں بھیجا کہ جو کچھ وہ فرمائیں اس کی خبر مجھے بیان کرو۔ جب حضرت تنگ قلبی منزلوں کی راہ طے کئے حضرت شیخ نجم الدین اصفہانی کی خدمت میں مکہ معظمہ پہنچے اور ان کی شرفِ ملازمت سے مشرف ہوئے۔

فرمایا کہ خوب آئے۔ تمہاری پیشانی میں اس آفتاب پرست کا نور روشن دیکھ رہا ہوں، اور سورج کے ہمسایہ کا ظہور تمہارے چہرہ میں ظاہر پاتا ہوں۔ تمہارا آفتاب پرست اچھا ہے۔ حضرت تنگ قلبی نے اس بات کو سن کر اپنے دل کی حالت غیر پائی۔ چون کہ حضرت محبوب یزدانی کا حکم تھا لہذا تعمیل حکم میں کہا کہ اچھے ہیں اور آپ کی ملاقات کا اشتیاق ہے۔

پھر حضرت شیخ نجم الدین نے فرمایا کہ تمہارا آفتاب پرست کس کام میں ہے؟ حضرت تنگ قلبی کہتے ہیں کہ چون کہ حضرت محبوب یزدانی کی توجیہ نظر سے ہم بہرہ مند تھے، سمجھ گئے توجیہ الی اللہ کی نسبت دریافت فرماتے ہیں۔ میں نے عرض کیا کہ نور آفتاب کو مختلف رنگ کے شیشوں میں اور چہرہ خورشید کو مختلف جواہر کے آئینہ میں دیکھتے ہیں۔

فرمایا کہ اگر آنکھیں خیرہ نہیں ہیں تو اس کو آسمان پر کیوں نہیں دیکھتا اور آئینہ میں اگر رنگ نہیں ہے تو کیوں ان باتوں کو آفتاب ہی میں نہیں دیکھتا۔

حضرت تنگ قلبی نے جب اس بات کو سنا تو حضرت محبوب یزدانی کی طرف چلنے کا رخ کیا

اسے یہ ذکر نہیں کیا کہ کس لئے دعا کی اور وہ غوثیت سے مستغفرف ہوئے۔ اسے یہ بزرگ حواجب یوسف ہمدانی سے
دیکھو بھجیہ الاسرار۔

اور بعد قطع منازل خدمت اقدس حضرت محبوب یزدانی کے مژدہ رساں حاضر ہوئے۔

حضرت نے دریافت فرمایا کہ انہوں نے کیا کہا ہے؟
عرض کیا کہ شیخ نجم الدین نے جب مجھ کو دیکھا تو فرمایا کہ تمہارا آفتاب پرست کیا کرتا ہے۔
میں نے جواب دیا جو اوپر لکھا ہے۔

علی بن عیسیٰ المشرب

حضرت محبوب یزدانی کے چہرہ انور اور پیشانی منور پر آثار خوشی کے ظاہر ہوئے اور
فرمایا الحمد للہ کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے مجھ کو قدم عیسیٰ علیہ السلام تک رسائی فرمائی ہے اور میرے
کام کو قلب عیسوی پر انجام دیا۔

حضرت شیخ ابوالوفا خوارزمی فرماتے تھے کہ حضرت محبوب یزدانی کی عادت اور کرامات
سے بھی ظاہر ہوتا ہے کہ آپ عیسوی المشرب ہیں۔ کیوں کہ مردہ کو زندہ کرتا اور اندھے اور کورھی
کو تندرست کرتا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا معجزہ تھا، بعینہ حضرت محبوب یزدانی کی کرامتوں

سے ظاہر ہوا ہے۔

حضرت محبوب یزدانی فرماتے تھے کہ غوث لوگوں کی نگاہوں سے کبھی پوشیدہ رہتا
ہے اور کبھی ظاہر ہوتا ہے۔ اور ممکن ہے کہ غوث کی دعا سے دوسرے کو مرتبہ غوثیت مل جائے
چنانچہ حضرت غوث الثقلین شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی غوث کی دعا سے ہمدہ غوثیت پر
مشرق ہوئے۔

نقل ہے ابوسعید عبداللہ ابن محمد ابن عبداللہ ابن علی ابن عمر تمیمی شافعی سے انہوں
نے کہا کہ جوانی کی عمر میں طالب علمی کے لئے بغداد میں گیا۔ اور ابن سقار ان دنوں میرا دوست
تھا اور سلسلہ تعلیم مدرسہ نظامیہ میں عبادت اور تعلم اور بزرگوں کی زیارت میں کیا کرتا تھا۔ اور ان
دنوں میں بغداد میں ایک شخص تھے جن کو لوگ غوث کہتے تھے۔ جب وہ چاہتے نگاہ سے پوشیدہ
ہو جاتے اور جب چاہتے ظاہر ہو جاتے۔ تو میں نے اور ابن سقار اور شیخ عبدالقادر جیلانی
قدس سرہ نے اس غوث کی زیارت کا ارادہ کیا۔ ابن سقار نے کہا کہ آج ان سے وہ سوال
کروں گا جس کے جواب سے وہ عاجز ہو جائیں گے۔ اور میں نے کہا کہ ایک ایسا مسئلہ پوچھوں
گا دیکھو کیا جواب دیتے ہیں۔ حضرت غوث الثقلین نے فرمایا کہ خدا کی پناہ کہ میں ان سے کچھ

پوچھوں۔ میں تو ان کے پاس ان کی نظر کی برکتوں کا منتظر ہوں گا۔
 جب ہم تینوں ان کے یہاں گئے تو ان کو نہ پایا۔ تھوڑی دیر کے بعد کیا دیکھا کہ اسی
 مقام پر بیٹھے ہوئے ہیں۔ ابن سفار پر جلال کی نگاہ ڈال کر فرمایا کہ:
 تجھ پر افسوس ہے تو مجھ سے ایسا سوال کرنا چاہتا ہے کہ جس کا جواب میں نہ جانتا ہوں؟
 تیرا سوال یہ ہے اور اس کا جواب یہ ہے۔ پھر ابن سفار کی طرف رخ کر کے کہا کہ اے ابن سفار
 میں تجھ میں کفر کی آگ دیکھ رہا ہوں کہ بھڑک رہی ہے۔ پھر مجھ پر نظر کی اور فرمایا کہ:
 اے عبداللہ! تم چاہتے ہو کہ مجھ سے مسئلہ پوچھو اور منتظر ہو کہ میں اس میں کیا
 کہتا ہوں۔ تمہارا سوال ایسا ہے اور اس کا جواب ایسا ہے۔ بے ادبی کی وجہ سے تم دنیا میں
 کان کی لوتک غرق ہو گئے۔

اس کے بعد شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ کی طرف نگاہ کی اور اپنے پاس بلایا اور
 بڑی عزت کی اور فرمایا کہ اے عبدالقادر تم نے اللہ اور رسول خدا کو راضی کر لیا۔ اس خوبی
 ادب پر جو تم میں دیکھتا ہوں تم بعد ازیں منبر پر آؤ گے اور علانیہ کہو گے۔
 قدمی ہذا علی رقبۃ کل ولی اللہ۔

اور میں دیکھتا ہوں کہ اس وقت تمام اولیاء اور وئے زمین اپنی گردنیں جھکاتے ہیں
 یہ فرمایا اور پھر فوراً وہ ہم لوگوں سے غائب ہو گئے پھر ان کو نہ دیکھا۔
 تھوڑی مدت میں بزرگیوں کی نشانی شیخ عبدالقادر جیلانی میں رہنمائی الہی ظاہر
 ہونے لگیں۔ ان کی ولایت پر خاص و عام نے اجماع کر لیا اور ایک دن وہ منبر پر چڑھے
 اور فرمایا :- قدمی ہذا علی رقبۃ کل ولی اللہ۔ اور اس وقت کے تمام
 اولیاء اللہ نے آپ کی بزرگی کا اقرار کیا۔

اور ابن سفار نے اس قدر علوم شریعت حاصل کیا کہ اکثر علمائے زمانہ سے مناظرہ
 کرتا اور جمیع علوم میں بڑھ گیا اور مشہور ہو گیا۔ اس کی تقریر بڑی فصیح تھی اس کے بیان
 میں بڑا لطف آتا تھا۔ سلطان نے ملک روم میں ان کو اپنا ایلیچی بنا کر بھیجا۔ شاہ روم نے
 جب دیکھا کہ وہ صاحب علوم اور فنون ہے اور عجیب فصاحت رکھتا ہے، تو نصاریٰ کے

ابن سفار
 کا انجام

درویشوں اور علماء کو جمع کیا تاکہ وہ ایک دوسرے سے بحث کریں اور خود اس کا نظارہ کرے
جب دونوں کی بحث پوری ہو گئی اور تقریر ختم ہوئی، ابن سقار نے بحث میں زور
دلیل سے سب کو الزام دیا اور دلائل قویہ سے سب کو عاجز اور بے چین کر دیا۔ شاہ روم
کے دربار میں اس کو بڑا مرتبہ حاصل ہوا۔ یہاں تک کہ اس کی نگاہ شاہ روم کی لڑکی
پر پڑی اور فریفتہ ہو گیا۔

شعر

بتلا اس دم ہوئی جان شریف دیکھا جب اس ماہ کا حسن لطیف
اور بادشاہ سے درخواست کی کہ وہ لڑکی اس کو دے دے۔ شاہ روم نے کہا کہ میں اس کو
لڑکی نہ دوں گا مگر اس وقت کہ وہ نصرانی ہو جائے۔ حضرت عشق کی عجیب کرامت ہے
جس کے دل میں گذر گیا کفر اور اسلام سے اس کو تعلق نہ رہا۔

قطعہ

دین و دنیا پھر کہاں اس دل میں جو شہسریار عشق کا ایوان ہوا
ملک دل میں عشق ہے اک بادشاہ غل مچا جب حکمراں سلطان ہوا
بادشاہ عشق کو کب زوال پر تو خورشید جب پنہاں ہوا
اس لڑکی کو جب مانگا اور عنوت پاک کی بات یاد آئی اور یقین کر لیا کہ اس
بے ادبی کا نتیجہ ہے۔

مثنوی

یے ادب ہوتا نہیں ہے رستگار آسماں کا ہے ادب ہی سے وقار
گر ادب سے باندھ لے حلقہ نہ سانپ ہوشنرانہ پر وہ کیسے پہرہ دار
آخر نتیجہ یہ ہوا کہ ابن سقار نے اس لڑکی کے عشق میں مذہب نصاریٰ اختیار کیا
اور کافر ہو گیا۔

راوی کہتا ہے کہ میں دمشق میں گیا۔ مجھ کو سلطان نور الدین شہید نے طلب کیا اور
ازراہ کرم اوتاف کی حکومت مجھ کو دی۔ دنیا نے مجھ پر بہت توجہ کی اور عنوت کا کہن

ہم سب پر صبح اور درست آگیا۔

حضرت محبوب یزدانی سے حضرت نور العین نے عرض کیا کہ منداہ کیا آپ فرماتے تھے کہ انہیں دنوں میں غوث زمانہ دنیا سے انتقال فرمائے گا۔

فرمایا کہ چند مہینے کے بعد معلوم ہوگا کہ بعد چند روز کے یہ نوبت کس کے دروازے پر بھائی جاتی ہے۔

قطعہ

کون ہے در پر بھاتے جس کے ہیں کوس دولت حسب فرمان خدا
 کون ہے جس کو حسین خاص ہے ندا آتی کہ میرے پاس آ
 اتفاقاً انہیں دنوں حضرت محبوب یزدانی کو سفر درپیش ہوا۔ حضرت کبیر نے عرض کیا کہ
 کئی مرتبہ عاجزانہ اور نیاز مندانہ گوش مبارک تک یہ درخواست پہنچائی کہ بندے کو اپنے ہمراہی
 سے مشرف کریں لیکن نصیب نہ ہوا۔ اس مرتبہ مجھے امید ہے کہ ہر کاری سے محروم نہ رہوں اور
 سر کے بل خدمت میں چلوں۔

فرمایا کہ بات یہی ہے کہ بغیر تمہارے مجھ کو بھی سفر میں مزہ نہیں آتا۔ لیکن اس ولایت اسلامی
 کی مقامی نگرانی کے خیال سے ضرورت پڑتی ہے کہ تم کو چھوڑ جاؤں

مجھے بھاتی نہیں ہے تیری فرقت مگر مجبور کرتی ہے ضرورت
 مگر اس مرتبہ جو آپ کے دل کی آرزو ہے ایسا ہی ہوگا کہ تم ساتھ چلو گے۔ فقراہمراہی
 مع علم اور خیام صوبہ گجرات کی طرف روانہ ہوئے۔ کیوں کہ اطراف دکن اور نواحی گلبرگہ
 حضرت محبوب یزدانی کو بہت پسند آتا تھا۔ اس طرف کی آب و ہوا مزاج اقدس کو
 بہت موافق تھی۔

شعر

نہ چرخ دیکھا نہ یک لالہ زار کہ گلبرگہ کی طرح ہو لالہ زار
 حضرت محبوب یزدانی کو ولایت گلبرگہ بہت پسند تھی آپ اس کو گلبرگہ فرمایا کرتے تھے۔

منزلوں کو طے کر کے جب بلاؤکن میں تشریف لائے اور معہ نشانِ جہانگیری قلندران ہمراہی حضرت بندہ نواز سید محمد گیسو دراز کی خانقاہ میں اترے حضرت کی عادت کریمہ سے یہ بات تھی کہ سفر اور حضر میں اکیلے اور تنہا سب سے علاحدہ اپنے خیمہ میں رہتے تھے۔ خادم اور اصحاب اور قلندران ہمراہی کے لئے جداگانہ خیمے نصب کرتے تھے اور ایک مضبوط اور عمدہ خیمہ حضرت کے لئے علیحدہ کھڑا کرتے تھے۔

شعر

رہیں گھریا کریں وہ سیر اطراف تھے عنقا کی طرح پاشدہ قاف
حضرت محبوب یزدانی اپنے اصحاب ولایت مآب کو مقرر وقتوں میں اپنے حریم خلوت
میں طلب فرمایا کرتے تھے۔ کبھی کبھی حضرت نور العین اور حضرت کبیر کو آدھی رات کے وقت
اور صبح کو اپنے پاس بلائے تھے اور حقائق اور معارف بیان فرماتے۔
ایک رات حضرت شیخ الاسلام گجراتی کو شرف حضور سے مشرف فرمایا۔ کچھ وقت گزرا اتفاقاً
کہ حضرت محبوب یزدانی پر ایسی حالت پر جوش طاری ہوئی کہ جس کی شرح ہو نہیں سکتی تھی اور
عجیب و غریب اضطراب اور انقلاب پیدا ہوا جس کا بیان کرنا غیر ممکن ہے۔ حضرت محبوب یزدانی
کی یہ حالت دیکھ کر حاضرین پر ہیبت کا ایسا غلبہ ہوا کہ خیمہ کے اندر نہ ٹکھڑے۔ بے اختیار ہاتھ نکل
پڑے اور خیمہ کے باہر بیٹھ گئے۔ دیکھتے ہیں کہ حضرت بے خودی کے عالم میں وجد فرما رہے ہیں
ایک پہر رات تک اسی حالت میں گزری۔ جب بے خودی فرو ہو گئی فرمایا کہ الحمد للہ یہ نعمت
مل گئی۔

حضرت نور العین اور حضرت شیخ کبیر اور حضرت شیخ الاسلام نے اس بات کو سن کر اور
اس حالت کو دیکھ کر گریبانِ حیرت میں سر ڈال دیا اور دہانے فکر میں غوطہ کھانے لگے کہ آخر
یہ کیا عجیب و غریب واقعہ ہے کہ حضرت محبوب یزدانی بے قراری اور حیرت کی اینگھیٹی میں
مشغول تھے اور آخر میں زبان مبارک شکر الہی سے رطب اللسان ہوئی۔ کسی میں یہ ہمت
ہو نہیں تھی کہ اضطراب کی وجہ دریافت کرے۔ اور باہم کہتے تھے کہ بھلا یہ قوت کس میں ہے کہ
حضرت سے سوال کرے۔ مگر تازہ پروردہ دولت جہانگیری حضرت نور العین نے یکمال دلیری

اپنی عادت کے موافق جرات کر کے عرض کیا اور جب کوئی اہم معاملہ ہوتا تھا تو حضرت نور العین
 ہی حضور سے دریافت کرتے تھے۔ گزارش کی حضرت کی بے چینی اور بے قراری کا کیا سبب تھا
 فرمایا کہ آج کی رات یکم ماہ رجب ستائیسواں ہے۔ غوث زمانہ اور قطب یگانہ کو کہ جن
 نے جبل الفتح پر شرف ہوئے تھے۔ اللہ تعالیٰ صحرائے شہادت سے بیابانِ غیبِ العیب میں
 لے گیا ہے اور ان کی سرمایہ وجود کو عالم محسوس سے نکال کر دنیا سے معقول کے گھر میں رکھ دیا ہے اور
 سارے بزرگان اور مقتدایان زمانہ اس کی امید رکھتے تھے اور پوری کوشش کر رہے تھے کہ یہ بزرگ
 عہدہ اور مبارک منصب ہمارے پر دہو۔ کسی بدن پر یہ قیمتی لباس اور کسی سر پر یہ تاج عظمت ٹھیک
 نہیں اترتا۔

تھے کوشش کے میدان میں سارے گئے مگر گیند کو سب نہیں لے گئے
 اللہ تعالیٰ نے بے انتہا لطف اور غیر متناہی کرم سے فقیر کے سر کو اس تاج کے لئے
 اور فقیر کے بدن کو اس لباس کے لئے تجویز فرمایا:

ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء واللہ ذو الفضل العظیم
 بے چارہ مجذوب شیرازی نے کیا خوب کہا ہے۔

شکر خدا کہ ہر چہ طلب کروم از خدا بر شہنائے ہمت خود کامراں شدم
 تمام اصحاب اور احباب نے اس مژدہ جانفرا کو سن کر خوشی کا تقارہ بجایا اور میخانہ ارم
 میں جام دولت و کامیابی نوش کیا۔

مثنوی

جب ندا پر سے آئی پُرز شوق صوفی گردوں کو آیا وجد و ذوق
 مژدہ کیا آیا حسریم خاص سے جس کو سن کر رقص سب کرنے لگے

قطعہ

وجد میں لگے سلام شہ سمانی یوں لگے کہنے میرا شاہ شہنشاہ ہوا
 قطب قطاب بنا سر پہ دھرا تاج غوث خازن گنج خدا پر حق آگاہ ہوا

سارے دنیا کے ولی ہو گئے زیرِ قلم نایب ختمِ رسل عن شوق اللہ ہوا
 آج سے درجہ ولایت کا عہدہ دینا اور معزول کرنا اس فقیر کو عطا ہوا ہے اور دورہ عالم کو
 میرے پر دیا ہے۔

شعر

جو چھوڑے تخت کوئی شاہِ ذی جاہ تو بیٹھے کون اس پر جز شہنشاہ

اس وقت جب مجھ کو حالت پر جوش پیدا ہوئی میں چشمِ زدن میں غوث کے جنازے پر
 پہنچ گیا اور ان کی تجہیز و تکفین کے بعد ہم نے ان کی نماز جنازہ کی امامت کی اور ان کے
 جنازہ کے چار پارے کو اس فقیر نے اور دو امامان ماتحت غوث عبدالرب و عبدالملک اور ایک
 اوتاد نے اٹھایا تھا اور ان کے مقام پر ان کو دفن کیا۔

حضرت محبوب یزدانی فرماتے تھے کہ اس عہدہ کی پردگی سے پہلے یہ فقیر امامان میں تھا
 اور مجھ کو عبدالملک کہتے تھے اور میری جگہ تخت غوث کے بائیں جانب تھی۔ جب اس فقیر کی جگہ
 مقام غوثیت ٹھہری تو عبدالرب جو تخت کے دائیں جانب تھے بائیں طرف میری جگہ پر آئے اور
 عبدالملک ان کا نام ہوا اور وہ اسی طرف چار مردان اوتاد سے ایک ترقی پا کر عبدالرب کی جگہ
 پر آیا اور زمرہ اوتاد میں ایک مرد گروہ ابدال سے ترقی پا کر داخل ہوا اور ابدال میں ایک مرد
 گروہ اخبار سے ترقی پا کر آیا اور اخبار میں ایک مرد ابرار سے داخل ہوا اور ابرار میں ایک مرد
 گروہ سنجار سے داخل ہوا اور سنجار میں ایک مرد نقبار سے آیا اور نقبار میں عام اہل ایمان سے
 اگر ایک مرد مخصوص ہوا۔ اس مرتبہ اس فقیر کے کہنے سے فرزندت گزلی کو گروہ نقبار میں
 داخل کیا ہے۔

حضرت محبوب یزدانی فرماتے تھے کہ ممکن ہے کہ کسی کافر کو بجائے اس مسلمان کے
 مشرف بہ اسلام کر کے ان میں داخل کریں چنانچہ طبقات الصوفیہ میں ہے کہ حضرت غوث الثقلین
 کے ایک مرید کا بیان ہے کہ میں آپ کی خدمت میں مشغول تھا اور اکثر اتوں کو جاگتا رہتا تھا۔
 ایک رات حضور غوث الثقلین گھر سے باہر تشریف لائے۔ پانی کا لٹا میں سامنے لے گیا۔ توجہ نہ
 فرمائی اور مدرسہ کی طرف رخ کیا۔ دروازہ کھل گیا تو آپ باہر نکل آئے اور میں بھی آپ کے پیچھے

پچھے اس طرح جا رہا تھا کہ حضرت کو میرے خیال میں اس کی خبر نہ تھی کہ میں ہمراہ ہوں۔ جب بغداد کے شہر پناہ کے دروازہ پر پہنچا آپ باہر چلے گئے اور میں بھی باہر چلا آیا۔ تھوڑا راستہ طے کیا تھا کہ پھر سامنے ایک دروازہ شہر پناہ نظر آیا اور شہر کے اندر حضرت کے ہمراہ پہنچا جس کو میں نہیں جانتا تھا کہ کہاں ہے۔ آپ مسافر خانہ میں تشریف لائے۔ وہاں چھ آدمی بیٹھے ہوئے تھے۔ وہ سامنے آئے اور حضرت کو سلام کیا۔ میں ایک باب کے اوٹ میں چھپ گیا۔ مسافر خانہ کی طرف سے رونے کی آواز آرہی تھی۔ تھوڑی دیر بعد رونے کی آواز بند ہو گئی۔ ناگاہ ایک شخص آیا اور اس طرف گیا جہاں سے رونے کی آواز آتی تھی اور پھر باہر آیا اور ایک شخص کو کا ندھے پر ڈالے ہوئے لایا اور ایک دوسرا شخص آیا۔ ننگے سر اور مونچھیں بڑھی ہوئی۔ شیخ کے سامنے بیٹھ گیا۔ شیخ نے اس کو کلمہ شہادتین پڑھایا اور چوٹی اور مونچھ کے بال جو بڑھ گئے تھے تراش دیئے اور اس کو تاج پہنایا اور محمد نام رکھا۔ ان چھ آدمیوں سے فرمایا کہ مجھے حکم ہوا ہے کہ اس شخص کو اس میت کا جانشین کر دوں۔ سبوں نے کہا ہم خوشی سے تیار ہیں۔

پھر شیخ باہر آئے اور ان سب کو چھوڑ دیا۔ میں بھی شیخ کے پیچھے پیچھے باہر آیا۔ اور تھوڑی راہ میں چلا تھا کہ بغداد کے دروازہ پر پہنچ گیا۔ دروازہ جیسے پہلے کھلا تھا خود بخود کھل گیا۔ جب دروازہ کے دروازہ پر پہنچا وہ بھی کھل گیا۔ حضرت اپنے گھر میں تشریف لے گئے۔ جب صبح ہوئی تو شیخ کی خدمت میں بیٹھا تھا کہ سبق پڑھوں مگر مجھ پر میت کا اس قدر غلبہ ہوا کہ میں کچھ پڑھ نہیں سکتا تھا۔

شیخ نے فرمایا فرزند پڑھو۔

میں نے عرض کیا کہ جو کچھ میں نے رات کو دیکھا تھا۔ اس کی حقیقت مجھ سے بیان فرمائیے فرمایا کہ وہ شہر نہاوند تھا اور وہ چھ آدمی ابدال تھے۔ اور جس میت کے لئے وہ روئے تھے وہ ان کا سردار تھا۔ اور وہ شخص جو باہر ایک شخص کو کا ندھے پر لئے ہوئے آیا وہ حضرت علیہ السلام تھے۔ وہ مردہ کو باہر لائے تاکہ اسکی شہیزو تکفین کا انتظام کریں۔ اور جس کو میں نے کلمہ شہادتین پڑھایا تھا وہ ایک انٹش پرست ساکن قسطنطنیہ تھا۔ مجھے حکم ہوا تھا کہ اس انٹش پرست کو اس مردہ کا خلیفہ بناؤں لہذا اس کو میرے پاس لائے اور وہ میرے ہاتھ پر مسلمان ہوا۔

اب وہ بھی انہیں ابدال میں داخل ہوا۔ جس طرح حضرت محبوب سبحانی قطب ربانی
سید عبدالقادر جیلانی قدس سرہ غوث الوقت کی دعائے مرتبہ غوثیت پر پہنچے اور
آپ کے ظہور سے پہلے قطب الوقت شیخ عقیل نے مکہ معظمہ میں یہ خوش خبری سنائی کہ میرے
وقت میں جو غوث زمانہ ہیں وہ لوگوں کی نظروں سے پوشیدہ رہتے ہیں مگر قریب زمانہ
ہے کہ ایک جوان عجمی غوث ہوگا اور اس کی شان غوثیت مثل آفتاب روشن کے ساری دنیا میں
ظاہر ہوگی اور ہر خاص و عام ان کو غوث جانیں گے اور مانیں گے۔

یہ اشارہ اور بشارت حضرت جدی و مولائی حضرت غوث الثقلین سید عبدالقادر جیلانی
قدس سرہ کی نسبت تھی۔

یہ مضمون کتاب "ہجرت الاسرار" مؤلفہ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ و منقول
ہے۔ اسی طرح طبقات الصوفیہ سے حضرت مولانا نظام الدین مینی نقل کرتے ہیں کہ حضرت شیخ
محمی الدین ابن عربی طواف خانہ کعبہ میں مشغول تھے کہ آپ نے دیکھا ایک شخص نہایت تیز روی
کے ساتھ طواف خانہ کعبہ کر رہا ہے۔ اور جب آدمیوں کے ہجوم سے گزرتا ہے بغیر کسی کو ہٹائے
ہوا کی طرح نکل جاتا ہے اور آگے بڑھ جاتا ہے۔

مجھ کو حیرت ہوئی کہ اس شخص کے جسم میں یا محض روح بشکل جسم نظر آتی ہے۔

جب طواف کر چکے تو میں نے ان کو سلام کیا۔ انہوں نے سلام کا جواب دیا۔ دریافت
کرنے پر معلوم ہوا کہ آپ حضرت ابا بکر سطلی ہیں۔

میں نے پوچھا کہ آپ کو معلوم ہے کہ اس وقت غوث زمانہ کون ہیں؟

فرمایا کہ میں ہوں۔ اور میرے بعد سید جلال ہوں گے اور ان کے بعد سید اشرف ہوں گے
حضرت محبوب یزدانی اپنے مکتوبات میں تحریر فرماتے ہیں کہ میرے جد حضرت سید شمس الدین
محمود نور بخشی قدس سرہ حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی اوشی حشقی قدس سرہ کے زمانہ
میں ہندستان کی سیر کو تشریف لائے اور سلطان شمس الدین التمش کے گھر مہمان ہوئے۔ سلطان
موصوف جو قطب صاحب کے مرید اور خلیفہ تھے۔ ان سے تعریف کی کہ میرے گھر ایک مہمان سید
عالی خاندان ملک ایران کے رہنے والے تشریف لائے ہیں۔ وہ مرتبہ ولایت میں نقیہ کے درجہ

کو پہنچے ہوئے ہیں۔

قطب صاحب نے فرمایا کہ ایسے مہمان عظیم الشان کو تم نے اپنے گھر میں ٹھہرا لیا۔ ان کو ہمارے گھر ٹھہرانا چاہیے تھا۔ میں نے ان کو خواجگان چشت سے سمجھتا ہوں۔

دوسرے دن حضرت سید شمس الدین محمود حضرت قطب صاحب کے گھر مہمان ہوئے حضرت قطب صاحب نے ان سے فرمایا کہ میں آپ کو خوشخبری سناتا ہوں کہ آپ کی ذریت میں ایک غوث جہانگیر پیدا ہوں گے اور وہ میرے سلسلے کو جاری کریں گے اور خطہ یوسف جس کو اودھ کہتے ہیں۔ اس میں پنجم حدود قصبہ جالس اور سترک سے لے کر پورب دریائے کوسی تک اس زمین میں ان کا ظہور کامل ہوگا اور رسالہ غوثیہ میں حضرت خواجہ خواجگان خواجہ معین الدین ولی الہند چشتی اجیری نے تحریر فرمایا ہے کہ میرے سلسلہ میں ایک غوث جہانگیر پیدا ہوگا اور وہ ترقی کے ساتھ میرے سلسلہ کو جاری کرے گا۔

عرض کہ جس طرح حضرت غوث الثقلین محبوب سبحانی قطب ربانی کے زمانہ ظہور سے پہلے آپ کی ظہور کی بشارت مشائخ سابق فرماتے تھے۔ اسی طرح حضرت محبوب یزدانی کے ظہور سے پہلے اولیاء سابق نے آپ کے ظاہر ہونے کی پیشین گوئی فرمائی تھی اور آپ کے پیر برحق حضرت شیخ علاؤ الدین گنج نبات قدس سرہ نے بھی حضرت محبوب یزدانی کو خوشخبری سنائی تھی کہ تم غوث زمانہ ہو گے اور اسی طرح حضرت مخدوم جلال الدین بخاری جہانیاں جہاں گشت قدس سرہ نے مشرودہ حصول مراتب غوثیہ اور قطبیہ حضرت محبوب یزدانی کو پہنچایا تھا۔

قطعہ

یہ خاصانِ خدا کی شانِ عالی وہ عظیم ہے بشارت جن کے آنے کی ولی اللہ تھے ہیں

ہوئے مقبول درگاہِ الہی جو ازل ہی سے وہ حصہ خالق اکبر کی ہر نعمت میں لیتے ہیں

حضرت شیخ مبارک نیاز مندانہ حضرت محبوب یزدانی کی خدمتِ عالی میں عرض کیا کہ قیاس کا یہ تقاضا ہے کہ غوث کے دائیں جانب والا امام غوث کا قائم مقام ہو نہ کہ بائیں جانب والا کیوں کہ دائیں کو بائیں پر شرف ہے نہ کہ بائیں کو دائیں پر۔

حضرت محبوب یزدانی نے فرمایا بائیں طرف والا امام عالم اجسام اور دائرہ خلق و انام

کانگریاں رہتا ہے اور دائیں طرف والا امام عالم ملکوت کا مشاہدہ کرنے والا ہے۔ تو عالم انسانی کے ناظر کا رتبہ عالم روحانی کے ناظر سے اعلیٰ اور بالا ہوتا ہے۔ یا میں جانب والا علم غوث کے مقام پر جاتا ہے۔

حضرت شیخ اصیل الدین سپید ہار نے فرمایا کہ میں نے ایک دن حضرت مخدوم زادہ شیخ نور اللہ مرقدہ کی قطبیت کی نسبت بات چھٹری اور حقیقت دریافت کی۔

حضرت محبوب یزدانی نے فرمایا حضرت سیدی و مخدومی و مرشدی کی ملازمت اور مشائخ کے زمانہ میں آپ نے مجھ سے فرمایا تھا کہ فرزند اشرف جب اللہ تعالیٰ آپ کو شرف تاج غوثیت سے مشرف فرمائے تو اپنے بھائی فرزند نور کے لئے قطبیت کی کوشش کرنا۔

شعر

بولے کروں گا یہ بہ سرو چشم میں ادا ہے فرض میری ذات پر فرمان آپ کا
حضرت مخدومی کے انتقال کے بعد ایک مدت گزر گئی کہ ولایت بنگالہ کا قطب انتقال کر گیا اور میں نے سرسنگان بارگاہ سبحانی اور سرداران درگاہ ربانی اہل خدمات کو جمع کیا تاکہ باہمی اتفاق سے مرشد زادہ حضرت نور کو تاج قطبیت سے مشرف کریں۔ بعض دانش مندوں نے قطب کی دلیل طلب کی۔ اس فقر نے حضرت مخدوم زادہ سے کہا کہ ان کی درخواست پوری کیجئے اور کلمے کی انگلی سر پہاڑ کو اشارہ کیجئے کہ چلا آوے۔

بابا حسین خادم کا بیان ہے کہ حضرت محبوب یزدانی کے منہ سے اتنی بات نکلی تھی کہ پہاڑ آپ کی طرف چلنے لگا۔

فرمایا کہ اے پہاڑ ٹھہرا رہ کہ میں اپنے سپر زادہ کو تعلیم کر رہا ہوں۔
اس کے بعد حضرت محبوب یزدانی کے فرمانے کے موافق مخدوم زادہ نے پہاڑ کی طرف اشارہ کیا کہ یہاں آ۔ پہاڑ جلدی سے چلنے لگا۔ لوگوں نے اپنی آنکھوں سے اس کو دیکھا ادب سے سر کو زمین پر رکھ دیا۔

منوی

لگے کہنے یہ دل سے سب زبانی کہ اس سے بڑھ کے کیا ہوگی نشانی

جو قطبیت کی ہو ایسی سلامت تو پھر کیا چاہیے برہان و حجت
حضرت محبوب یزدانی فرماتے تھے کہ حضرت مخدومی کی ہر وصیت کو میں سجالا یا۔ صرف ایک وصیت
رہ گئی ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ اس کو بھی پوری کروں گا۔ بعض بزرگوں نے اس طرح بوجھ اٹھانے
اور عہدہ دار ہو کر زندگی بسر کرنے سے کنارہ کشی کی ہے۔ اپنی حالت کے ساتھ جوان کی مشغولی ہی
نہیں چاہتے کہ اس میں مخلوق کا بار بھی داخل ہو۔ لیکن انسان کی حاجت روائی اور عالم کے
گرائی کے اٹھانے کو بہت بزرگوں نے حاجت روائی کو مقدم رکھا ہے۔

جس وقت کہ حضرت مخدوم زادہ کو قطبیت کا عہدہ عطا ہو رہا تھا بارگاہ خداوندی کے
بعض نوابوں کی رائے رکھتی کہ شیخ شرف الدین رحمۃ اللہ علیہ کو اس شرف سے مشرف
کریں مگر شیخ شرف الدین کو عجیب بے قراری ہوئی۔

ایک رات خانقاہ میں پھرتے تھے اور اس پر بہت اور کوشش قائم کی کہ اگر اس مرتبہ
اس بار کو دوسرے پر ڈالیں تو بہتر ہو۔ ایک ساعت کے بعد ان کی بے چینی فرو ہوئی۔ بعض
اصحاب نے بے چینی کے ساتھ ٹہلنے کی وجہ پوچھی۔

فرمایا آج کے دن عہدہ قطبیت کو بعض لوگ چاہتے تھے کہ میرے سپرد کریں۔ اور میں
اس سے الگ رہنا چاہتا تھا۔ الحمد للہ کہ بھائی نور قطب عالم نے اس بار کو اٹھالیا۔
حضرت محبوب یزدانی فرماتے تھے کہ غوث کا جسم جس قدر بیان کریں اس سے زیادہ
لطیف ہوتا ہے۔

حضرت محبوب یزدانی کی ملازمت میں دیکھا گیا کہ بعض سلاطین نے حضرت کو شاہی مکانات
میں ٹھہرا یا جیسے ان کے مکان محفوظ ہوتے ہیں۔ بارہا دیکھا گیا کہ اکوہی رات کو حضرت باہر تشریف لائے
اور کہیں چلے جاتے تھے اور دروازہ قلعہ کا اس طرح بند رہتا تھا۔

حضرت مولانا نظام الدین مینا جامع لطائف اثری کبھی حضرت کے ہاتھ پاؤں دباتے
تو آپ کا جسم ان کے ہاتھ میں نہ آتا اور کبھی آپ کی کمر دباتے تو اس طرف سے اس طرف ہاتھ نکل
جاتا اور جسم مبارک بالکل ہاتھ میں نہ آتا اور کسی وقت جسم مبارک ہاتھ میں محسوس ہوتا مگر اس قدر
نرم اور لطیف کہ بیان نہیں ہو سکتا۔ یہ بڑی نعمت عظمیٰ اور دولت کبریٰ ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے

خاص بندوں کو نصیب کرتا ہے۔

حضرت محبوب یزدانی نے فرمایا کہ لہامین ماتحت غوث جو عبدالرب اور عبدالملک کے نام سے موسوم ہیں۔ ان کے ماتحت چار اوتاد ہوتے ہیں۔ پورب، پچیم، اتر، دکھن۔ چہار حد دنیا کی نگرانی ان کے تعلق ہے۔ نہ ان میں کم ہوتے نہ زیادہ ہوتے۔ ایک پورب میں حد دنیا پر رہتا ہے اور اس کا نام عبدالحی ہے۔ دوسرا جو پچیم دنیا کے کنارہ پر رہتا ہے۔ اس کا نام عبدالحلیم ہے۔ تیسرے دکھن کنارہ دنیا پر ان کا نام عبدالقادر ہے۔ چوتھے اتر کنارہ پر ان کا نام عبدالمرید ہے۔

شعر

کیا جب غوث نے خمیرہ کو آباد
طنا میں چاروں اس کی چار اوتاد
اللہ تعالیٰ ہفت اقلیم کی چاروں جہتوں کی حفاظت اوتاد سے فرماتا ہے۔ وہ نگاہ لطف الہی کے محل اور مقام ہیں۔ جس طرح پہاڑ زمین کے ساکن ہونے کی علت ہیں۔ اوتاد تمام دنیا اور آبادی کے قیام کے سبب ہیں۔ قرآن حکیم میں ان کی تعبیر پہاڑیے کی گئی ہے۔

الْمُتَجَعِّلِ الْأَرْضِ مِهَادًا وَالْجِبَالِ أَوْتَادًا

لیکن ابدال وہ سات ہیں۔ اور جس کسی نے اس قوم سے سفر کیا ان کی جگہوں سے اور چھوڑ گیا ایک جسم کو اپنی صورت پر یہاں تک کہ کوئی نہیں پہچانتا کہ وہ غیر موجود ہیں تو وہ بدل ہے نہ غیر وہ قلب ابراہیم علیہ السلام پر ہیں۔

شعر

طنا میں خمیرہ کی ہیں چرخ میں یخ
تن ابدال اس میں سات ہیں یخ
بعض مشائخ سے منقول ہے تعداد ابدال چالیس سے زیادہ ہیں۔ اور بعضوں نے چالیس تن کو ابدال کہا ہے۔

حضرت محبوب یزدانی فرماتے تھے مرتاج سلسلہ چشتیہ اور تاجدار شجرہ بہشتیہ حضرت شیخ ابو احمد ابدال تھے۔ منجملہ ان چالیس حضرات کے جو پہاڑوں کی چوٹیوں میں آرام فرماتے رہے۔ آپ کے آباؤ اجداد کرام و شرفار اور سلاطین سے تھے۔ آپ کی ایک بہن تھی۔ نہایت

بزرگ۔ ان کے گھر میں کبھی کبھی شیخ ابواسحاق شامی تشریف لاتے تھے۔ جب خواجہ ابوالاحمد
 بیس برس کی عمر کو پہنچے اپنے والد کے ساتھ شکار کے لئے پہاڑ کی طرف گئے۔ اسی اثناء
 شکار میں اپنے والد اور نوکروں سے جدا ہو گئے اور پہاڑ کے وسط میں پہنچ گئے جہاں
 چالیس حضرات اہل اللہ ایک پتھر پر کھڑے ہیں اور حضرت شیخ ابواسحاق شامی ان کے
 درمیان میں ہیں۔ حضرت شیخ ابوالاحمد پر بہتر حالت طاری ہوئی اور گھوڑے سے اتر کر حضرت
 شیخ ابواسحاق شامی کے قدموں پر گر پڑے اور گھوڑا اور ہتھیار جو کچھ تھا سب چھوڑ دیا۔

جو دیکھا کان کو گوہرنے پر سنگ تو پڑکا شیشہ عزت بے سنگ
 اور کلی اور ٹھ لیا اور ان کے ساتھ روانہ ہوئے۔ ہر چند کہ والد اور ان کے نوکروں نے تلاش
 کیا نہ پایا۔ کچھ دنوں کے بعد خیرائی کہ وہ شیخ ابواسحاق کے ساتھ پہاڑی مقامات سے
 فلاں موضع میں رہتے ہیں۔ ان کے والد نے کچھ لوگوں کو بھیجا کہ آپ کو لے آویں۔ ان لوگوں
 نے ہر چند پتہ نصیحت کی لیکن آپ کو لوٹا کر نہ لاسکے۔

ہنر سے ہنرمند باقتل نہ ہو نصیحت سے دیوانہ عاقل نہ ہو
 کہے اس کو عاقل جو تیر زمانہ ہو کہے جو کہ دیوانہ دیوانہ ہو
 ابدال کو اپنی اپنی شکل بدل لینے کا بھی اختیار ہوتا ہے۔ اقوال اور افعال اسی شکل میں
 کر گزرتے ہیں۔ آدمی جانتے ہیں کہ وہ جسمانی صورت پر ہر کام کر رہا ہے۔ اور کہتے ہیں فلاں
 شخص کو ہم نے دیکھا ہے کہ ایسا دیا کرتے تھے۔ حالانکہ وہ شخص اس فعل سے بری ہے
 حضرت محبوب یزدانی فرماتے تھے کہ کتاب کشف المحجوب سے ظاہر ہوتا ہے کہ ابدال
 سات شخص ہیں۔ چنانچہ مصنف کہتے ہیں تین سو وہ ہیں جن کو اخیار کہتے ہیں اور چالیس وہ
 ہیں جن کو ابرار کہتے ہیں اور سات وہ ہیں جن کو ابدال کہتے ہیں۔ اور چار وہ ہیں جن کو اوتاد
 کہتے ہیں۔ اور تین وہ ہیں جن کو نقبا کہتے ہیں۔

حضرت محبوب یزدانی نے فرمایا کہ غوث العالم اور قطب الکبیر اور قطب الدائرہ اور
 انسان کامل اور جہانگیر اور عبداللہ یہ سب خطاب ذات واحد جن کو غوث کہتے ہیں۔ اور

قطب الاقطاب کا مرتبہ باطن خاتم النبوت سے رکھتا ہے۔

حضرت محبوب یزدانی نے فرمایا کہ میرے رب نے مجھے مرتبہ غوثیت عطا کیا ہے۔ مردانِ امامین اور اوتاد اور ابدال اور نقیبا اور سنجبا وغیرہ تمام اولیائے روئے زمین میرے مطیع اور فرماں بردار ہیں۔ سب کا افسر ہوں۔ تمام اولیاءِ روئے زمین سے میں نے اس بات کا عہد لیا ہے کہ ایک وقت خاص میں تمام اولیاءِ روئے زمین میرے استناء روح آباد پر مجتمع ہوا کریں۔ اور ان گروہ اولیاء اللہ میں جب ایک انتقال کر لے کہ دوسرے اپنے قائم مقام کو وصیت کرے کہ استناء روح آباد کی حاضری کبھی ترک نہ کرنا۔ سب نے اس کو قبول کیا اور اراضی استناء روح آباد میں تقسیم کر کے جائے قیام ہر طبقہ اولیاء اللہ کے لئے مقرر کر دیا کہ وقت خاص پر سرسنگان درگاہ الہی مجتمع ہوا کریں۔ یعنی یہ مجمع خواص شب ۲۷ رجب المرجب کو مقرر فرمایا۔

قطعہ

امید است بہم حریفانِ من بوند تاسیامت منازل گرائے

اشرف از خدا خواستہ این مراد خدا داد بر او کردم شنائے

ایک بار یہ گروہ اولیاء اللہ روئے زمین ۲۷ ماہ رجب میں حاضر ہوا کریں گے۔

حضرت محبوب یزدانی نے فرمایا کہ قطب الاقطاب اور غوث الوقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ سے اس فقیر تک اُنیس آدمی گزرے ہیں۔ اور حضرت محبوب یزدانی نے فرمایا کہ حضرت شیخ عماد الدین اسماعیل ابن شیخ صدر الدین اسدی قریشی جو کہ بعد حضرت شیخ رکن الدین صاحب سجادہ ملتان میں ہوئے، فرماتے تھے مزار غوث کا سوار غوث کے غیروں کی نظروں سے پوشیدہ رہتا ہے۔ مگر قراس دوویش اشرف کی اور قبر حضرت غوث الثقلین قدس سرہ کی مع دیگر چند مردان غوث نہ پوشیدہ ہوئی اور نہ ہوگی کہ قیامت تک بتدگان خدا کو ان سے فہم حاصل ہوا کرے۔ اور اہل حاجت اپنی مراد کو پہنچیں۔ بمنہ و کرم حضرت شیخ اسماعیل الدین سپید بانی نے نیاز مندرہ عرض کیا کہ :

رجال الغیب کی طرف متوجہ ہونا اور مردانِ خدا کا وسیلہ لانا کس طرح مناسب ہے۔

اور مہینوں اور دنوں کی کس تاریخ کو وہ کہاں ہوتے ہیں اور ان کی جائے قیام کس طرح معلوم ہو۔

حضرت محبوب یزدانی نے فرمایا کہ ان کا مقام معلوم کرنا اور ان کی جانب توجہ کرنا اس گروہ کے لئے بہت ضروری امر جیسا کہ فتوحات میں ہے کہ جماعت صوفیہ رضوان اللہ تعالیٰ عنہم نے ابدال کی جائے قیام کی سمت کا جاننا لازمی طور پر ضروری خیال کیا ہے۔ اور جس نیت سے کہ ان کا وسیلہ کوئی لائے اور دل میں ان کی موجودگی کا خیال کرے وہ کام ضرور برآوے۔ اور جو کام پیش آوے مردان ابدال سے مدد اور اعانت طلب کرے اور ہر موقع پر ان کو دل کے روبرو تصور کر کے پیٹھ پیچھے رکھے اور اپنا پشت پناہ جانے۔ اور بالخصوص سفر کے وقت اور زمانہ جنگ میں ان کے مقابل میں نہ جائے۔ جنگ میں روبرو ہونے سے بچے۔

چنانچہ حضرت محبوب یزدانی کے ایام سلطنت رانی میں ایک غنیم نے دارالسلطنت پر حملہ کیا اور بڑھتا چلا آتا تھا۔ حضرت نے اپنی فوج کو جنگ اور مقابلہ کا حکم نہیں دیا کیونکہ رجال الغیب کا سامنا ہوتا تھا۔ جس تاریخ کو حضرت کے لشکر کی پشت پر رجال الغیب ہوئے آپ نے جنگ کا حکم دیا۔ چنانچہ حضور کے لشکر کو فتح ہوئی اور غنیم کا سر کاٹ کر دربار شاہی میں حاضر کیا۔

حضرت محبوب یزدانی نے فرمایا کہ یہ فتح بہ برکت مردان رجال الغیب کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے مجھ کو نصیب کی۔

حضرت نور العین نے حضرت محبوب یزدانی سے عرض کیا کہ رجال الغیب کی پابندی کا طریقہ براہ کرم بیان فرمائیے۔

فرمایا کہ صبح کے وظیفوں کو ادا کرنے کے بعد ان کے دائرے میں نظر کرے۔ جس طرف وہ ہوں کھڑا ہو کر ان کی طرف متوجہ ہو۔ اور دل کو ان کی طرف رجوع کرے۔ اور کہے :-

يَا أَرْوَاحَ الْمُقَدَّسَةِ يَا رِجَالَ الْغَيْبِ أَعِينُونِي بِقُوَّةِ وَالنَّظَرِ وَالنَّظَرِ وَالنَّظَرِ

پورے طور سے ان کی طرف متوجہ ہو کر پڑھے اور اخیر میں ان کی طرف پشت کر کے اپنا پشت پناہ جانے۔ متوجہ ہونے اور خیال کرنے میں ایسا سمجھو کہ گویا کسی پر میں نے بھروسہ کیا ہے اور اسی اعتماد پر اپنے کو کچھ نیچا کر بے اور اسی طرح پابندی کرے۔ جس نیت سے کرے گا وہ برائے گی۔ یہاں تک کہ بادشاہوں کے محفلوں اور سلوک کی مجلسوں اور قاضیوں کے دروں اور دعوتِ اسمائے عظام کے موقعوں وغیرہ پر اس معائنہ دائرہ کا خیال رکھے۔

فقیر اثر فی جامع رسالہ ہذا نے کتاب مکتوباتِ اثر فی میں دیکھا ہے کہ حضرت محبوبِ یزدانی نے فرمایا کہ صبح و شام دونوں وقت بعد فجر اور بعد مغرب موافق دائرہ رجال الغیب مروان غیب کی طرف متوجہ ہو کر اس عمل کو پڑھے۔ اور اول آخر اس کے اس درود شریف کو سات مرتبہ پڑھے :-

اللَّهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَدِدِ النُّجُومِ فِي السَّمَاوَاتِ وَبَعْدَ دِ
الطَّائِفَةِ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ كَذَلِكَ.

اور وہ دائرہ یہ ہے جو اصل میں مدور تھا۔ کاتب نے بحیال صاف ہونے ارکان ہشت گانہ کو شکل مربع بنا کر لکھا ہے تاکہ جلد سمجھ میں آ جاوے۔

گردشِ دورہ رجال الغیب کے متعلق حضرت محبوبِ یزدانی بحسابِ ابجد ان اشعار کے درمیان بغرض آسانی طالبوں کے سمجھنے کے لئے منظوم فرمایا۔

اگر خواہی کہ بدلا را بدانی از رہے قطباں حساب ابجد از حرفش شماری کن یقین می دانی
ا ط یو کہ باگنی دان ۲۴ ۱۶ ۹ ل زید کب کط بشرقتان ۲۹ ۲۲ ۱۷ ک و کاح رایداں ۲۸ ۲۱ ۴

ایسان ۲۰ ۲۳ ۱۵ ۸ وح یہ کج ل شمارستان ۲۰ ۱۳ ۵ ہ بیج ک جانب باب ۲۰ ۲۳ ۱۵ ۸

جیب یط کنز بغربستان ۲۵ ۱۷ ۱۰ ۲ بی یز کہ سوئے نیرت ج یا تیج کو جنوبستان ۲۴ ۱۸ ۱۱ ۳

ز اشرف مزج ایشاں شنوا از ضابطہ آسان اگر در کار بر بندگی بر آید کامت از یزداں

نقشہ رجال الغیب

۱۰۰-۱۰۱-۱۰۲-۱۰۳	غرب	۱۰۰-۱۰۱-۱۰۲-۱۰۳	شمال
۱۰۴-۱۰۵-۱۰۶-۱۰۷	دائرہ	۱۰۴-۱۰۵-۱۰۶-۱۰۷	جنوب
۱۰۸-۱۰۹-۱۱۰-۱۱۱	رجال الغیب	۱۰۸-۱۰۹-۱۱۰-۱۱۱	جنوب
۱۱۲-۱۱۳-۱۱۴-۱۱۵	جوپہ	۱۱۲-۱۱۳-۱۱۴-۱۱۵	جنوب

یہ عبارت حضرت مولانا علی کرم اللہ وجہہ کی فرمودہ ہے۔
 کتب جامعہ بامشک کتب جامعہ بامشک کتب جامعہ بامشک

حضرت محبوب یزدانی جس تاریخ سے حضرت شیخ علاء الحق والدین گنج نیات سوشرف ارادت حاصل کیا سفر و حضر میں کبھی مرشد کے شہر کی طرف پیر نہیں پھیلانے اور نہ کبھی اس طرف رخ کر کے تھوکا۔ اگرچہ سرحد ولایت مغرب میں دو ہزار کوس کی مسافت طے کی ہوتی تاہم لحاظ شہر مرشد ملحوظ خاطر رکھتے تھے۔ بارہ برس متفرق طور سے درگاہ عالم پناہ حضرت مخدومی مرشدی میں قیام فرمائے تھے مگر کبھی سرزمین شہر جنت آباد عرف پتہ واشرفیت میں پانخانہ پشیاپ کو نہیں گئے۔

حضرت محبوب یزدانی چند ہمراہیوں کے ساتھ ایک راستہ سے گذرے۔ آپ کی نظر مبارک ایک کتے پر پڑی جس کو مثل سگ اصحاب کہف سمجھتے تھے اور فرمایا غالباً یہ وہی کتا ہے کہ جس کو میں نے حضرت مخدومی و مرشدی کے اُستانہ پر دیکھا تھا۔ کمال آرزو سے زبان مبارک سے کتے کی طرف رخ کر کے فرمانے لگے۔ اُو، اُو۔

جب کتا قریب آیا اور آپ کے ساتھ ہولیا۔ جب اپنی قیام گاہ پر پہنچے کچھ کھانے کی قسم سے اپنے پیر مبارک کے دامن پر رکھ لیا اور کتے کو کھلانے لگے۔
 مرشد کے نام سے یہ عشق تھا کہ ان کے گلی کے کتے کی یہ عزت کتنے تھے کہ تو تو کہہ کر نہیں پکارا۔ بیچ ہے عشاق سے کب یہ ادائے مخالف ظاہر ہو سکتا ہے۔

شعر

ملک نصال پری وشن فرشتہ روکھتا مجرم تھے جو سگ یار کو میں تو کہتا
حضرت محبوب یزدانی اور حضرت حاجی چرانغ ہند ظفر آباد میں جامع ظفر خاں میں باہم جلوس
فرماتے تھے۔ ایک گروہ ڈاکوؤں کا آیا اور سب نے عرض کیا کہ حضرت ہم مرید ہوں گے لیکن اپنے
اطوار ڈاکہ زنی کو نہ چھوڑیں گے۔

حضرت محبوب یزدانی نے بعد اظہار انکار ان لوگوں کو حضرت حاجی صاحب کے سامنے
پیش کیا کہ آپ ان کو مرید کیجئے۔

انہوں نے فرمایا کہ بیعت عبارت توبہ کرنے سے ہے۔ جب یہ اپنے فعل قزاقی کو نہیں
چھوڑتے تو میں مرید کس طرح کروں۔

بعد اصرار بسیار جب حاجی صاحب انکار ہی کرتے رہے تو حضرت محبوب یزدانی نے
فرمایا کہ جب ہم جو ان مردان راہ خدا سے ہیں تو سائل کو محروم نہیں کرتے۔ آؤ ہم تم کو مرید کرتے
ہیں۔ اس گروہ مذکور نے جس وقت کہ حضرت محبوب یزدانی کے ہاتھ پر ہاتھ رکھا۔ ان پر ایسی
ہیبت چھائی کہ بدن کانپنے لگا اور خود بخود اپنے جرائم سے توبہ کرتے لگے۔

حضرت محبوب یزدانی نے بعد مقراض رانی تاج فقران کے سر پر رکھا۔ حضور کے شرف
ارادت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے ان کو توفیق سلوک عطا فرمائی ولی کامل فضیل زمانہ ہو گئے
اور ان کو شرف خلافت سے مشرف کر کے واسطے ہدایت بندگان خدا کے اذن عام عطا فرمایا
حضرت محبوب یزدانی فرماتے تھے کہ میں کسی کو مرید نہیں کرتا جب تک کہ نام اس کا
لوح محفوظ پر نہ دیکھتا کہ یہ سچا ہوا ہے۔ بعض مریدوں کی نسبت فرماتے تھے کہ تم کو اور تمہارے فرزندوں
کو تین نسبت تک میں نے اپنے ارادت میں قبول کیا۔

جامع لطائف اشرفی ابوالفضائل مولانا نظام الدین مینی فرماتے تھے کہ حجاز فلسطین میں
میں حضرت کے ہمراہ تھا۔ بعض کفار پوشیدہ طور سے بخوف نصاریٰ حضرت کے ہاتھ پر شرف
باسلام ہوئے۔ اور بیعت کی مہربانی سے ان کے حق میں فرمایا کہ تم کو اور تمہاری اولاد کو میں
نے اپنی بیعت میں قبول کر لیا۔

نظم

میانِ باو شمعِ ہمدردی زلِ رفت است
مرا یقین است کہ بر تختِ عقیدہ خویش
بجائے مہر رخِ من و گبر تو نگزینی
حضرت محبوب یزدانی تقریباً اپنے اصحاب و احباب کے نسبت وقت جذبات سلوک
فرماتے تھے کہ اشرف پہانگیر ہوں میں شیخ جاگیر سے کم نہیں جو انہوں نے فرمایا ہے۔ نہیں مرید
کیا میں نے کسی کو جب تک نام اس کا لوح محفوظ میں اپنے مریدوں کے گروہ میں لکھا ہوا
نہیں دیکھا۔ اور یہ بھی فرمایا کہ دی گئی ہے مجھ کو ایک توار کہ جو حد مغرب سے مشرق تک پہنچے
اشارہ کروں پہاڑوں کی طرف تو گرہ پڑیں پہاڑ۔

بابا حسین خادم اور مولانا عزیز الدین شجرہ نویس اور شیخ سیدی کلاہ دار یوم عید رمضان
سلسلہ مقام روح آباد میں تھے کہ ایک جماعت کثیرہ اطراف و جوانب قریب دس ہزار
آدمیوں کے حضرت محبوب یزدانی کے دست مبارک پر شرف ارادت سے مشرف ہوئے تمام
مریدوں کے نام حسب دستور دفتر میں لکھے جاتے تھے۔ جب دفتر مریدوں کا بہت ہو گیا۔ خادم
والا نے عرض کیا کہ کثرت دفتر مریدان خلفاء اس قدر ہے کہ اس کی محافظت مشکل ہوتی ہے۔
فرمایا کہ مریدوں کا دفتر اٹھالادو۔

لوگوں نے حاضر کیا۔ حضرت نے اپنے دست مبارک میں دفتر کو اٹھایا اور ایک
ایک ورق پانی میں دھونے لگے اور فرمایا کہ میں نے نامہ اعمال گناہوں کے ان کے دھو دئے
اور دفتر معفوراں میں ان کے نام لکھے گئے۔ حق تعالیٰ سے میں نے خواہش کی ہے کہ کوئی شہر
اور کوئی زمین اور کوئی جنگل پورب پچھم اترو دھن میں نہ ہوگا کہ مریدان و خلقائے اشرف
وہاں نہ دیکھے جائیں۔ مگر دوزخ میں کوئی نظر نہیں آئے گا۔ یہ استدعا میری حق تعالیٰ نے
اپنی عنایت و کرم سے قبول فرمائی۔

شعر

ہر آنچہ از خدا خواستم زین قیاس خدا داد و ہمداد کز دم سپاس
حضرت محبوب یزدانی فرماتے تھے کہ جب یہ فقیر اپنے شیخ اور مرشد مولانا علاؤ الحق والدین گنج نبی

طیب اللہ شراہ و حبل الجنتہ مشواہ کی خدمت عالی میں فیضان اور برکات ظاہری اور باطنی اور طے منازل سلوک سے مشرف ہوا۔ حضرت شیخ کے پاس علاوہ اپنے مرشد کے برکات کے اور ملبوس جو مشائخ زمانہ سے ملے تھے وہ سب مجھ کو عنایت فرمائے اور میں نے حضرت شیخ کا خرقة اپنے پاس رکھا اور باقی برکات کو حضرت کے خلفاء اور مریدان باختصاص کو تقسیم کرنا شروع کیا بعض لوگ حسد سے کہنے لگے کہ اولیاء اللہ کے لباس کوئی اس طرح سے پاتے دیر نہیں ہوتی دوسروں کو اسی وقت تقسیم کیا کرتا ہے۔

یہ بات حضرت مرشد کے گوش مبارک تک پہنچی۔ آپ نے فرمایا کہ فقیر کوئی کام نہیں کرتا جو بے معنی ہو سید سے دریافت کر لو۔
لوگ مجھ سے پوچھنے لگے۔

میں نے کہا: جامہ عین مرشد ہے یا غیر۔ اس واسطے کہ جامہ بمنزلہ عرض کہے تو غیر ہوا۔ اور پیر کی نظر غیر پر نہیں ہے۔ مرید تابع صفات پیر ہے۔ اگر اس فقیر نے عوارضات پیر میل کیا اور کتاب صفات پیر کیا۔ کیوں کہ جس نے کتاب صفات پیر کیا ہو اس کو پیر کے ساتھ کیا خاصی نسبت ہے۔

جب یہ گفتگو باہمی پھر حضرت شیخ کے گوش مبارک تک پہنچی نسبت محبوب یزدانی کلمتا تخیسین اور آفریں فرمائے اور آپ کے حق میں دعا کی کہ دولت اثری کا شہرہ اور شوکت شگرنی کا آوازہ مشرق سے مغرب تک پہنچے۔

حضرت محبوب یزدانی نے فرمایا کہ یہ نشان ہر خرفست پوش کی نہیں۔ مجھ جیسا لینے والا اور حضرت مخدومی ساوینے والا ہو۔ عموماً اگر کوئی شیخ سے خرفست پائے تو سبحان و دل اس کو اپنی حفاظت میں رکھے۔

حضرت محبوب یزدانی فرماتے تھے کہ جب میں سفر کا نور سے لوٹا تو راستہ میں ایک بزرگ سے ملاقات ہو گئی۔ بڑے صاحب جذب تھے۔ دیار ہندستان میں ان سے بڑھ کر درویش قوی جذبہ میں نے نہیں دیکھا۔ اس زمانہ میں قدم بقدم ایسی بار کے چلنے والوں میں ان سے بہتر کوئی نہیں ہے۔ اور نشان مشائخ پوری ان میں دیکھی گئی حضرت محبوب یزدانی

کو اپنی نعمتوں سے سرفراز فرمایا اور اپنی گڈری جو اگلے بزرگوں سے آپ کو ملی تھی حضرت کو عنایت فرمائی اور فرمایا کہ آپ ہی ہیں جو خزانہ شیخ علاؤ الحق والدین آج لوٹ لائے اور ان کے بتان استعداد کو خشک کر دیا۔

حضرت محبوب یزدانی کا گذر ایک شہر اطراف سیلان میں ہوا وہاں کا بادشاہ بجمال نیاز مندی پیش آیا اور عرض کیا کہ اس موسم برف میں حضور چندے یہاں قیام فرمادیں حضرت نے درخواست بادشاہ قبول فرمائی۔ محل شاہی میں ٹھہرانا چاہتا تھا۔ حضرت نے فرمایا کہ فقرا کے واسطے مسجد میں ٹھہرنا بہتر ہے۔ جامع مسجد جو مقام سردی سے محفوظ تھا اور صحن بھی اس کا وسیع تھا وہیں قیام فرمایا۔ اور جب متقل ارادہ قیام ہوا تو قصر توڑ دیا۔ فرمایا کہ جب چندے یہاں قیام کرتے تو حجرہ مسجد میں چلے کی نیت سے بیٹھ جاؤں۔

اصحاب نے عرض کیا حضور مالک ہیں جو مرضی ہو۔

وقت افطار خدام حضرت ایک روٹی لاکر پیش کرتے یہاں تک کہ چلہ پورا ہو گیا۔ جب وہاں سے سفر کی تیاری کی اور اسباب سفر باندھنے لگے۔ لوگوں نے دیکھا کہ چالیس روٹیاں جو روزانہ پیش کرتے تھے بدستور رکھی ہیں۔

حضرت محبوب یزدانی فرماتے تھے کہ ایک بار حضرت غوث الثقلین سیدی محی الدین عبدالقادر جیلانی نے عہد کیا تھا کہ کھانا خود نہ کھاؤں گا جب تک کوئی لقمہ میرے منہ میں نہ ڈالے گا اور پانی نہ پیوں گا جب تک کوئی دوسرا شخص نہ پلائے گا اور چالیس روز آپ بے آب و دانہ رہے۔ اس کے بعد ایک شخص آیا اور کھانا لاکر سامنے رکھ دیا اور چلا گیا۔ قریب تھا کہ تھامنے نفس ہاتھ کھانے پر پڑتا۔ مگر دل میں خیال آیا کہ میں نے عہد کیا ہے کہ بغیر کھلائے نہ کھاؤں گا بھوک کے غلبہ میں جو خدا سے عہد کیا ہے نہ توڑوں گا۔ میں نے سنا میرے باطن سے آواز فریاد آتی تھی ایچو جی ایچو جی۔ یکایک میرے مرشد شیخ ابوسعید مبارک المخدوم قدس سرہ میرے پاس تشریف لائے۔ آواز باطنی میری سن کر فرمایا۔

عبدالقادر یہ کیا ہے

آپ نے عرض کیا کہ یہ آواز اضطراب نفس کی ہے لیکن روح میری برقرار ہے خدا کے

مشاہدہ میں۔

حضرت شیخ اٹھے اور غوث پاک سے فرمایا کہ میرے گھر چلو اور یہ کہہ کر چلے گئے۔
میں اپنے دل میں کہتا تھا کہ باہر نہ جاؤں گا۔ یکایک حضرت ابو العباس خضر علیہ السلام
تشریف لائے اور کہا کہ اٹھو اور شیخ ابو سعید کے سامنے جاؤ۔ جب میں گیا دیکھا کہ حضرت شیخ
دروازہ پر میرے انتظار میں کھڑے ہیں۔ فرمایا اے عبدالقادر جو میں نے کہا تھا کیا تمہارے لئے
کافی نہ تھا کہ حضرت خضر علیہ السلام کے کہنے پر آئے۔

مجھ کو گھر کے اندر لے گئے اور جو کچھ کھانا منگوایا تھا لقمہ لقمہ میرے منہ میں رکھا۔ یہاں تک
کہ میں آسودہ ہو گیا۔ اس کے بعد حضرت شیخ نے مجھ کو اپنا خرقہ پہنایا اور اپنے فیضِ صحبت سے
مترق کر کے مجھ کو اجازت اور صداقت عطا فرمائی۔ جس طرح سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم
بقدم حضرت غوث الثقلین قدس سرہ تھے۔ اور آپ کو روح پاک صاحب لولاک صلی اللہ علیہ
وسلم سے ارشاد ہوا کہ بغداد میں: زبان عربی وعظ کہا کرو۔ توجہ روحانیہ سرور عالم صلی اللہ علیہ
وسلم حضرت غوث پاک اس فصاحت کے ساتھ زبان عربی میں وعظ فرماتے کہ ہر ایک اہل عرب
عشق کرتے جاتے۔ انھیں ولی العجمی کے اسمائے گرامی نو دو نہ نام حضرت بندہ نواز سید محمد
گیسودرا قدس سرہ سے زبان عربی جمع کئے ہیں وہ یہ ہیں :-

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

عبدالقادر، مرید، کریم، عظیم، تشریف، ظریف، امام، ہمام، ناسک، مومن، موقن،
منعم، مکرم، طیب، مطیب، جواد، منقاد، قائم، صائم، داکم، عابد، زاہد، ساجد، واجد،
حلی، حنبلی، تقی، تقی، کامل، باذل، ذکی، صفی، جمیل، جلیل، ناص، سعید، رشید، سخی، وحی،
بار، ستار، نقیب، نجیب، خاضع، خاشع، صاحب، ثابت، وارث، حارث، وارث،
بارع، فائق، لائق، راسخ، شامخ، ولی، حقی، ظاہر، ظاہر، مطیع، منیع، بسیب، جنیب،
شاہد، راشد، مراد، قابل، نصیر، منیر، سراج، تاج، فاتح، مقرب، مہذب، خلیل،
دلیل، صادق، صادق، سلطان، برہان، حسنی، حسین، عالم، عادل، حاکم، مبین، معین،
مبین، مصباح، مفتاح، شاکر، ذاکر، ملاذ، معاذ، صالح، ناصح، واضح، ولد رسول اللہ

و صلی اللہ علیٰ خیر خلقہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین الی یوم الدین۔

یہ اسمائے پاک علامان سلسلہ عالیہ قادریہ بطور وظیفہ کے روزانہ پڑھنے میں عجیب و غریب برکات اور فیضان سے مشرف ہوتے ہیں اور محض آپ کے نام نامی کے ذریعہ سے جو التجائیں کرتے ہیں ان کی مرادیں پوری ہوتی ہیں۔ اس جامع رسالہ ہذا کو بعض بزرگوں سے اجازت ملی ہے کہ جو کوئی بعد نماز عشاء کسی حاجت اور مراد کے لئے ہر شب ایک سو گیارہ مرتبہ پڑھے۔ یا شیخ عبدالقادر شیبانیؒ اول آخر درود قادریہ گیارہ گیارہ مرتبہ پڑھے اس کے بعد بارگاہ الہی میں بوسیدہ حضرت غوث پاک دعائے انشاء اللہ چلے ختم ہونے سے پہلے مقصد حاصل ہوگا۔ اجازت شیخ سے پڑھنا یا اثر ہوتا ہے۔ درود غوثیہ یہ ہے :-

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ مَعْدِنِ الْجُودِ وَالْكَرَمِ مَنبَعِ الْحِلْمِ وَالْحِكْمِ وَاللَّهُ وَسَلَّمَ

حضرت محبوب یزدانی کو حضرت مخدوم جہانیاں جہاں گشت قدس سترہ نے خرقہ حضرت محبوب سجانی کا پہنا یا جو آپ کو حضرت خواجہ عبید غیبی رحمۃ اللہ علیہ سے ملا۔ ان کو حضرت شیخ فاضل بن عیسیٰ سے عطا ہوا اور ان کو حضرت قطب البین ابوالغیث ابن جمیل قدس سترہ سے اور ان کو حضرت شیخ علی الفلح قدس سترہ ان کو حضرت شیخ علی حداد قدس سترہ اور ان کو حضرت غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملا تھا۔ اور حضرت محبوب یزدانی بھی سراپا نشان حضرت محبوب سجانی کی پائی تھی۔ چوں کہ محبوب سجانی قدم بقدم نبی العربی کے تھے لہذا ان کو اسمائے پاک بھی عربی زبان میں حضرت سید محمد گیسو دراز رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے جمع کیا۔ چوں کہ مردان غوث کے نودونہ نام ہوتے ہیں۔ حضرت محبوب یزدانی اول تو آپ کی خواہر عقیقہ بی بی نصیبہ کی اولاد سے تھے، دوم صورت اور شمال اور خوارق و عادات سے بھی آپ ولی العجمی حضرت محبوب سجانی کی شان میں پیدا کیے گئے اور نشانی ولی العجمی سراپا ظاہر ہے ان کا نام زبان عجمی میں وظیفہ زبان مریدان خاندان رہتا ہے۔ اور حضرت محبوب یزدانی کے بھی نودونہ نام ہیں جو سلسلہ عالیہ اشرافیہ کے مریدان کے ورد زبان رہتا ہے زبان فارسی جمع کیا۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الہی بھرت سید اشراف، میرا اشراف، جہانگیر اشراف، مخدوم اشراف، حاجی

اشرف، حاجی الحرمین اشرف، غازی اشرف، محبوب اشرف، محبوب یزدانی اشرف،
 تاج محبوبان اشرف، شیخ اشرف، شیخ الاسلام اشرف، قطب اشرف، قطب اللقطاب اشرف، غوث اشرف،
 غوث العالم اشرف، ہادی اشرف، شیخ الاسلام اشرف، ہادی اللہ اشرف، کریم الطہین
 اشرف، فرزند فاطمہ الزہرا اشرف، اولاد علی المرتضیٰ اشرف، نیرہ احمد مجتبیٰ اشرف،
 نواسہ محمد مصطفیٰ اشرف، کلام کنندہ درگاہ یزدان اشرف، شنونده کلام سبحان اشرف،
 عاشق اشرف، عاشق عاشقان اشرف، ہنگ اشرف، ہنگ ہفت دریا اشرف،
 شاہ اشرف، شاہ شاہان اشرف، فقیر اشرف، فقیر الفقراء اشرف، غریب اشرف،
 غریب الغریب اشرف، مسکین اشرف، مسکین مسکینان اشرف، سلطان اشرف،
 سلطان سلطانان اشرف، مقبول اشرف، مقبول درگاہ اشرف، جہاں گشت اشرف،
 روشن ضمیر اشرف، رہنما اشرف، حضرت اشرف، حضرت قدوۃ الکبریٰ اشرف،
 عنایت اللہ اشرف، شکر اللہ اشرف، محبوب اللہ اشرف، اولیاء اللہ اشرف،
 نعمت اللہ اشرف، اسرار اللہ اشرف، عاشق اللہ اشرف، عالمگیر اشرف،
 برہان الدین اشرف، جمال اشرف، جمال اللہ اشرف، جلال اشرف،
 جلال اللہ اشرف، کمال اشرف، کمال اللہ اشرف، عابد اشرف، زاہد اشرف، ولی اشرف،
 بادشاہ اشرف، امیر اشرف، عالم حقانی اشرف، عارف ربانی اشرف، مرشد
 ثقلین اشرف، خادم الفقراء اشرف، مرشد اشرف، دستگیر اشرف، صاحب کونین
 اشرف، کامل اشرف، عالم اشرف، عال الطریقت اشرف، سرحلقہ ذکر ذاکران اشرف،
 تاج الدین اشرف، گنج اسرار اشرف، کبیر اشرف، امام الدین اشرف، قاضی اشرف،
 ذکر اللہ اشرف، فنار الحقیقت اشرف، فانی اللہ اشرف، کریم اشرف، رحیم اشرف،
 بصیر اشرف، علیم اشرف، سمیع اشرف، ستار اشرف، اول اشرف، آخر اشرف،
 ظاہر اشرف، باطن اشرف، غفار اشرف، کار ساز اشرف، کار ساز از ہمہ نیاز اشرف،
 یا خدا ہم راز اشرف، اغثنی فی قضاء حاجتی یا قاضی الحاجات بحق سیدنا
 محمد و آلہ اجمعین برحمتک یا رحمن الرحیم و صلی اللہ علیہ و آلہ

خلقہ سیدنا محمد والہ اجمعین الی یوم الدین
 اور اس خاندان اشرافیہ میں جس میں نسبتیں سلاسل چشتیہ اور قادریہ دونوں شامل
 ہیں۔ جس طرح حضرت محبوب سبحانی قدس سرہ کے نام نامی کا وظیفہ کرنے سے مراد مندوں کی مراد
 حاصل ہو جاتی ہے۔ اسی طرح یہ شعر حضرت حاجی عبدالرزاق نورالعین کافر مودہ ہے کہ موٹہ بت
 سے طالبوں کی مرادیں پوری ہو جاتی ہیں۔ مجھ کو اپنے بزرگان خاندان سے اس کی اجازت
 دو سو مرتبہ بعد عشا پڑھنے کی ملی ہے۔

اے اشرف زمانہ زمانے مدونمانی درہائے بستہ راز کلید کرم کشائے
 اول آتر اس کے درود شریف گیارہ مرتبہ پڑھنا چاہیے۔ اس کے بعد اپنی حاجت
 مراد کی دعا مانگے۔ میں اس کی اجازت عام طور سے اپنے مریدان اور محبان برادران اسلام کو
 بخوشی بخش دیتا ہوں۔ اس میں کسی طرح کا پرہیز وغیرہ نہیں ہے صرف پابندی وقت عشا
 کی ہے۔

حضرت محبوب یزدانی کے فضائل مخصوصہ کا بیان کچھ آسان نہیں۔ محض بغرض استفادہ
 طالبین خاص خاص فضائل لکھے گئے کہ ناظرین اس فیض سے محروم نہ رہیں اور جامع رسالہ
 ہذا فقیر اشرافی کے لئے دعائے آمرزش کریں کہ حق تعالیٰ یہ طفیل اپنے خاص بندوں کے
 انجام بخیر کرے اور دنیا سے باایمان لے جائے۔

اکھوال صحیفہ

حضرت محبوب نے دانی کے عجائب و غرائب حالات سفر کے بیان نہیں

قال الاشرف ما رأيت من غرائب الموجودات وعجائب المخاوقات لو كسفتها
لا يصدق بعضهم۔

قطعہ

شاہ اشرف کے سفر کا واقعہ مختصر لفظوں میں آتا ہی نہیں
یاں نظر ہے اپنی سوائے اختصار بحر کوزہ میں سم آتا ہی نہیں
ناظرین پر یہ بات پوشیدہ نہ رہے کہ حضرت محبوب نے دانی قدس سرہ نے پورے
تیس سال تک ساری دنیا کا سفر کیا اور جو جو حیرت انگیز واقعات آپ کے مشاہدوں میں آئے
ان کا تحریر میں لانا اور بیان کرنا ممکن نہیں۔ اگر ان کو کامل طور پر لکھا جائے تو ایک دفتر طویل ہو
جائے۔ تاہم انتخاباً کتاب لطائف اثر فی یعنی ملفوظات اثر فی سے مختصر حالات عجیبہ کا عطر پیچ
کہ ہدیہ ناظرین کیا جاتا ہے یقین ہے کہ اس کی عطر بیز خوشبو سے اپنے دل و دماغ کو معطر
فرمائیں گے۔

حضرت محبوب نے دانی نے فرمایا کہ ہم ایک دریا کے ٹاپوں میں پہنچے تھوڑے آدمی
ساتھ تھے۔ جزیرہ کے دامن کوہ میں ایک درخت تھا جس کو شجرۃ الوفاق کہتے ہیں اور
اکثر لوگ عجائب الافاق کے نام سے موسوم کرتے ہیں۔ اس کے پتے مثل خوان کے چوڑے
تھے۔ وہ نہایت تناور درخت تھا اور اس کی شاخیں بہت دور تک پھیلی ہوئی تھیں۔
شاخوں کی نوکوں پر آدمی پھلے ہوئے تھے ان کی ناف سے شاخیں لگی ہوئی تھیں وہ حرکت

کر کے ایک شاخ سے دوسری شاخ پر بیٹھ جاتے تھے اور وہ آپس میں ایسی باتیں کرتے تھے کہ ہماری سمجھ میں نہیں آتی تھیں۔ ایک دن اس درخت کے نیچے قیام کیا کہ دیکھیں یہ لوگ کیا کھاتے ہیں۔ جب شام کا وقت آیا عجیب و غریب صورت کے پرندوں نے اس درخت پر سیر کیا جو اپنی چونچوں میں کچھ میوے لئے ہوئے آئے اور درخت کے شاخوں پر بیٹھ کر کھانے لگے اور درخت کے بڑے بڑے پتے تھے جو میوہ ان کی چونچ سے گرتا وہ پتوں پر ٹھہر جاتا اور وہ آدمی جو درختوں پر پھلے ہوئے تھے اٹھا اٹھا کر کھاتے۔ اس میں سے کچھ میوے درخت کے نیچے گرے۔ دیکھا تو وہ عمدہ قسم کے انگور تھے۔ سبحان اللہ! خداوند تعالیٰ کی کیا رزاقی ہے کہ ہر شخص کو ہر مقام پر روزی پہنچاتا ہے۔

قطعہ

زہے حکیم و رحیم و کریم اے قادر کہ خلق کرد عجائب غرائب افاق
 بخوان برگ ہناده زمیوہ رزق دہد بہ پیش مردم اثمار شجرة الوواق
 اس دیار کے رہنے والوں سے دریافت کیا کہ یہ لوگ کس طرح مرتے ہیں۔ تو
 انہوں نے بیان کیا کہ جب ان کی ناف سے شاخ علاحدہ ہو جاتی ہے تو وہ مردہ ہو کر گر
 پڑے ہیں۔۔۔۔۔

حضرت محبوب یزدانی نے فرمایا کہ میں جزیرہ صحف میں پہنچا جو بہت وسیع تھا۔
 اور اس کا میدان طرح طرح کے ثمر دار اشجار سے بھرا ہوا تھا۔ میں نے وہاں ایک مکان پایا
 جو صاف ستھرا تھا لیکن متاع دنیا سے خالی تھا۔ ایک ساعت اس مکان میں بیٹھا۔ ایک
 گروہ سیاہ پوشوں کا پہنچا۔ ہر چند ان سے بات چیت کی مگر جواب نہ دیا۔ نہایت کوشش
 کے بعد یہ جواب دیا کہ سیاہ پوشوں کے اسرار شہر مدھوشان میں معلوم ہوں گے۔ بہ ارادہ سفر
 کمر باندھ کر شہر مدھوشان کی طرف روانہ ہوئے۔ دس منزل راہ طے کر کے اس شہر میں پہنچے
 دیکھا کہ اس شہر کے سب آدمی مثل چاند کے سین تھے اور ان کے رخسار ایسے خوب صورت
 تھے جیسا کہ حضرت نظامی گنجوی نے کتاب ہفت پیکر میں شرح کی ہے۔ میں نے چاہا کہ اس

شہر میں کچھ قیام کروں مگر نورالعین نے نہیں جانے دیا۔ ان عجائب میں سے جو دیکھا وہ یہ ہے کہ جو کوئی وہاں کے لوگوں کی ملاقات سے مشرف ہو اور دولت عشق سے بہرہ مند ہو کر آیا۔

رباعی

دیدن روئے دوست ہر کس را اثر سے دار و از کم و بسیار

ہم چوں آں تافہ کہ نفخہ خوش می دهد بر ہمہ میں و بسیار

☆ حضرت محبوب یزدانی نے فرمایا کہ میں نواحی اطلاق میں پہنچا تو اس شہر کے کنارے ایک دریا جاری ہے۔ دریا کے کنارے پر شہر آباد ہے۔ ایک عمدہ طور پر بنا یا گیا ہے۔ جب ہم اس شہر میں داخل ہوئے تو دیکھا کہ اس شہر کے رہنے والی سب عورتیں تھیں۔ دریافت کرنے سے معلوم ہوا کہ اس شہر میں مرد کا وجود ہی نہیں۔ جس کی قسمت میں اولاد ہوتی ہے وہ عورت بعد ایام حیض دریا میں غسل کرتی ہے اور خدا کی قدرت سے حاملہ ہو جاتی ہے۔ جب بچہ پیدا ہوتا ہے سوائے لڑکی کے لڑکا نہیں پیدا ہوتا۔

قطعہ

چہ خالقے کہ وجود از عدم ہو پیدا کرد بیافرید بہرگونہ از انات ذکور

اگرچہ واسطہ خلق مرد و زن آمد ولے بجائے کہ ہر زن نمی شود منظور

☆ حضرت محبوب یزدانی نے فرمایا کہ سفر راہ سیلان میں ایک جگہ ٹھہرے جہاں تین

دن تک کوئی آنے جانے والا دکھلائی نہ دیا جس سے کہ راستہ کا پتہ دریافت کیا جسے

جب ہمراہیان بھوک و پیاس سے بے حد پریشان ہوئے۔ درخت کشن کے نیچے اترے اور

یاروں نے اپنے اسباب اناڑے۔ ایک ساعت بیٹھے تھے کہ ایک چیونٹی چوہے کے برابر

آئی اور حضرت کے نزدیک بیٹھی اور اس کے اور حضرت کے درمیان کچھ باہمی اشارے ہوئے

ہمراہیوں کو گمان ہوا کہ اشاروں میں کچھ باتیں ہو رہی ہیں۔ تھوڑی دیر کے بعد چیونٹی چلی

گئی۔ حضرت محبوب یزدانی معمولی طور سے جلوس فرماتے تھے۔ ایک پہر کے بعد چیونٹی آئی اور

حضرت کی طرف اشارہ کیا۔ آپ معہ ہمراہیان روانہ ہوئے۔ تھوڑی دور چل کر جس درخت کے نیچے چیونٹی کا مسکن تھا، چالیس ڈھیر مٹھائی کے چنے ہوئے تھے۔ ایک ڈھیر بڑا تھا جس پر حضرت کو بٹھایا اور باقی سب ڈھیر برابر تھے۔ ہر ہمراہی کو ایک ایک ڈھیر پر بیٹھایا اور حضرت نے ہر شخص کو کھانے کی اجازت دی۔ سب لوگ شوق کے ساتھ کھانے لگے۔ جب کھا چکے چیونٹی نے التماس فاتحہ کیا۔ بعد پڑھنے فاتحہ کے اپنے مقام کی طرف روانہ ہوئے۔ چیونٹی حضرت کے ہمراہ آپ کی قیام گاہ تک پہنچانے آئی۔ حضرت نے اس کو قیام گاہ سے رخصت کیا جب چیونٹی چلی گئی حضرت نور العین نے پوچھا۔

حضرت نے فرمایا یہ چیونٹی چیونٹیوں پر بادشاہی کرتی ہے۔ ایک روز ایک امیر اس جنگل میں شکار کے لئے آیا اس کے پاس کھانے کا نوشتہ بہت تھا۔ اس مقام پر ٹھہر کھانے کے بعد جو کچھ مٹھائی بچی تھی چیونٹیوں کے سوراخ پر ڈال دی۔ چیونٹیوں کے بادشاہ نے سب مٹھائی جمع کر رکھی اور دل میں یہ ارادہ کیا کہ یہ مٹھائی محفوظ رکھوں جب کوئی مہمان عظیم الشان یہاں آئے تو اس کی ضیافت موراثہ کروں۔ حق تعالیٰ نے جماعت فقرا کو یہاں پہنچایا چیونٹی نے ضیافت موراثہ کی جیسا کہ دیکھا گیا۔

شعر

دیکھئے لطف لطف یزداں کا کام چیونٹی کرے سیلماں کا
 * حضرت محبوب یزدانی نے فرمایا کہ جب ہم جبل النفتح میں پہنچے ایک جماعت درویشوں کی پانی کہ متوکل رہتے تھے اور تیس برس سے متوکلانہ بسر کرتے تھے۔ ایک چلہ کرنے کا اتفاق ہوا جب خدا کے کرم سے چلہ پورا ہو گیا اس جماعت کے لوگ ملاقات کو آئے اور بہت کچھ شائیں دیں اور ان لوگوں کے درمیان شیخ ابوالغیث نے کہ اس جماعت کے پیشوا تھے حضرت کو ایک پتھر پر پیش کیا۔ اس کی صفائی ایسی تھی جو کسی جواہر میں نہ ہوگی اور اس پتھر کے خواص کا بیان حد سے زیادہ کیا۔ ایک یہ کہ اگر کوئی مسافر کمر میں یا ندھے ہرگز نہ گزرتا ماندہ نہ ہو اور پیاس کی حالت میں اگر منہ میں رکھے تو تسکین ہو جائے۔ اور اسی طرح بھوک کی حالت میں منہ

میں رکھنے سے بھوک نہ رہے اور اسی طرح بہت سے خواص بیان کئے۔ حضرت نے بیاس خاطر ان کی لے لیا۔ جب آستانہ روح آباد میں تشریف لائے وہ پتھر اپنے خلیفہ خاص حضرت ملک الامرا ملک محمود ساکن بھڈونڈہ کو عنایت فرمایا۔ بعض اصحاب نے اس پتھر کے واسطے حضرت سے التماس کیا حضرت نے فرمایا کہ جس کو عنایت کیا گیا اس کے مناسب تھا۔ حضرت محبوب یزدانی نے وہاں کے اور معائنات کا ذکر کیا کہ جیل الفتح کے دامن کوہ میں تین درویش رہتے تھے۔ وقت افطار دس روٹی ایک جام شربت غیب سے آتا تھا۔ اگر کوئی مہمان آگیا تو اسی روٹی میں سے ان کو بھی تقسیم کرتے۔ ایک آدمی ان میں سے حضرت کے ہمراہ آیا اور بہت کچھ خدمت کی۔ طرح طرح کے مقامات فقر سے مشرف ہوا۔ وجہ التسمیہ جیل الفتح یہ ہے کہ جس درویش کو راہ فقر میں کامیابی نہیں ہوتی۔ جیل الفتح میں چت مدت اعتکاف کر کے کامیاب ہوا۔

★ حضرت محبوب یزدانی نے فرمایا کہ ایک جزیرہ کے جنگل میں جاتے تھے کہ ایک پیر والے آدمیوں کی جماعت دکھائی دی۔ نہایت تیزی کے ساتھ چلتے تھے ہماری جماعت کو نہایت تعجب کی نظر سے دیکھتے تھے۔ ان کی زبان مجھ میں نہیں آتی تھی۔ آخر ان کے اٹکے اور کتا یہ معنی معلوم ہوا کہ کمال تعجب سے یہ پوچھتے تھے کہ آپ لوگ دو پیر سے کیونکر چلتے ہیں۔ آخر ان کے دین و مذہب کے بابت دریافت کیا گیا کہنے لگے کہ ہم میں دین و مذہب نہیں ہے اور نہیں جانتے کہ دین و مذہب کیا چیز ہے لیکن اس قدر جانتے ہیں کہ ایک کاریگر زمین و آسمان کا پیدا کرنے والا ہے۔ اور وہ اکثر جنگل کے پھلوں پر بسر کیا کرتے تھے ان کی اولاد کی پیدائش ہم لوگوں کی طرح ہوتی۔ بعض لوگ اس گروہ کو شناس کہتے ہیں۔ لیکن فی الحقیقت شناس وہ لوگ ہیں جو خدا کو نہیں پہچانتے۔

رباعی

اگر چہ ثمرہ و قواقی را خلق
لیکن در حقیقت اے برادر
بعالم مردم شناس گویند
زندہ شناسی خدا شناس گویند

* حضرت محبوب یزدانی نے فرمایا کہ دکن کے سفر میں جب شہر گلبرگہ میں گذر ہوا اس دیار کے دامن کوہ میں ایک عزیز گوشہ نشین تھا۔ دریافت کرنے سے معلوم ہوا کہ سات سو برس کی عمر رکھتے ہیں۔ اگلے زمانہ کی عجائب و غرائب باتیں کرتے تھے۔ ان کے پاس ایک انگوٹھی تھی۔ اس کا عجیب خاصہ تھا کہ جب اس کے نیکنہ کو اپنی طرف کرتے لوگوں کی نظر سے غائب ہو جاتے اور جب نیکنہ اس کا باہر کی طرف کرتے آپ ظاہر ہو جاتے۔ وقت رخصت ایک شغل کی تعلیم فرمائی کہ جس کے فوائد شرح دیان سے باہر ہے۔ اور وہاں کے آدمی تہایت خوب صورت تھے۔ فرزند عبداللہ ان میں سے ایک خوب رو پر عاشق ہو گئے یہاں تک کہ چالیس روز تک ان سے کھانا پینا چھوٹ گیا۔ دوسرے سفر میں جب وہاں جانا ہوا ان کو اس دام محبت و عشق سے خلاص کیا۔

رباعی

ہر کہ دریں سلسلہ زنجیر شد بر سر اورنگ جہاں میر شد
تیر صفت باید کوہ بگسد سلسلہ را کہ پہاں بگیر شد
اس دیار میں ہر جگہ عمدہ باغات اور نفیس کیاریاں بکثرت تھیں۔ حضرت محبوب یزدانی گلبرگہ کو گلبرگہ فرمایا کرتے تھے۔

* حضرت محبوب یزدانی نے فرمایا کہ بیت المقدس میں جب مقابر و مقامات منبر کہ کی زیارت سے مشرف ہو چکا تو جو فیض کہ وہاں ارواح الانبیاء علیہم السلام سے پایا کہیں میسر نہ ہوا کیوں کہ اکثر انبیاء علیہم السلام اس سر زمین میں مدفون ہیں۔ بالخصوص زیارت مقبرہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ صلوٰۃ اللہ علیہ وسلم وہاں جا کر حاصل کی۔ آستانہ حضرت خلیل اللہ علیہ السلام پر لنگر جاری رہتا ہے جو فقرا کو تقسیم ہوتا ہے قاعدہ۔

فقیر اشرفی جامع رسالہ ہذا کہتا ہے کہ ۱۳۲۰ھ میں جب بیت المقدس حاضر ہوا وہاں سے گھوڑا گاڑی پر سوار ہو کر معہ عزیز بی حاجی سید نثار حسین صالح پوری دوپہر کے عرصہ میں مقام قصبہ خلیل الرحمان میں پہنچا۔ عجیب بابرکت بافیض جگہ تھی۔ علاوہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اور ان کی زوجہ مقدسہ بی بی سارا اور ان کے فرزند حضرت اسحاق

اور ان کی زوجہ مقدسہ اور حضرت یعقوب معہ زوجہ و حضرت یوسف علیہم السلام کے مزارات ہیں یہ سب ایک ہی مسجد میں واقع ہوئی ہیں۔ اس مسجد میں ایک غار ہے جس کو غار انبیا کہتے ہیں اس کے اندر بارہ ہزار پیغمبروں کے مزارات ہیں۔ یہ غار ہر طرف سے بند ہے۔ ایک روزن میں ایک بوم بٹی کی لائیٹیں جلا کر لٹکاتے ہیں اس وقت مزارات کی زیارت ہوتی ہے۔ اس مسجد میں پہاڑ سے ایک چشمہ لاکر جاری کیا ہے۔ یہ قصبہ خلیل الرحمن ایک آباد اور پر فضا مقام ہے۔ بیرون قصبہ سیوہ جات کے باغات بکثرت ہیں۔

حضرت محبوب یزدانی نے فرمایا کہ طواف مسجد اقصیٰ میں ہزار مرتبہ نزول رحمت الہی ہوتا ہے۔ جو کوئی وہاں کے ثروت طواف سے مشرف ہو انسان ایسا پاک ہو جاتا ہے کہ جیسے آج ہی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا ہے۔ فائدہ ۵۔ وسط حرم میں صحزہ شریف جس کو سنگ معلق کہتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانہ تک وہ پتھر بے لاگ زمین سے ڈھائی گز اونچا معلق تھا۔ سلطان عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے زمانہ میں شاہزادی زیارت کے لئے صحزہ شریف کے پاس نیچے گئیں اس خوف سے کہ میرے اوپر یہ پتھر نہ گر پڑے اس کا گل ساقط ہو گیا۔ سلطان مذکورہ نے سنگ معلق کے گرد ایک پتلی سی دیوار چنوا دی جس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ پتھر اس دیوار پر رکھا ہوا ہے۔ جب میں نے بغور دیکھا تو دو تین انگل ہر طرف دیوار سے علیحدہ ہے۔ اور یہ پتھر داہنی پشت ہے۔ اس کے نیچے میں ایک ایسا گول سوراخ ہے جس سے ایک آدمی نکل سکتا ہے۔ اس کو دیکھنے سے معلوم ہوا ہے کہ اس کی دباؤت قریب ڈیڑھ گز کی ہوگی اور صحزہ شریف کے نیچے محراب داؤد علیہ السلام کے ہاتھ کی بتائی ہوئی ہے۔ اور مقام عبات حضرت ابراہیم علیہ السلام اور مقام عبات حضرت خضر علیہ السلام کی جگہ واقع ہے۔ کہتے ہیں کہ صحزہ شریف کے نیچے جب واسطے نفل ادا کرنے کے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم تشریف لے گئے تو جس وقت فرمایا السلام علیک یا صحزہ اللہ تو سنگ صحزہ شریف میں سے ایک زبان سنگ سفید مثل سنگ مرمر کے نکل آئی اور جواب دیا وعلیک السلام یا حبیب اللہ اب تک وہ زبان سنگ مرمر کی ظاہر ہے اور بعد اوائے نوافل اسی راستہ سے جو صحزہ شریف کے نیچے مدور سوراخ ہے بطرف آسمان عروج فرمایا۔ اور اس سوراخ کے سامنے نیچے

زمین میں پیر الارواح کے نام سے ایک مدور سوراخ ہے پشت صحرہ شریف پر نشان قدم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور نشان سم براق اب تک موجود ہے۔ صحرہ شریف کے شمال کو اندرا حاطہ حرم مزار سلیمان علیہ السلام ہے اور مسجد اقصیٰ صحرہ اللہ سے سمت جنوب تہہ خانہ میں واقع ہے۔ اس میں زیارت مہدی عیسیٰ علیہ السلام کی ہوتی ہے اور اکثر انبیاء علیہم السلام کی عبادت کی محراب اس میں بنی ہیں۔ ایک ستون اس مسجد کا میں نے دیکھا ہے جو چار آدمیوں کے حلقہ میں نہ آسکے۔ ایک ڈال پتھر دس گز کا لانا تھا۔ خدام حرم نے بتلایا کہ اس پتھر کو ایک دیو نے اٹھا لائی تھی اور سلیمان علیہ السلام سے عذر کیا کہ میں اس وقت بوجہ حائل ہونے کے کمزور ہوں ورنہ اس سے بھاری پتھر لاتی۔

اس مسجد کے اندر ایک محراب سمت کعبہ شریف جس کو قبلتین کہتے ہیں بنی ہوئی ہے اس محراب میں کعبۃ اللہ شریف کی طرف شب معراج میں حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دو رکعت نماز نفل ادا کی اور تمام انبیاء نے اقتدا کی

صحرہ شریف کے اوپر سلطان عمر بن عبدالعزیز نے ایک قبہ عالی شان بنوایا ہے اس قبہ کے اندر حقیقوں کی اوقات خمسہ میں جماعت ہوتی ہے۔ وسط صحن حرم میں بالائے کوہ ابراہیم علیہ السلام کی دعا سے ایک چشمہ جاری ہوا۔ اب تک لوگ اس کا پانی پیتے ہیں۔ شہر کے اندر ایک مسجد کے نقلی کمرہ میں داؤد علیہ السلام کے مزار کی زیارت ہوتی ہے۔ بالائے کوہ جو طور کے نام سے مشہور ہے۔

اسی شہر کے کنارے پر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے عصائے مبارک کا نشان زیارت گاہ ہے اور ایک جانب قیمر علیہ السلام نبی کا معان کی ذریت کے مزار ہے۔ اس مسجد اقصیٰ کی چھت پر بزمانہ خلافت حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ جامع مسجد سمت کعبہ شریف بنائی گئی ہے اور اسی مسجد میں مذہب شافعی والوں کی جماعت اوقات خمسہ میں ہوتی ہے۔ اور نماز جمعہ کی امامت امام مذہب حنفی کرتا ہے۔

نشان عصائے موسیٰ علیہ السلام کے قریب نشان قدم عیسیٰ علیہ السلام کی زیارت بھی ہے اور اسی مقام پر نبی ربی رابعہ بصری رحمۃ اللہ علیہا کا مزار ہے۔ اور اسی مقام پر مزار سید محمد علی

جیسی ولی اللہ کا مزار ہے۔ اسی جگہ حضرت مریم علیہا السلام کی زیارت ہوتی ہے جو احاطہ حرم کے دروازہ میں ہے اور اسی قبہ کے متصل ایک طلائی گرجا شاہ روس کا بنایا ہوا ہے۔ حرم تشریف سے جنوب کی طرف اندرون شہر حضرت خواجہ بہاؤ الدین نقشبندی علیہ الرحمہ کا تکیہ ہے۔ اہل بخارا اور سمرقند اس تکیہ میں آکر ٹھہرتے تھے۔ سلطان روم کی طرف سے یہاں لنگر جاری رہتا ہے۔ اس تکیہ سے سمت مغرب و جنوب تکیہ فریدی حضرت فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کا ہے۔ صحن تکیہ میں ایک مسجد ہے اور حجرہ کے تہہ خانہ میں حضرت بابا فرید گنج شکر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے چلہ کشی کی جگہ بنی ہوئی ہے۔ یہاں بھی مساکین و غریبوں کے لئے سلطان کی طرف سے لنگر جاری رہتا ہے۔ کچھ جاہلاد اس تکیہ کے لئے وقف ہے۔ متولی تکیہ ہمیشہ ایک ہندی آدمی مقرر کرتا ہے۔ جب یہ فقیر جامع رسالہ ہذا معہ برادر م سید حاجی تثار حسین صاحب پوری وہاں جا کر قیام پذیر ہوا۔ ایک دن متولی کی جانب سے پر تکلف دعوت ہوئی اور اسی شہر میں مقام صلیب عیسیٰ علیہ السلام کی زیارت ہے۔ دروازہ کے اندر داخل ہوتے ہی عیسیٰ علیہ السلام کی فرضی قبر بنی ہے اور احاطہ کے اندر ایک کوٹھری ہے جس کو بیت النور کہتے ہیں۔ اس مقام پر جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام تشریف لائے تھے تو آسمان سے نزول انوار ہوا تھا۔ اس سے آگے بڑھ کر ایک عالی شان بلند والان ہے جس میں تصویر عیسیٰ علیہ السلام کی اس صورت سے بنائی ہے کہ ایک یہودی سر کے بال پکڑے ہوئے عیسیٰ علیہ السلام کو صلیب پہنچا رہا ہے اور آپ کی والدہ حضرت مریم علیہا السلام سر پر ہاتھ رکھے ہوئے حسرت کی نگاہوں سے آنکھیں پھاڑ کر کھڑی دیکھ رہی ہیں اس مقام پر کیسا ہی کوئی سنگدل جائے بے اختیار اس کو رقت آجاتی ہے۔ فائدہ: قصبہ خلیل الرحمن سے دوپہر کے راستہ پر حضرت نوح علیہ السلام کا مزار ہے لیکن فقیر جامع رسالہ ہذا وہاں نہ جاسکا اور بیت المقدس سے تین کوس کے فاصلہ پر ایک قصبہ بیت لحم ہے۔ یہاں نصاریٰ بکثرت آباد ہیں۔ وسط قصبہ میں زیارت مقام پیدائش حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہے۔ یہ مقام بھی عجیب با برکت پایا گیا۔

بیت المقدس سے پندرہ کوس کے فاصلہ پر مزار حضرت موسیٰ علیہ السلام کا واقع ہے آپ کا مزار تقریباً چار گز لمبا ہے اور اس پر سبز غلاف ریشمی بڑا رہتا ہے اور اس پر بخط عربی

سہرے حروف میں لکھا ہے ہذا قبر موسیٰ علیہ السلام۔

حسن التفاق سے فقیر جامع رسالہ ہذا جس روز وہاں پہنچا وہی دن حضرت کے عرس کی تاریخ کا تھا۔ صہادتیوں کا گوشت اور سبکڑوں من چاول کی بریانی پکوا کر عام طور پر سلطان روم کی طرف سے حاضرین دربار موسیٰ علیہ السلام کو تقسیم کرتے تھے۔

اُپ کے مزار کے ملحق ایک مسجد ہے اور صحن روضہ کی ایک عمارت ہے جس کے نیچے تہ خانہ میں پائش کا پانی جمع رہتا ہے۔ زمانہ عرس میں وہی پانی صرف ہوتا ہے۔ مبارک مزار کے قریب جواریں ایک سیاہ رنگ کا پتھر ہوتا ہے جو لکڑی کی طرح جلتا ہے لیکن اگر اس کو وہاں سے کسی دوسری جگہ لے جایا جائے تو نہیں جلتا۔

اُپ کے مزار سے ایک میل کے فاصلہ پر حسن راعی کا مزار ہے مگر بوجہ کوہستان اور سنگلاخ زمین ہونے کے وہاں حاضر نہ ہو سکا۔ غالباً یہ حسن راعی وہی بزرگ ہیں جن کا قصہ مولانا رومی نے اپنی مثنوی میں لکھا ہے۔

حضرت محبوب یزدانی نے فرمایا کہ مسجد جامع دمشق تعمیر اس کی عبداللہ امیہ نے کی۔ ستر اونٹ مال لا کر عمارت مسجد مذکور میں صرف کیا۔ بارہ سو محراب اس مسجد میں واقع ہیں ہر محراب میں ایک ایک قندیل روشن ہوتی ہے۔ تین محرابوں میں نماز ہوتی ہے۔ ہر طرف اور صحن مسجد میں چٹھے رواں جاری ہیں۔ یہ مسجد بے نظیر ہے۔ فائدہ۔ فقیر غلام درگاہ اشرفی جامع رسالہ ابو احمد المدعو محمد کے حسین ۱۳۳۲ھ میں جب جامع دمشق میں حاضر ہوا، متصل محراب حنفی ایک مزین مزار سیدنا یحییٰ علیہ السلام کا ظاہر دیکھا اور دیگر مزارات انبیاء علیہم السلام اب مخفی ہیں۔ اس مسجد کے باب شمالی پر مقبرہ سلطان صلاح الدین رحمۃ اللہ علیہ دفن ہے بیت المقدس مع ان کے وزیر کے زیارت گاہ انام ہے سلطان روم کی طرف سے ہمیشہ لنگر جاری رہتا ہے۔

بالائے کوہ مزار حضرت ذوالکفل علیہ السلام کا قبہ ہے۔ مزار حضرت ذوالکفل علیہ السلام میں اختلاف ہے۔

فقیر نے جب عراق کا سفر کیا تھا تو درمیان کر بلا معلیٰ نجف اشرف کے ایک موضع جو کفل

نام سے موسوم ہے دیکھا وہاں آپ کا قبہ مزار مبارک ہے۔ وہاں یہودی بکثرت آباد ہیں العلم عند اللہ۔

محلہ صالحیہ دمشق دامن کوہ میں مزار حضرت شیخ محی الدین قدس سرہ کا واقع ہے یہاں بھی سلطان کی طرف سے لنگر جاری رہتا ہے۔ ایک محلہ کر دیہ میں قبہ مزار حضرت سید محمد ایوب کر دی ہے جو سات سو برس کے شہید ہیں۔ یاہاں قدم آپ کا قبر سے باہر نکلا ہوا نظر آتا ہے۔ یہ قبر زمین کے اوپر سے نقش مبارک کے گرد ایک گزاوچی دیوار ہے۔ اس مزار میں تختہ نہیں ہے دھنکی ہوئی روئی اوپر تک بھری ہے۔ فقیر نے پچتم خود دیکھا ہے۔ پائے مبارک مع انگشتان ظاہر ہے جیسے کسی لاغر آدمی کا پیر ہوتا ہے۔ اس مزار کے گرد اکثر اہل حاجت کی عرضیاں مختلف زبانوں میں لکھی ہوئی لٹکی ہیں۔ وَلَا تَقُولُوا لِمَنْ يُقْتَلُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْواتٌ بَلْ أَحْيَاءٌ۔ الآیۃ۔ کے مصداق یہ قدم مبارک مثل زندہ آدمیوں کے پیر کی طرح ظاہر ہے۔ آپ کے مزار کے قریب مزار حضرت سید صالح کر دی آپ کے بھائی کا ہے اسی طرح بلا تختہ روئی کے پردہ میں ہے۔ ان کے اعضا ظاہر نہیں ہوتے۔

اسی پہاڑ پر چہل ابدال کا مقام ہے اور محلہ میدان میں زیارت مزار حضرت صہیب رومی رضی اللہ تعالیٰ عنہ صحابی رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے مشرف ہوا۔ جن کے حق میں حضرت نے فرمایا تھا: صَهِيبٌ مِّثَاوَانٌ كَانَ رُومِيًّا وَبِلَالٌ مِّثَاوَانٌ كَانَتْ حَبَشِيًّا دمشق کے قبرستان قدیم میں مزار حضرت بلال حبشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ مع مزار حضرت عبداللہ ابن جعفر طیار رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک قبہ میں ہے اور مزار حضرت عبداللہ ابن مکتوم مؤذن صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قبہ بھی ہے اور بہتر سر شہدائے کربلا کا مدفن بھی اسی قبرستان میں ایک احاطے کے اندر ہے۔ اسی احاطے میں حضرت سیدنا عبداللہ ابن سیدنا زین العابدین علی جدہ وعلیہ السلام کا مزار ہے۔ اور حضرت بی بی کلتوم خواہر امام حسین علی جدہ وعلیہ السلام کا مزار اسی قبرستان میں ایک خانہ کے اندر مع مزار حضرت بی بی سکینہ بنت امام علی جدہ وعلیہ السلام ہے۔ اور ایک مختصر احاطہ کے اندر مزار سلاطین بنی امیہ بھی اسی قبرستان میں ہے۔ مگر فقیر جامع رسالہ ہذا کو ان مزارات کی زیارت کی فرصت نہیں ملی۔

بنی ہاشم اور وہ بنی امیہ پھر مجھ کو ان مزارات سے کیا نسبت خصوصیت حاصل تھی۔ اور مزار حضرت ام المؤمنین ام حبیبہ و ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا بھی اسی قبرستان میں ہے۔ اور حضرت رسول مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خادمہ حضرت سمیرہ کا قبہ مزار بھی اسی قبرستان میں ہے۔

دمشق سے چار کوس کے فاصلے پر قریہ زینب ہے۔ وہاں روضہ مبارک محلہ مسجد و حمام حضرت بی بی زینب رضی اللہ عنہا خواہر امام علی جدہ و علیہ السلام ہے۔ فقیر جب وہاں حاضر ہوا عجیب برکات اور فیضان سے مشرف ہوا۔ شہر دمشق کو درحقیقت دنیا میں نمونہ جنت کا کہنا چاہیے۔ سات چشمے پانی کے پہاڑ سے جاری ہیں۔ سکنائے شہر سے کسی کا گھر ایسا نہیں جس کے اندر نہر نہ ہو۔ شہر کی صفائی ایسی کہ دنیا میں اور کہیں کم ہوگی۔ جس طرف نکلے ایک نیا بازار اور نئی قسم کی عمارت نظر آئی۔ اس شہر میں حضرت مولانا بدرالدین محدث جن کو حدیث بالمواجدہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے حاصل ہوئی، تشریف فرما ہیں۔ آپ کی زیارت سے جب فقیر مشرف ہوا کمال اخلاق سے ملے اور دعوت ما حاضر چائے و بسکٹ مع دیگر تفکھات پیش کئے۔ آپ کے سامنے جنگ طرابلس کا قصہ بیان ہو رہا تھا کہ ایک شخص بول اٹھا میں جنگ طرابلس میں جا کر شریک ہونا چاہتا ہوں۔

فرمایا کہ زمانہ ظہور مہدی علیہ السلام قریب ہے۔

حاضرین میں سے ایک شخص نے پوچھا: کب تک ظہور ہوگا؟

آپ نے فرمایا: الغیب عند اللہ۔

آپ کی خدمت میں دیار عرب و شام کے طلباء و واسطے تکمیل حدیث کے بکثرت رہتے ہیں۔ جامع مسجد بنی امیہ میں ہر جمعہ کو آپ وعظ حدیث فرماتے تھے۔ صحاح ستہ کے حافظ تھے۔ وعظ میں یہ خوبی کہ ائمہ اربعہ کے مسائل مع دلائل بیان فرماتے تھے جس میں ہر مذہب اربعہ والے استفادہ حاصل کرتے تھے۔ اس شہر کے اندر تین سو (۳۰۰) جامع مسجد ہیں مگر سب میں بڑی مسجد جامع بنی امیہ ہے جس کو جامع کبیری بھی کہتے ہیں۔ آپ عیسیٰ علیہ السلام کے حواریں میں سے ایک نبی تھے جن کو یوحنا کہتے ہیں۔ یہود نے حضرت کبیری علیہ السلام کو

تہید کیا۔ آپ کا سرد مشق میں آیا جس کا مدفن اندر مسجد جامع متصل مصلیٰ حنفی ہے۔ اور ہاتھ آپ کا جامع مسجد بیروت میں مدفون ہے اور دھڑ آپ کا بیروت کے کسی گاؤں میں ہے اس کا نام صیدا ہے۔ وہاں فقیر نہیں پہنچا۔

صحن مسجد سے مشرق کی جانب مکان خزانہ یزید پلید کا تھا اور اس کے متصل سمت جنوب دربار یزید تھا اور اسی مکان میں سمت شمال کو ایک کوٹھری ہے جس کا طول و عرض تین گز سے زیادہ نہ ہو گا اسی میں اسیران اہل بیت رسالت کو مقید کیا تھا۔ زمین سے اودھ گزاوشچا ایک خوب صورت مینار بنا ہوا ہے اس پر غلاف زردوزی پڑا رہتا ہے۔ وہاں کے خدام سے معلوم ہوا کہ یزید نے اسی مقام مینار پر سر مبارک امام علی جدہ و علیہ السلام کا دربار یزید میں سونے کے طشت میں رکھا گیا تھا۔ اس لئے یہ مینار بنا دیا گیا کہ کوئی اس مقام پر قدم نہ رکھنے پائے۔ بی عباس کے زمانہ میں کسی بادشاہ نے وہ سر مقدس یزید کے خزانہ سے اٹھا کر دارالسلطنت مصر یعنی شہر قاہرہ میں جا کر دفن کیا اور وہاں ایک عمارت عالیشان تیار کی اس لئے شہر دمشق اور مصر دونوں مقام پر دفن سر امام علی جدہ و علیہ السلام کی زیارت ہوتی ہے۔ اس مکان میں ایک طاق بنا ہوا ہے جس پر زردوزی کا پردہ پڑا رہتا ہے۔ کہتے ہیں کہ ایک شب سر امام علی جدہ و علیہ السلام اس طاق پر رکھا گیا تھا۔ اس لئے یہ بھی زیارت گاہ عام ہے۔ اس مسجد کے جنوب و مشرق کے گوشہ پر ایک بلند مینار ہے جس کو مینار بھینہ کہتے ہیں صحیح خبروں سے معلوم ہوا کہ بزمانہ ظہور امام آخر الزماں علیہ السلام اسی مینار پر نزول حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ہو گا۔ مسجد کے اندر جا بجا پہاڑ سے چشمہ جاری نکالا ہے۔ کہیں کہیں حوض بھی ہے صحن مسجد میں بھی چشمہ جاری ہے۔ یہ مسجد اتنی وسیع ہے کہ معہ صحن قریب سچاس ہزار آدمیوں کے نماز پڑھ سکتے ہیں۔ اور بیرون شہر قبرستان جاتے ہوئے کسی شخص کے مکان کی دیوار کے نیچے اینٹ اور پتھر کا ڈھیر ہے۔ جو کوئی ادھر سے جاتا ہے اس ڈھیر پر پتھر مارتا ہے۔ دریافت سے معلوم ہوا کہ اس مقام پر یزید پلید کی قبر ہے جو آنے جانے والے ہمیشہ اس کو سنگسار کیا کرتے ہیں۔

ایک ہمارے مرید نے پتھر نہیں مارا تو ایک عرب شامی نے اس خیال سے کہ شاید یہ

مذہب خارجی رکھتا ہے گھور کفر غصہ سے دیکھا۔ فی الفور ہمارے مرید نے پانچ پتھر مارے۔ اور اس فقیر نے بھی چند پتھر سے مزار کو سنگسار کیا۔

حضرت محبوب یزدانی نے فرمایا کہ کوہ لبنان بہشت کے پہاڑوں میں سے ایک پہاڑ ہے۔ اکثر دریاؤں کا منبع بھی پہاڑ ہے۔ اس پہاڑ میں چالیس محرابوں سے چٹنے جاری ہیں، پانی کی روانی سے اکثر آواز تلاوت قرآن سننے میں آتی ہے۔ اس پہاڑ میں اکثر اولیاء اللہ جا کر چلے گئے ہوتے ہیں تو ان کا کثود کار ہو جاتا ہے۔ اور بہت سے مشائخ نے اس پہاڑ پر تکملہ سلوک کیا ہے۔ حضرت محبوب یزدانی نے اس پہاڑ پر دس روز اعتکاف فرمایا ہے۔ فائدہ ۵۔

جامع رسالہ ہذا جب حامہ اور حلب سے معاودت کر کے زبردان کوہ لبنان شہر بیروت میں ٹھہرا اور جامع مسجد بیروت میں بروز جمعہ بعد ادائے نماز زیارت مدفن دست مبارک حضرت سچھی علیہ السلام سے مشرف ہوا۔ اس شہر میں مولانا اسماعیل نبھانی جن کا لقب حسان ثانی ہے، فضائل اور محامد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں آپ کی تصانیف کثیرہ مصر، عرب اور شام میں تالیفین باخلاص پڑھتے ہیں۔ یہ شہر کوہ لبنان کے نیچے آباد ہے۔ بالائے کوہ اس زمانے میں قوم نصاریٰ بکثرت آباد ہیں۔ گھوڑے کی ٹرام گاڑی بیروت کے بالائے کوہ لبنان تک جاتی ہے۔ یہاں کے رہنے والے نہایت حسین اور صاحب جمال ہوتے ہیں۔ عوام اس پہاڑ کو پرستیاں کہتے ہیں۔ بعض مشائخ نے فرمایا ہے کہ مردان چہل ابدال کا مقام بعد گشت دنیا کے یہاں ہی ہوا کرتا ہے۔

دمشق سے ریاق ہو کر حمص میں جانا ہوتا ہے۔ یہاں جامع مسجد میں حضرت سیدنا اللہ وسیف الرسول خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ضریح مبارک ہے۔ آپ کے سر ہانے تلوار اور ڈھال لٹکی رہتی ہے۔ آپ کے مزار کے پاس حضرت عبدالرحمن ابن خالد رضی اللہ عنہما کی ضریح مبارک ہے اور اسی مسجد کے گوشہ شمال و مشرق میں مزار حضرت عبید اللہ ابن عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہم کا واقع ہے۔ اور اندر شہر کے زیارت مزار حضرت سیدنا سعد بن وقاص من العشرة المبشرہ صحابی حضرت عکاشہ رضی اللہ عنہ اور حضرت وحشی اور حضرت ثوبان اور حضرت ذوالکلیع اور حضرت عمر بن معدی کرب اور سیدنا ابو موسیٰ الاشعری رضی اللہ

تعلے غنیم کے مزار مقدس کی زیارت ہے اور بیرون شہر زیارت قبہ مزارات حضرت عمر ابن عبدالعزیز رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور حضرت جعفر طیار رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہوتی ہے۔ مشہور ہے کہ تھمس میں قریب تین سو صحابی شہداء کے مزارات ہیں۔ اس شہر کی آبادی مدور ہے اسی ہزار آدمیوں سے آباد ہے۔ بیس ہزار نصاریٰ دس ہزار نوریان ریشمی کپڑے بننے والے ہیں اور پچاس ہزار مختلف قوم مسلمانوں کی ہیں۔

اس شہر میں شیخ مسطیٰ صافی صاحب طریقہ نقشبندیہ کر دیہ خالدیہ کے ایک مروج عالم صاحب طریقت ہیں ان کے پاس شیخ مولانا صاحب صافی ثانی نقشبندی اشرفی نے شام سے ایک خط روانہ کر دیا تھا اور مولانا صاحب صافی نے فقیر علی حسین اشرفی سے اجازت و خلافت حاصل کی۔

تھمس کے اگے چند منزل شہر حامہ شریف ہے جس میں حضرت حام بن نوح علیہما السلام کا مزار ہے۔ حامہ شریف میں زیارت مزار شریف سید سیف الدین بکھی کلہ ہے جو اول بغداد شریف سے ہجرت کر کے حامہ شریف تشریف لائے اور زیارت حضرت سید شمس الدین محمد الکیلانی الجموی اور زیارت سید علاؤ الدین علی اور زیارت سید بدرا الدین حسن اور زیارت سید ابوالعباس احمد جیلانی الجموی کی ہے جن کے بیٹے سید عبدالغفور حسن جیلانی تھے اور ان کے بیٹے سید عبدالرزاق نور العین قدس سرہ جانشین سلطان سید اشرف جہانگیر سمانی قدس سرہ ہوئے۔

یہ شجرہ کتب قدیم حماۃ شریف میں لکھا تھا۔ فقیر نے جا کر اپنا نسب نامہ ملایا اور سید عبدالجبار صاحب طریقت خاندان قادریہ کی زبانی معلوم ہوا کہ سید عبدالغفور حسن جیلانی کی اولاد حیدرآباد دکن میں بھی موجود ہے نہیں معلوم کہ وہ حضرت نور العین کی اولاد ہیں یا ان کے کسی بھائی کی اولاد سے ہیں اور اس شہر کے سمت شمال ایک پہاڑ پر قبہ مقام امام زین العابدین علیہ السلام کا بنا ہوا ہے یہ وہ مقام ہے جہاں قیدیان اہل بیت و سر شہدائے کربلا نے شام کے راستہ میں ایک شب مقام کیا تھا۔ اول سید صاحب آفندی ابن حضرت سید مرتضیٰ آفندی نقیب الاشراف رزاقی القادری کی ملازمت سے جب فقیر مشرف ہوا۔ قبل ملازمت دل میں یہ خیال گذرا کہ اگر حضرت صاحب آفندی مجھ کو خرقہ خلافت اور شجرہ ارشاد سے مشرف فرماتے

تو خوب تھا ملاقات کے بعد بلا استفسار شجرہ بیعت ارشاد میں میرا نام لکھ کر عنایت کیا اور شب کو خلوت میں بعد یقین خاندان قادریہ ایک تاج خرقہ خلافت میرے سر پر رکھا اور فرمایا کہ وقت حلقہ ذکر اس کو سر پر رکھ لیا کرتا اور سنہیں کر فرمایا قلب کے اندر ایک باریک سوراخ ہوتا ہے اس سے سب کچھ نظر آتا ہے اور اس کے بعد حضرت سید عبدالجبار شیخ طریقت حامد شریف نے فقیر کو شجرہ ارشاد آبائی عنایت کیا جس میں آپ کے نام سے امام حسن علیہ السلام تک برابر عن ابیہ سب کو اپنے باپ سے سلسلہ پہنچا۔ اس سلسلہ کو سلسلۃ الذہب کہنا چاہیے علاوہ ان دونوں حضرات کے اُستادہ حامد شریف میں کئی بزرگوار صاحب سلسلہ اور صاحب طریقت پائے گئے ان حضرات کے قصر ایوان ایسے آراستہ ہیں جیسے والیان ملک کے مکان ہوتے ہیں۔ ایک نہر پہاڑ سے ان حضرات کے مکانوں کے درمیان سے جاری ہے جس کی شاخیں ہر صاحبزادوں کے مکانوں پر پہنچی ہوئی ہیں کہ بَحْتِ تَجْرِی مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ کی کیفیت نظر آتی ہے۔

حلب ایک عظیم الشان شہر ہے۔ قوم نصاریٰ اور یہود بکثرت آباد ہیں اور آبادی مسلمانوں کی بھی بہت زیادہ ہے۔ جامع مسجد حلب میں زیارت مزار زکریا علیہ السلام کی ہے۔ اور بروایت قوم یہود بیرون شہر اور چند انبیا ربی اسرائیل کے مزارات ہیں۔ بصرہ یہاں کے نخلستان ہیں عمدہ کھجوریں ہوتی ہیں۔ اور مزار طلحہ وزیر رضی اللہ عنہما اور حضرت حسن بصری اور شیخ زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہما اسی مقام پر ہے۔ فاسلا کا فقیر اثرنی جامع رسالہ ہذا ۱۳۲۳ھ میں جب بشوق زیارات عنبات عالیات حضرات اکابرین عراق بمبئی سے کراچی بندر اور مسقط و بوشہر اور بحرین و بندر فوہ اور بندر محمرہ کے سامنے گزرتا ہوا دریائے دجلہ کے کنارے اتر کر مقام علی میں فرود کش ہوا۔ یہ وہ مقام ہے جہاں جنگ جمل میں حضرت مولا علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ خیمہ زلت تھے۔ یہاں ایک مسجد نمازیوں سے آباد دیکھی۔ پشت مسجد پر ایک مکان زیارت جہاں حضرت کا خیمہ نصب ہوا تھا بنا ہے زائرین وہاں جا کر اس زمین کو بوسہ دیتے ہیں اور یہاں سے دو تین کوس کے فاصلہ پر بصرہ جدید آباد ہے اور بصرہ قدیم بالکل ویرانہ پڑا ہے۔ صرف جامع علی جس میں بزمانہ سابق سات متار اذان کے تھے اب اس مسجد شکستہ میں صرف

ایک منار باقی رہ گیا ہے۔ اس مسجد سے نصف میل کے فاصلہ پر ایک احاطہ ہے اس کے اندر مسقف قبر حضرت طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہے۔ بصرہ جدید سے یہ بصرہ دو تین کوس کے فاصلہ پر ہوگا اور بصرہ دیرانہ سے دو کوس کے فاصلہ پر سمت جنوب ایک قریہ زبیر کے نام سے مشہور ہے۔ یہاں ایک جامع مسجد کے گوشہ مغرب میں مزار حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کا ہے۔ جمعہ کی نماز فقیر نے اس مسجد میں پڑھی۔ سکنائے قصبہ قریہ دو تین سو کے آدمی مجتمع تھے۔ اول اذان کے بعد سب کے سب سورہ کہف اور سورہ مریم کی تلاوت پاؤں بند بھری اہچہ میں کرتے تھے۔ یہ لہجہ بھی ایسا سادہ اور دل پسند تھا کہ قلب کو عجیب لطف حاصل ہوتا تھا بیرون قریہ مزار حضرت خواجہ حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک قبر میں واقع ہے۔ آپ کے مزار کے پائیں مزار ابن بمرین امام المعبرین کا ہے اور اس قبرستان میں مزار حضرت شیخ زین العابدین رضی اللہ عنہ کا قبر ہے اور یہاں سے دو کوس کے فاصلہ پر مزار حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کا ہے۔ اور نقیب اشرف بصرہ سید رجب آفندی ہیں جو سید احمد رفاعی رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد سے ہیں۔ آپ کے اکثر اجداد کرام اس قریہ زبیر میں اُسودہ ہیں۔ بعد زیارت مزار حضرت حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کی شان میں بطور غزل فقیر نے یہ اشعار لکھے تھے۔

غزل

آسمان آستان حسن بصری	شاہ باعز و شاہ حسن بصری
قبلہ انس و جاں حسن بصری	مرشد مرشداں حسن بصری
جلوہ گرہے یہاں حسن بصری	خاک بصرہ نہ کیوں ہو کس بصری
کیا شرف ہو بیان حسن بصری	ابن پیری ہے تیرے زیر قدم
ہادی گمراہاں حسن بصری	مرشد سالکانِ راہِ خدا
ہیں علی کے نشاں حسن بصری	ان میں ظاہر ہے نشانِ مرتضوی
دیسرے عاشقاں حسن بصری	شاہدِ خلوتِ جمالِ ازل
مقتدائے جہاں حسن بصری	نائبِ خاصِ مرتضیٰ ہیں .. یہی

کھتی پہونچے گی اس کی ساحل پر جس کے ہوں بادیاں حسن بصری
 کیوں نہ ہو سرتی عیاں مجھ پر دل میں ہیں جب نہاں حسن بصری
 اشرفی کے لئے ہر عالم میں بحر فیض رواں حسن بصری
 بندر فوہ سے بندر بصرہ تک دور ویہ دریائے دجلہ کے کنارے باغات نخلستان
 ہیں اس قدر کثرت سے کھجوریں پیدا ہوتی ہیں کہ ملک یورپ اور امریکہ کے جہازات یہاں
 سے کھجوریں لا کر لے جاتے ہیں۔

بغداد یہاں مزار حضرت غوث الثقلین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت معروف کرخ
 اور حضرت جنید بغدادی قدس سرہ اور حضرت سمری سقطی قدس سرہ رضی اللہ عنہ اور مثل ان
 بزرگوں کے بہت مزارات واقع ہیں۔ فاصلہ کا۔ فقیر اشرفی جامع رسالہ ہذا جب
 بصرہ سے چھوٹے جہاز پر سوار ہو کر بغداد شریف روانہ ہوا۔ راستہ میں لب دریا قہ مزار
 حضرت عزیز بنی علیہ السلام کی زیارت کی۔ قبہ شریف کے گرد و منزلہ بالا خانہ میں قوم یہود
 مع اہل و عیال کے بکثرت رہتے ہیں اور کچھ دور آگے بڑھ کر بندر عمارہ ملتا ہے۔ یہاں سے
 دس کوس کے فاصلہ پر زیارت مزار سید احمد قاسمی رحمۃ اللہ علیہ کی ہے اور بغداد شریف
 سے سات کوس کے قریب بندر سیرہ ملتا ہے۔ یہاں سے تھوڑے فاصلہ پر شہر مدائن نظر آتا ہے
 جہاں نوشیرواں کا تخت گاہ تھا۔ وہ دیوار محل نوشیرواں جو زمین سے سو گز اونچی تھی اور
 معجزہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے شوق ہو گئی تھی اب تک موجود ہے۔ اور مزار حضرت
 سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زیارت بھی اسی مقام پر ہے۔ شہر بغداد میں حضرت
 غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مزار مبارک مثل مدینہ منورہ آپ کا قبہ سبز گوشہ مسجد میں
 زیارت گاہ نام ہے۔ پشت مسجد پر سمت جنوب ایک مختصر قبرستان جنت البقیع کے نام سے
 مشہور ہے۔ صحن روضہ مبارک کے گرد ہر طرف عمارت عالی شان ہیں۔ نیچے درویشوں کے قیام
 کے واسطے حجرے ہیں اور ان کے اوپر صاحبزادگان اولاد حضرت محبوب سبحانی کی نشست گاہ کے
 واسطے بالا خانہ بکمال خوبی آراستہ ہیں۔ بیرون شہر بغداد سمت شمال قبہ زیارت امام غزالی
 آپ کے روضہ مبارک کے صحن میں کنواں ہے۔ اس کے پانی سے غسل کر کے بیمار اچھے ہو جاتے۔

ہیں اور شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہے جو قریبات و دیہات حضرت
 غوث پاک نے بزمانہ حیات اپنی خرید کئے تھے اب تک آپ کی اولاد کے قبضہ میں ہیں اور
 عموماً حضرت کے خاندان میں سب عالم اور مفتی دیکھے گئے۔ مخصوص سید عبدالرحمن نقیب الاثراف
 علوم ظاہری و باطنی میں عدیم النظیر دیکھے گئے اور آپ کے بھائی سید سلیمان کے پوتے سید
 ابراہیم ہیں جن کی قصر میں ایک قطعہ میں لکھا تھا۔ وَاتَّخَذَ اللَّهُ اِبْرَاهِيمَ خَلِيْلًا ۗ يَفْقِر
 چالیس روز تک آپ ہی کا ہمان تھا۔ آپ کی ذات بھی زیور علوم ظاہری و باطنی سے آراستہ پائی
 گئی۔ یہ سب حضرات حضرت سید عبدالعزیز ابن حضرت غوث پاک کی اولاد سے ہیں۔ اولاد
 سید عبدالرزاق ابن حضرت غوث پاک سے صرف ایک صاحب سید مصطفیٰ ملے تھے جن کے قبضہ
 میں کنجی قبر مبارک حضرت غوث پاک کی ہمیشہ رہتی ہے آپ بھی علوم ظاہری و باطنی سے آراستہ
 و مال مال دیکھے گئے۔ میرے فرزند ان مولوی محمد یوسف فقیہ شافعی اور عبدالرزاق فقیہ ساکنان
 قصبہ بیٹری، ضلع تھانہ () ہمراہ تھے۔ اس فقیر نے ایام حاضری آستانہ مبارک حضرت
 محبوب جانی میں یہ قصیدہ التجاریہ لکھ کر مزار فائز الانوار پر عرض کیا تھا۔

اے نورِ نظر سلطانِ امم غوثِ اعظم شاہ جیلاں
 سرچشمہ رفیض و بحر کرم غوثِ اعظم شاہ جیلاں
 اے جبر شیراز کے پیرائے بنتِ رسول کے لختِ جگر
 واقف ہے شرف سے تیرے عالم غوثِ اعظم شاہ جیلاں
 اے راحتِ جان حسین و حسن تازہ ہے تجھی عسل کا چمن
 دنیا میں ہے جنت تیرا حسم غوثِ اعظم شاہ جیلاں
 ہر فضل و کمال میں ہو بیکتا اور نزل و نوال میں بے ہمتا
 کیا کوئی کرے اوصاف رقم غوثِ اعظم شاہ جیلاں
 بغداد میں ہند سے آیا ہوں اور بارگنہ لئے آیا ہوں
 اس عساجز پر ہونگاہ کرم غوثِ اعظم شاہ جیلاں

دامانِ مُرادِ میرا بھر دو انجسامِ بخیرِ میرا کر دو
 آسان ہو منزلِ ملکِ عدمِ غوثِ اعظمِ شاہِ جیلاں
 دم میں رہن ابدال بنا اس عاجز و مسکین کو بھی شہا
 کر دیجئے عطا عرفت ان تم غوثِ اعظمِ شاہِ جیلاں
 کھلانا ہوں میں تیرا خادم ہوں اپنے گناہوں سے نادم
 حاضر ہوں حضور میں سر کئے خمِ غوثِ اعظمِ شاہِ جیلاں
 روضہ میں ترے اگر ہر دم ہر شام و سحر گلگشتِ حرم
 دکھلانا ہے لطفِ باغِ ارمِ غوثِ اعظمِ شاہِ جیلاں
 میں بن کے گلِ باغِ جیلاں نصرت ہوں تیرے در سے شاواں
 خوشبو سے مری مہکے عالمِ غوثِ اعظمِ شاہِ جیلاں
 تیرا نام ہو ایسا و روزباں کھل جائیں سارے راز نہاں
 بن جائے مراد دل جامِ جمِ غوثِ اعظمِ شاہِ جیلاں
 سارے دشمن پامال رہیں سب دوست مرے خوشحال رہیں
 ہو عمر بسر بے رنج و غم غوثِ اعظمِ شاہِ جیلاں
 کھی اہل دنیا سے نہ کبھی کروں کوئی حاجت پیش اپنی
 نہ سنوں میں کسی کا لالہ و نعمِ غوثِ اعظمِ شاہِ جیلاں
 نہیں عالم میں اپنا ماویٰ بڑھ کر اس در سے تیرے شاہا
 تیرے ہی درِ دولت کی قسم غوثِ اعظمِ شاہِ جیلاں
 یا غوثِ مری امداد کرو غمگیں ہوں مراد دل شاد کرو
 یہ عرض ہے باپشیم پر نم غوثِ اعظمِ شاہِ جیلاں
 اے محبوبِ بجانی گر ڈال دو مجھ پر اپنی نظر
 کا نور ہوں سارے در و عالمِ غوثِ اعظمِ شاہِ جیلاں

جب نسل مری رزاقی ہے کیوں فکر معیشت باقی ہے
 کر دیجئے عالم سے بے غم غوث اعظم شاہ جیلاں
 میں عزیز مسافر ہوں تیرا میرا حامی دہر میں تیرے سوا
 نہ تو موس ہے نہ کوئی ہمد م غوث اعظم شاہ جیلاں
 حاضر ہوں در دولت پر مرا حال نہیں مخفی تجھ پر
 شیئا للہ قطب عالم غوث اعظم شاہ جیلاں
 یا غوث کرو میری تسکین تشویش میں میری جان حزیں
 سرور ہو میرا دل پر غم غوث اعظم شاہ جیلاں
 تری ذات مقدس ہے یکتا اے نور نگاہ حبیب خدا
 تو فخر نسل بنی آدم غوث اعظم شاہ جیلاں
 شیئا للہ شیئا للہ ہے اشرفی مسکین کی صدا
 دے دیجئے کچھ از راہ کرم غوث اعظم شاہ جیلاں

شہر بغداد کے بیچ میں دریائے دجلہ روان ہے۔ اودھا شہر سمت شمال ہے جہاں
 حضور غوث پاک کا آستانہ ہے یہاں سے تھوڑے فاصلہ پر سمت مغرب مزار شیح الفی کی
 زیارت ہوتی ہے۔ آپ ہر شب میں ہزار رکعت نفل پڑھا کرتے تھے اور حضور غوث پاک
 کے روضہ کے جنوب کچھ فاصلہ پر امام مرجان کا قبہ زیارت ہے اور دریا کے اس پار دوسرے
 حصہ شہر بغداد میں زیارت مزار حضرت یوشع پیمبر علیہ السلام اور مزار حضرت جنید بغدادی رحمۃ
 اللہ تعالیٰ علیہ ہے۔ آپ کے قبہ کے سامنے لکھا ہے اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ يَا مُصْتَفٰی
 الثَّقَلَیْنِ۔ اور حضرت ابو بکر شہلی اور حضرت معروف کرخی اور حضرت بہلول دانا اور
 حضرت حسین ابن منصور سلاج اور حضرت بی بی زبیدہ خاتون وغیرہ کے مزارات کثیرہ
 ہیں۔

شہر بغداد سے دو کوس کے فاصلہ پر مغرب کی طرف جہاں مزار حضرت امام اعظم
 ابو حنیفہ کوئی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہے قصبہ معظم کے نام سے مشہور ہے۔ آپ کے آستانہ پر

ایک مدرسہ جہاں دور دور کے طلباء فیوض علمی حاصل کرتے ہیں۔ اسی قصبہ میں مزار حضرت حبیب عجمی اور حضرت حسن نوری اور حضرت شیخ حماد دباس رحمۃ اللہ علیہم اجمعین مع دیگر مزارات متبرکہ واقع ہیں۔

قصبہ معظم سے دریا و جلہ کشتیوں کے پل سے عبور کر کے ایک کوس کے فاصلہ پر کاظمین شریفین کی زیارت ہے بالکل گنبد مع کلس تانبہ پر سونا چڑھا ہوا سنہرا مفرق نظر آتا ہے۔ دو گنبد اسی طرح کے ہیں۔ ایک مزار حضرت امام موسیٰ کاظم علی جدہ و علیہ السلام کلبہ ہے اور دوسرے قبہ میں آپ کے پوتے حضرت امام محمد تقی علی جدہ و علیہ السلام کا مزار ہے۔ صحن روضہ میں دو چھوٹے قبہ بنے ہیں۔ ایک میں مزار سید ابراہیم ابن موسیٰ کاظم علی جدہ و علیہ السلام ہے۔ اور دوسرے میں مزار سید اسماعیل ابن موسیٰ کاظم علی جدہ و علیہ السلام ہے۔ یہ دونوں صاحبزادے شاگرد امام اعظم ابو حنیفہ کوفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ہیں۔ بوجہ تلمذ اعظمی اہل تشیع آپ کے مزار کی زیارت نہیں کرتے۔ اور امام ابو یوسف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا مزار حرم شریف سے بالکل باہر نکل کر ایک قبہ میں مع مسجد کے واقع ہے۔ آپ کے قبہ کے دروازہ پر لکھا ہے

الْعُلَمَاءُ وَرَثَةُ الْأَنْبِيَاءِ

فقیر نے بعد زیارات مزارات متبرکہ کاظمین شریفین کے جو اشعار التجانیہ عرض کئے تھے وہ یہ ہیں :-

اے امام ابن الامام الا تقیہ	ایہا الموسیٰ ابن جعفر تقی ابن الرضا
لیک عالم را رہا نیدی ز قید رنجہنا	از جہاں رفتی بحال بے کسی و رنج و غم
جملہ حاجاتم شود از حضرت پاکت روا	عرض حاجت می کنم در پیش شاہ کاظمین
زا اتباع انبیاء و اولاد تو خدایا	چیپسے آتانت جن و انسان و ملک
درج شد نامش بدستہائے نام اولیاء	خاک رو بی جنابت ہر کہ کرد از صدق دل
وصف تو داند خدا یا خاص خاصان خدا	حد امکان من سکین نباشد وصف تو

آرزو ہائے دل این اثر فی خاکسار

جملہ بر آور طفیل حیدر مشکل کشا

کاظمین شریفین ستر من راجاتے ہوئے ایک شہر ویرانہ ہے جس کا نام اروا تھا۔ قریب راستہ قبہ مع احاطہ مزار شیخ مصلح الدین سعدی شیرازی رحمۃ اللہ علیہ کا ہے۔ آپ اکثر عقیبات عالیات پر حاضر ہوتے تھے۔ اسی مقام پر آپ نے انتقال فرمایا۔ یہیں آپ کا مزار بنا۔ مقام سامرہ میں ایک قبہ کے اندر مزار امام علی نقی اور امام حسن عسکری علی جدہ و علیہ السلام کی زیارت گاہ خاص و عام ہے آپ کے احاطہ حرم روضہ کے باہر سمت مغرب جامع عسکریہ کے نام سے ایک مسجد مشہور ہے اس مسجد کی بیچ کی دیوار پانچ گز سے کم چوڑی نہ ہوگی۔ اس دیوار کے بیچے تہہ خانہ ہے۔ زینہ سے اتر کر ایک کوٹھری ہشت پہل ملتی ہے۔ اس کے اندر شرقاً غرباً قریب سات گز کے ایک لائیا والا ہے اس والاں کی دیوار میں عمدہ عمدہ اشعار فارسی مناقب ائمہ اہل بیت میں لکھے ہوئے ہیں والاں کے شرقی حصہ میں ایک مربع کوٹھری ہے اس کے بیچ میں ایک تنگ و تاریک غار ہے جس کا منہ تنور کچے بڑا ہے۔ کہتے ہیں کہ امام مہدی آخر الزماں علی جدہ و علیہ السلام اسی غار سے غائب ہو گئے۔ مشائخ نے یہ فرمایا کہ سید محمد مہدی جن پر امام مہدی آخر الزماں کا گمان کرتے ہیں، مرتبہ ابدال کو پہنچ کر جہنم خلعت سے مخفی ہو گئے اور امام موعود مہدی آخر الزماں علی جدہ و علیہ السلام امام حسن علی جدہ و علیہ السلام کی اولاد سے ہوں گے۔

شہر پناہ سامرہ سے باہر جامع مسجد سمت شمال بنی عباس کے زمانے کی شکستہ دیوار پڑی ہے سید ظہامزور جیب فقیر کو لے گئے اس مسجد کے مینار پر میرے ساتھ خود بھی چڑھے اس قدر بلند تھا کہ میرے پیر کا پینے لگے ہیں اسی مقام پر بیٹھ گیا اور سید ظہام سے کہنے لگا کہ اب آگے جانے کی میری ہمت نہیں ہے اور یہ مینار اس قدر بلند ہے کہ کئی کوس سے دکھائی دیتا ہے۔ وہاں سے شہر ستر من راجہ میں چودہ شاہان بنی عباس کا تخت گاہ تھا نظر آتا ہے۔ دریائے فرات سے اس شہر کے نیچے ایک نہر لائے تھے جس سے اہل شہر سیراب ہوتے تھے۔ مگر امیر تیمور نے اس نہر میں سیسہ پلوا کر بند کر دیا تاکہ یہ شہر ویران ہو جائے۔ جس شہر کے سلاطین ائمہ اہل بیت کے مخالف تھے ایسے شہر کا آباد رہنا بادشاہ کو پسند نہیں آیا۔ چنانچہ اس شہر میں انسان تو کیا حیوان بھی بوجہ قحط آب نہیں رہتے۔

سید ظہام نے بالائے مینار سے قصر بارون دکھلایا اور ایک بلند مکان جس کا نام قصر عاشق

تھا بیان کیا کہ ہارون رشید کی لڑکی کسی شخص پر عاشق تھی اس لئے پیند مکان بنایا تھا اپنے گھر سے نظارہ جمال معشوق کیا کرے۔ اور ایک ڈھیر مٹی کا زمین سے سو گز کے قریب بلند دکھائی دیا یہ صاحب نے بتلایا کہ ایک دن ہارون رشید نے اپنے سواران لشکر کو حکم دیا کہ جس کا گھوڑا جس قدر واڑے کھاتا ہو اسی قدر تول کر مٹی ہر سوار لشکر اس جگہ پر ڈال دے۔ سیکڑوں برس انہیں اس پر گزر چکیں اب بھی اتنا بلند ہے کہ خدا جانے کس قدر اس کے سواران لشکر نختے کہ جس کے گھوڑوں کی ایک دن کی خوراک کے ہم وزن مٹی کا اتنا بڑا ڈھیر موجود ہے۔ اسی مینار کی بلندی کو سرمن را کی جانب جنوب ایک پہاڑ کو تیلایا جس کا نام گویر ہے کہا کہ یہی مقام اصحاب کہف ہے جو نظر عوام سے پوشیدہ ہے اور وہاں جانے میں اس قدر خوف معلوم ہوتا ہے کہ کوئی نہیں جانا فقیر نے بعد زیارت سامرہ شریف پر اشعار التجاریہ عرض کئے تھے۔

اے نقی و عسکری ابن بتول پار سا	حاجتیں بندہ راز لطف خود فرما روا
اے امین غریب بکس و بکس نواز	علم و عرفان خدا را کن بایں بسکس عطا
از پے اں حجتہ اللہ مہدی آخر زماں	سینہ ام روشن شود از نور ذات کبریا
با صد جانم فدائے قبہ ہر دو امام	ایں دم قرباں و شمیم فرش راہ این دو تا
در جنابیں کریم کے رسیدے انثرنی	گر نبوی لطف تاں ہر خطہ پیش رہتا

بغداد شریف سے گھوڑا گاڑی پر کر بلائے معلیٰ جانا ہوتا ہے۔ راستہ میں لب دریا سے فرات ایک سستی پڑتی ہے جس کا نام مصیب ہے۔ اسی سستی کے ایک میل فاصلہ پر دو سبز قبوں میں تنبے سرفرزدان مسلم علی جدہ و علیہ السلام کے مزار کی زیارت ہے۔ کر بلائے معلیٰ سے تین فرسخ پورب حضرت عون شہید کر بلا کا مزار ہے۔ آپ کر بلائے معلیٰ سے لڑتے لڑتے تین فرسخ پورب چلے آئے تھے یہاں اگر شہادت پائی تھی۔ کر بلائے معلیٰ ایک بڑا شہر ہے۔ اس کی آبادی وسیع ہے۔ وسط شہر میں قبہ مزار حضرت امام حسین علی جدہ و علیہ السلام ہے جو بالکل مغرق سنہرا ہے۔ آپ کی ضریح مبارک کے پائیں دو چھوٹی ضریحوں میں آپ کے صاحبزادگان حضرت علی اکبر اور حضرت علی اصغر کے مزار ہیں۔ قبہ کے اندر سمت مشرق و جنوب ایک کوٹھری کے اندر گنج شہیدان ہے جس میں اٹھارہ بنی ہاشم مدفون ہیں۔ کوٹھری کا دروازہ مقفل رہتا ہے بوقت زیارت خاص

کھلتا ہے۔ سمت جنوب والان میں جس کو رواق کہتے ہیں مزار صحابی رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حضرت جیب ابن مظاہر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زیارت ہے جو حضرت امام حسین علی جدہ و علیہ السلام کے ساتھ شہید ہوئے تھے۔ اس مقام پر ایک منبر رکھا رہتا ہے۔ اکثر اہل ایران بزبان فارسی ذکر شہادت امام حسین علی جدہ و علیہ السلام بیان کرتے ہیں۔ اسی رواق کے گوشہ مغرب و جنوب میں ایک گنبد کے اندر چند زینہ اتر کر مشہد امام علی جدہ و علیہ السلام ہے جہاں آپ کا سر مبارک شمر ملعون نے تن اقدس سے جدا کیا تھا۔ مقام مشہد امام علی جدہ و علیہ السلام سے تین سو قدم کے فاصلے پر مقام خمیہ گاہ اہل بیت کی زیارت ہے۔

کر بلائے معلّے سے تین فرسخ پچھم حضرت حر کے مزار مبارک کی زیارت ہے جو لڑتے لڑتے دشمنوں کو بھگاتے وہاں جا کر شہید ہو گئے۔ حضرت امام حسین علی جدہ و علیہ السلام کے قبۃ مبارک سے سمت مشرق نصف میل کے فاصلہ پر پندرہ عقلم حضرت عباس جرار علم بردار لشکر امام حسین علی جدہ و علیہ السلام کا مزار چینی کے قبہ میں ہے۔ یہیں آپ نے شہادت پائی تھی اب اس نہر کا پتہ بھی نہیں۔ پٹ گئی اور اس پر شہر آباد ہو گیا۔ اب کسی بادشاہ نے بیرون شہر کر بلائے معلّے دریائے فرات سے ایک نہر کھود کر جاری کی ہے جس سے اہل شہر پانی پیتے ہیں۔ عموماً ہر شخص کے مکان میں کنواں ہے۔ مگر پانی کھاری ہے۔

فقیر نے بہ ماہ شعبان ۱۳۲۳ھ کر بلائے معلّے میں بعد زیارت مزار امام حسین علی جدہ و علیہ السلام یہ اشعار حسرت آمیز عرض کئے تھے۔

اشعار

راہ دین است شاہراہ حسین	رہبر سالکان نگاہ حسین
نہ نمودند عز و جاہ حسین	شامیان جفا شعار بنظم
کہ بلند است پائیکاہ حسین	وائے آن جاہلان ندانستند
ہیں چہ شد حالت تباہ حسین	لشہ لب داشتند تا نہ زور
قدیرہ کردند جہاں سپاہ حسین	آفرینہا کہ پیش سرور دین

چوں ہمہ ہمراہ شہید شدند
 پس نوجواں چو گشت شہید
 اں زماں گشت عالمے تاریک
 روح سلطان انبیار بگریست
 دیدہ از خود بگریہ می آید
 غیر حرّ جبری بہ شکر شمر
 یا ہم از مثل جان خود صد جان
 اے خدا حجت اہل بیت بدل
 اشرفی جملہ مدعا یابی
 سید و شاہ دیں پتہ حسین
 بود شبہ بعز و جاہ حسین
 بے کسی بود خود گواہ حسین
 رفت سونے فلک نگاہ حسین
 قتل گردید خود چو شاہ حسین
 در غم قتل بے گناہ حسین
 چوں بیانی بقتل گاہ حسین
 نہ کہے بود خیر خواہ حسین
 فدیہ اش می کنم براہ حسین
 کا بچہ نقش کن بجہاہ حسین
 بر توافقت اگر نگاہ حسین
 بیکیاں است دوست گاہ حسین
 منظر قوت الہ حسین

رباعی

شاہ شہدار کے کربلا میں پہونچا
 دربار حسینی میں ملا پار مجھے
 تسلیم کو مرکز رضا میں پہونچا
 صد شکر کہ درگاہ خدا میں پہونچا
 کربلائے معلّے سے ایک دن میں گھوڑا گاڑی نجف اشرف پہونچاتی ہے۔ اثنار راہ
 میں ایک موضع کفل کے نام سے مشہور ہے۔ یہاں بکثرت یہود آباد ہیں۔ وسط موضع میں
 قیہ مزار حضرت ذوالکفل علیہ السلام مع مسجد اور مینار نظر آتا ہے۔ نصف راہ نجف اشرف گزرنے
 پر راستہ سے کچھ فاصلہ پر علاحدہ تل نرود ایک اونچا مینار ہے۔ اس کے اندر سے اوپر چڑھنے
 کے واسطے ایک زینہ بنا ہے۔ نرود مردود جو خدائی کا دعویٰ کرتا تھا یہ ظاہر کیا کہ میں اس راستہ
 سے آسمان پر جاتا ہوں اور خدائی کرتا ہوں۔ حق تعالیٰ کے حکم سے ایک مچھرنے اس کا
 کام تمام کیا۔ اس کی نشانی اب تک تل نرود موجود ہے۔
 کربلائے معلّے سے شاہ نجف تک اکثر رگستان اور میدان ہے۔ دو چار کوسوں جب

نخف اشرف باقی رہتا ہے اور حضرت مولا کا قبہ معہ مینار سنہرا نظر آتا ہے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ ایک آفتاب آسماں پر طالع ہے اور ایک خورشید زمین پر لایع ہے۔ آستانہ نخف اشرف کے گرد شہر پنپاہ ہے اور شہر پنپاہ کے متعدد دروازے ہیں۔ وسط شہر میں حضرت مولا کا حرم قبہ شریف، وسط صحن میں حضور کا گنبد ہے مع رواق۔ یعنی چہار طرف کے گنبد کے دالان وسیع بنا ہوا ہے۔ مزار مبارک پر صریح فولادی رکھی ہوئی ہے۔ قبر شریف پر ایک ڈھال اور تنوار رکھی رہتی ہے۔ اور ایک قندیل کے اندر قبہ شریف میں ایک تاج مکمل جواہرات شاہ عباس صفوی کا نذر کیا ہوا رکھا ہے۔ اور جناب مولا کی صریح مبارک کے اوپر ایک قندیل جواہرات سے بڑی ہوئی ہے جس کی قیمت کا تخمینہ بڑے بڑے جوہریوں سے نہ ہو سکا.... صریح مبارک میں ایک چھوٹا سا دروازہ بنا ہوا ہے۔ وقت زیارت مخصوص وہ دروازہ کھلتا ہے۔ عموماً زائرین صریح شریف کی جالی سے روزانہ زیارت کرتے ہیں۔ یہ قبہ اور مینار شاہ عالی جاہ امیر تیمور کا بنایا ہوا ہے۔ تمام قبہ شریف کے اوپر سونے کی اینٹیں لگائی گئی ہیں۔ اور دونوں مینار بھی سنہرے ہیں۔ ایک مسجد جامع علویہ کے نام سے احاطہ روضہ مبارک سے ملی ہوئی ہے جس کا دروازہ حرم کے اندر کی طرف مقفل رہتا ہے۔ جمعہ کے روز کھلتا ہے۔

بقول بہود چہاں حضرت کا مزار ہے سابق سے نوح علیہ السلام اور دیگر انبیاء کرام کا مدفن ہے۔ اور وادی نخف میں ایک قبہ کے اندر مزار حضرت صالح و ہود علیہما السلام زیارت گاہ خاص و عام ہے۔ فقیر نے عرض حال اپنا سزا جیدر کرار کی جناب میں بطور غزل نظم میں اس طرح کہا تھا۔

غزل

کھڑا ہوں مشکل کُٹا کے در پر کہ میری مشکل کشائی کیجئے
 ایبر ہوں دام نفس بد میں حضور جلدی رہائی کیجئے
 مسخ مُردوں کو تھے جلاتے مگر دلِ مردہ کو ہم سائے
 حضور فرما کے تم جلا کر ظہور شانِ خدائی کیجئے

ہوا ہوں جس آرزو سے حاضر جناب پر ہے وہ بات ظاہر
 یہی ہے مقصود عرض شاہا کہ میری حاجت روانی کیجئے
 غبار سے زنگ سے بھرا ہے مجھے نہیں کچھ بھی سوچھتا ہے
 شہا میرے دل کے آئینہ کی کرم سے اپنے صفائی کیجئے
 حضور باب علوم نبوی عطا کریں مجھ کو علم عرفاں
 اٹھا کے پردہ دوائی کا دل سے مری خدایتک رسائی کیجئے
 غلام ہندی ہوں بے سلیقہ کروں میں کس طرح عرض حاجت
 ادب یہ کہتا ہے ہاں سمجھ کر کہیں نہ ہرزہ درائی کیجئے
 پھرے زمانہ میں چپارٹو ہم نہ پایا مقصود دل تو آخر
 کہا یہ دل نے درِ علی پر توحیل کے مدحت سرائی کیجئے
 جناب اُتاجناب مولا جناب عالی جناب اعلیٰ
 نگاہِ لطف و کرم سے اپنی ہماری عقیدہ کشائی کیجئے
 نصیب سے مشہد مقدس خدانے ان آنکھوں سے دکھایا
 جھکاؤ سر ہے یہ باب جید رہیں یہ اب جہت سائی کیجئے
 بغیر حبّ علی ہے مشکل کہ ہو کسی کو کمال حاصل
 ہزار ہو تجھ میں زہد و تقویٰ ہمیشہ گر پار سائی کیجئے
 کہوں کیا اثرنی کہ مجھ سا نہ ہوگا کوئی ذلیل و رسوا
 درِ علی پر یہ جوش آیا کہ آج کچھ خود ثنائی کیجئے

دیگر غزل

ہوں مبتلائے رنج و الم یا علی مدد
 نگر وصال و بیم نصیب و ایوم یا اس
 پابند انتہا نہیں سب دل کی کلفتیں
 آیا ہے غم سے تاک میں دم یا علی مدد
 ایک میں ہوں اور جہان کا غم یا علی مدد
 باہر ہے سب کا حد سے قدم یا علی مدد

مربون وقت کیوں نہیں اب میرے کل امور
 اناؤہ جفاہن فلک بن کے مدعی
 دنیا کی دشمنی میں مخالف ہیں دین کے
 خارج ہیں کار خیر کے سب بائیان شر
 کرتا ہوں پیش پیش خدا ساتھ بیچے
 نے فکر یاد حق میں رہوں محورات دن
 مامون ہر جفا سے رہے تاحیات دل
 بہر حسن برائے حسین پیے بتول

نصف اشرف سے دو فرسخ کے فاصلہ پر مسجد کوفہ ہے۔ راستہ میں قبضہ حضرت کبیل
 ابن زیاد خلیفہ حضرت مولا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زیارت سے مشرف ہوا۔ شہر
 کوفہ کو امیر تمپور بادشاہ نے کھدوا کر پھینکوا دیا اور بالکل ویران کر دیا۔ امیر تیمور کا کہنا تھا
 کہ جہاں خاندان نبوت کا خون بہایا گیا ہے میں ایشیم کو آباد دیکھنا نہیں چاہتا۔

کوفہ میں صرف مکان خلافت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ قائم ہے اور پشت مسجد
 پر ایک قبیلہ گوں جائے غسل مہبت جناب امیر علی بن ابی طالب علیہ السلام قائم ہے۔ اس مسجد کے
 اندر بارہ زیارتیں ہیں۔ اول محراب مسجد میں زیارت مقام شہد علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہے
 اس محراب کے اوپر جالی آہنی لگا دی ہے۔ جالی کے اندر لوگ ہاتھ ڈال کر بوسہ دیتے ہیں
 اور اس محراب کے پیچھے مقام عبادت حضرت نوح علیہ السلام کی زیارت ہے اور زیارت
 مقام امام زین العابدین علی جدہ و علیہ السلام ہے اور اس کے پورب زیارت مقام جبرئیل
 علیہ السلام ہے۔ اس کے پورب زیارت مقام حضرت آدم علیہ السلام ہے۔ اس کے پورب
 زیارت مقام حضرت امام جعفر صادق علی جدہ و علیہ السلام ہے۔ اور مقام جبرئیل علیہ السلام
 سمت شمال ایک چوتڑہ مع محراب کے بنا ہے۔ اس پر ایک ستون مدور قد آدم سنگ مرمر
 کا کھڑا ہے اس پر یہ کندہ ہے مقام محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ اس ستون سے
 جانب شمال اس صحن میں ایک غار مدور ہے۔ وہاں ایک پتھر پر یہ کندہ ہے مقام سفینہ

نوح علیہ السلام۔ شاید اس مقام پر حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی تیار کی گئی ہوگی۔ اس غار کے پورب مقام حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہے اور اس کے شمال مقام حضرت ابراہیم علیہ السلام کی زیارت ہے۔ اس کے پورب مقام زیارت حضرات حسین علی جدہما و علیہما السلام ہے۔ اس مسجد کے صحن میں ایک دروازہ ہے۔ شرق رویہ اس دروازہ سے باہر نکل کر سمت جنوب قبہ زیارت حضرت مسلم بن عقیل علی جدہما و علیہما السلام ہے۔ اور سمت شمال زیارت قبہ ہانی ابن عروہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہے۔ اور یہاں سے سمت مشرق ایک میل کے فاصلے پر دریائے فرات ہے اور لب دریا کچھ آبادی بھی ہے۔

فہمی ایک عظیم الشان شہر ہے۔ شہر کے اہل پیشہ کے غوغا کی صدا اس کو سن تک پہنچتی ہے۔ کوہ یے ستون جس کو فرہاد نے شیریں کے عشق میں کھودا تھا اس کے آلہ کوہ کنی کا دستہ انار کی لکڑی کا تھا۔ کہتے ہیں کہ فرہاد تو پہاڑ کھودتے کھودتے مر گیا مگر اس کے آلہ کوہ کنی کے دستہ سے انار کا درخت پیدا ہوا۔ بعض پھل میں انار کے دانے خون آلودہ ہوتے ہیں بعض پھل معمولی انار کی طرح ہوتے ہیں۔ **فانکلا**۔ فقیر اثرنی جامع رسالہ ہذا بعد سفر حلب و حمص و دمشق و بیت المقدس وغیرہ کے بندر بوسعیہ جس کو اب پورٹ سعید کہتے ہیں، پہنچا۔ وہاں سے بسواری ریل دار السلطنت مصر شہر قاہرہ میں پہنچے۔ ڈاکٹر نور محمد ہمارے فرزند در نجف حاجی بیت الشرف مولانا ابوالمحمود سید احمد اشرف کے مرید پنجابی سے ملاقات ہو گئی۔ انھوں نے موٹر کرایہ کر کے عجائب مقامات مصر اور زیارت مزار صحابہ و اولیاء اللہ سے مشرف کرایا۔

بیچ شہر میں ایک پہاڑ کی چوٹی پر سلاطین مصر کا پرانا قلعہ تھا اس کے وسط میں ایک رفیع الشان جامع مسجد بنی ہے۔ مسجد کے ایک گوشہ میں محمد علی پاشا کا مزار ہے۔ اس مسجد کی فصیل کے اوپر سے سارا شہر نظر آتا ہے۔ اتنا بڑا شہر ہے کہ شہر کے کنارے تک نگاہ نہیں پہنچتی۔ اس قلعہ کے اندر عالیشان شاہی مکانات ٹوٹے پھوٹے نظر آتے ہیں۔ سمت مشرق اسی قلعہ میں وہ کنواں ہے جس میں حضرت یوسف علیہ السلام قید تھے۔ اس میں اتنی وسعت ہے کہ سو آدمی رہ سکتے ہیں۔ اس کنویں کی صورت یہ ہے کہ اس کی گولائی میں مدور زینہ پانی

تک بتا ہوا ہے۔ اس کے وسط میں ایک مدور دالان ہے جس میں حضرت یوسف علیہ السلام قید کئے گئے تھے۔ اس دالان میں ایک قبر بھی ہے کہتے ہیں کہ یہ مزار حضرت یوسف علیہ السلام کے ہمراہی کا ہے۔ پہاڑ پر یہ کنواں اتنا گہرا ہے کہ اگر اوپر سے پانی کی طرف جھک کر دیکھا جائے تو ایک سفید نگینہ کی طرح پانی چمکتا نظر آتا ہے۔ منہائے آب چاہ تک ان زمینوں سے پہنچنا کمزور آدمی کا کام نہیں۔

وسط شہر میں زمانہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک وسیع جامع مسجد ہے مگر غیر آباد ہے۔ اس مسجد کے گوشہ میں حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مزار ہے۔ دریائے نیل کے قریب زیارت مزار سیدنا عبدالرحمن یعنی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی اور آپ کے صاحبزادہ سیدنا یحییٰ رضی اللہ عنہ کی ہے۔ اور محلہ سیدنا حسین علیٰ جدہ و علیہ السلام میں ایک عالی شان عمارت کے اندر مدفن سر امام علی جدہ و علیہ السلام کی زیارت ہے۔ فقیر نے جب ثروت زیارت حاصل کیا تو دیکھا کہ مثل کربلا معلیٰ کے شبانہ روز زائرین طواف کیا کرتے ہیں۔ اگرچہ کتب سیر اور تواریخ سے ثابت نہیں ہے مگر بروایت عام مشہور ہے کہ خلفا ربیع بن عیاس میں سے ایک خلیفہ نے جب یزید کے خزانہ پر قبضہ پایا تو وہاں یہ سر مقدس اس کو ملا۔ شاہ مصر کی طرف اس آستانہ پر شبانہ روز سنگر جاری رہتا ہے۔

ایک محلہ بنام سستی زینب مشہور ہے۔ وہاں مزار حضرت بی بی زینب کی عمارت سنگ مرمر کی ہے اور فرش قالین استنبولی و شیشہ آلات سے آراستہ و پیراستہ ہے۔ یہ بی بی شاندہ امہ اثنا عشرہ میں سے کسی امام کی صاحبزادی ہوں گی۔ کیوں کہ بی بی حضرت زینب خواہر امام حسین علیٰ جدہ و علیہ السلام کے مزار کی زیارت دمشق سے چار کوس کے فاصلہ پر قریب زینب میں حاصل کی جاتی۔

شہر مصر میں اکثر امام زادوں اور امام زادیوں کے مزارات کی زیارت ہوتی ہے چنانچہ محلہ کربول میں زیارت مزار امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مشہور ہے اور آپ کا مزار شہر مدینہ قیہ اہل بیت میں ہے۔ شاید آپ کے کسی صاحبزادے کا مزار ہو اور اس مزار کے پاس سیدنا زید شہید کا بھی مزار ہے۔ اور عمارت مزار بی بی سکینہ بنت حضرت امام حسین علیٰ جدہ

وعلیہما السلام مصر میں بھی ہے۔ اور فقیر نے دمشق کے تہہ خانہ قبرستان میں حضرت بی بی کلثوم خواہر حضرت امام حسین علی جدہما وعلیہما السلام کے پاس اُکے زیارت کی ہے۔ مصر میں زیارت قبہ حضرت سیدتنا رقیہ بنت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اور زیارت قبہ سیدنا محمد رضی اللہ عنہما حضرت علی جعفر بن سیدنا امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی اور زیارت قبہ مزار مبارک حضرت بی بی سیدتنا عاتقہ بنت عبدالمطلب عم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اور زیارت سیدتنا بی بی نفیثہ بنت سیدنا حسن الانوار ابن سیدنا زید بن سیدنا امام حسن علیٰ جدہم وعلیہم السلام کی کی۔ یہاں ایک یہودی اندھا آیا تھا اس کی آنکھ روشن ہو گئی اور وہ مسلمان ہو گیا۔ یہ مقام فیض ہے اکثر اندھے یہاں آکر اچھے ہو جاتے ہیں اور زیارت قبہ مزار امام لہیت ابن سعد یا فعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ اور ان کے فرزند سیدنا شعیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کی۔ اور قبہ مزار حضرت امام تافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زیارت کی۔ اور اسی قبہ مزار میں ملکہ شمس بنت سلطان العادل اور محمد اکمل خلف سلطان العادل اور سلطان عبدالجیم کے مزارات کی زیارت کی اور اسی قبہ کے قریب قبہ مزار اولاد حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہم واقع ہے۔ اور حضرت بی بی عاتقہ بنت حضرت امام جعفر صادق علی جدہما وعلیہما السلام کے مزار کی زیارت واقع ہے۔

ایک پہاڑ میں قریب چار سو گز اندر ایک تہہ خانہ ہے جس میں مزار حضرت کنکوس سلطان ترکی عرف عبداللہ مغاور بے کا ہے۔

اس شہر میں ایک مدرسہ جامع ازہر کے نام سے مشہور ہے جس میں دس ہزار طلبہ کو تعلیم دی جاتی ہے۔ علاوہ علوم دینیات مخصوص علم قرأت کی ایسی تعلیم دی جاتی ہے کہ جس کی نظیر روئے زمین پر نہیں ہے۔ سات سو سے زائد علماء مجید علوم فنون مختلفہ کا درس دیتے ہیں اس مدرسہ کا قدیم کتب خانہ ہر علم کی کتابوں سے بھرا ہوا ہے تعلیم دینیات میں یہ مدرسہ دنیا میں اپنا نظیر نہیں رکھتا۔

شہر کے کنارے دریائے نیل رواں ہے۔ دریا پر پل بندھا ہوا ہے۔ دریا کے پار دامن کوہ میں سات اہرام مصری تھے ان میں سے دو اہرام کو انگریزوں نے کھدوایا۔ اس کے اندر

سیکڑوں سنگ ساق کے تابوت میں نعشیں نکلیں وہ نعشیں مع تابوت سنگی عجائب خانہ میں لا کر رکھی ہیں اور بہت سی نعشیں انگریزوں نے فروخت کر دیں جو عجائب خانہ جرمن فرانس وغیرہ میں رکھی گئی ہیں۔ انہیں میں سے ایک عورت کی نعش ہے پورے عجائب خانہ میں اُئی ہے مگر فقیر کو عجائب خانہ مصر میں اس فرعون کی نعش تک نہیں پہنچایا جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں تھا۔ یہ شہر نہایت وسیع اور خوش قطع آباد ہے۔ بارہ ہزار روپیہ یومیہ کا صرف سگریٹ یہاں بکتا ہے اور بارہ ہزار روپیہ ٹرام گاڑی کا کرایہ آتا ہے۔

یہاں سے تین گھنٹہ کے راستہ پر سواری ریل تھداے بہنسا کی زیارت ہے اس مقام پر حاضر ہو کر اکثر اولیاء اللہ نے فیض حاصل کیا ہے۔ شہر سے دو شاخیں ریل کی گئی ہیں ایک مقام سوئز نہر کو گئی ہے اور دوسری پورٹ سعید کو۔ یہاں اکثر مشائخ صاحب خانقاہ سلسلہ شاذلیہ اور سلسلہ رفاعیہ اور سلسلہ سمائیہ کے پائے گئے ہیں۔ اسکندریہ جہاں ائینہ سکندریہ ہے شرح اس کی یہ ہے کہ سکندر نے تیس گز کا آئینہ بنایا تھا اور ایک بلند مینارہ پر اس کو لگایا تھا قوم فرنگی راتوں کو اور دن میں کشتی پر سوار ہو کر دریا کے راستے سے آکر شہر میں ڈاکہ مارتے تھے اس آئینہ کے لگانے سے ان کی کشتیوں کا عکس اس آئینہ میں نمودار ہوتا تھا اور اہل شہر مع اسلحہ کے پہلے سے جنگ کے واسطے تیار ہو جاتے تھے اور فرنگیوں کو مار کر بھگا دیتے تھے۔

حجاز

طائف:

یہاں کی آب و ہوا نہایت خوش گوار ہے۔ ہر سمت بیرون شہر باغات کی کثرت ہے اور ایک باغ سے دوسرے باغ میں چہترہ جاری ہے۔ اس وقت یہاں سات نہریں جاری ہیں جن کا پانی سب باغوں میں پہنچتا ہے اور اہل شہر اس سے نفع اٹھاتے ہیں۔ بازار مثل قصبات کے مختصر ہے۔ انگور، انار، نیزہر فصل میں میوہ جات بکثرت ملتے ہیں۔ اول زیارت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی ایک مسجد کے گوشہ

شمال میں واقع ہے اور اس قبہ کے اندر مزار حضرت طیب اور حضرت قاسم رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرزند ان نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سمت شمال واقع ہے اور اس قبہ کے مزار حضرت امام محمد حنیف ابن حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور مزار حضرت عبدالرحمن اور حضرت عیسیٰ ابن عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم ہیں اور قبر زبیدہ خاتون کے بھائی کی اور اس کے برابر شریف عون کی قبر جو مسموم شہید ہوئے واقع ہے۔ اور سردر شہید پاشا کی قبر اور ایک قبر کسی درویش عالم طریقہ نقشبندیہ کی ہے ان کا نام مولانا سید ملک بخاری نقشبندی ہے۔ عرض و طول قبہ شریف کا دس گز حسب فرمائش مولوی مقصود علی ابن مولوی سید یعقوب علی مرحوم میرٹھی مستحق ہوا ہے۔

دوسری زیارت مزار سیدنا عکرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہے جو طائف سے چھ میل کے فاصلہ پر موضع و حط جو دامن کوہ میں واقع ہے اسی موضع کے کنارے یہ زیارت ہے یہ صحابی رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بڑے عاشقوں میں تھے۔ بعد اس زیارت کے مسجد زبیر دامن جبل کو ع کی زیارت کی جس کے جنوب کے گوشہ میں نشان کہنی مبارک حضرت سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ہے۔ اس پہاڑ کے نیچے ایک پتھر معلق کھڑا ہے جس میں حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا سراقدس کا نشان ہے۔ اس مقام پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم رونق افروز تھے کفار بنی ثقیف کے کئی سو آدمی پہاڑ کے اوپر چڑھ گئے اور بٹے بھاری پتھر کو بغرض ایذا رسانی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لٹھ کا یا۔ جب وہ پتھر سر مبارک کے قریب پہنچا معلق ٹھہر گیا۔ اب تک وہ پتھر مثل سائبان بے ستون کے کھڑا ہے۔ جہاں تک سر مبارک سے مس ہوا تھا وہ پتھر مثل موم کے نرم ہو گیا اور نشان سر مبارک اب تک قائم ہے۔ فقیر اشرفی جامع رسالہ ہڈانے اس نشان مقدس سے اپنے سر کو مس کیا اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی هٰذَا النِّعْمَةِ الشَّرِیْفَةِ۔

اس کے بعد زیارت مسجد عداں رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کی جس کے سامنے ایک چشمہ جاری ہے جو کہ ایک باغ میں ہے۔ یہ وہ صحابی رسول ہیں جنہوں نے حضرت رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو وقت غلبہ کفار اپنی باغ میں امن دی۔ یہ حضرت عداں ایک نصارا کے غلام

تھے جس کا نام ربیعہ تھا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ پیاس سے نہایت پریشان حال ہیں۔
عرق انار وانگور سچوڑ کر پلایا۔ حضرت نے دریافت فرمایا کہ اسے عداس تم کہاں کے رہنے والے
ہو۔ ؟

انہوں نے عرض کیا کہ یمنوا بستی کا رہنے والا ہوں۔
حضرت نے ارشاد فرمایا کہ وہ بستی حضرت یونس علیہ السلام کے پیدائش کی جگہ ہے۔
عداس کہنے لگے کہ یہ حال حضور کو کیوں کر معلوم ہوا۔
آپ نے فرمایا کہ وہ بھی نہیں تھے۔ اور میں بھی نہیں ہوں۔
عداس نے کہا کہ بجز نبی کے کوئی نہیں جان سکتا ہے شک آپ نہیں ہیں۔ اور وہ آپ
پر ایمان لائے۔

اس کے بعد زیارت بئر تفلہ کی ہے۔ یہ مقام طائف سے ایک میل کے فاصلہ پر ہے۔
یہاں ایک مسجد بنی ہے۔ اس کنویں کا پانی اول شور تھا حضرت نے اپنا لعاب دہن مبارک
اس کنویں میں ڈال دیا شیریں ہو گیا جو اب تک بدستور شیریں ہے۔ اس کنویں کے گرد مختصر سی
آبادی بھی ہو گئی ہے۔

بیرون شہر طائف ایک پہاڑ جبل مبرا الشاشہ کے نام سے مشہور ہے۔ رسول کریم صلی اللہ
علیہ وسلم جب اس کے اوپر چڑھ گئے تو عامہ شریف کھل گیا۔ دور سے کفار طائف دیکھ کر
اس پہاڑ پر چڑھ گئے کہ حضرت اس پہاڑ پر موجود ہیں۔ جوں جوں اوپر چڑھتے تھے حضرت
کے معجزے سے جہاں آپ بیٹھے تھے وہ پہاڑ شق ہوتا جاتا تھا جب کفار اوپن ہونے لگے آپ
پہاڑ شق شدہ سے نیچے اتر آئے چون کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللہ تبارک و تعالیٰ کی
نگہبانی میں تھے کون آپ کو تکلیف پہنچا سکتا تھا۔

مسجد ابن عباس رضی اللہ عنہما کے قریب حضرت سعید بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہم
اور حضرت عرفہ رضی اللہ عنہ اور حضرت عبداللہ بن ابی امیہ ابن مغیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم
اور حضرت عبداللہ ابن حارث ابن ربیعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور حضرت سائب رضی اللہ
عنہ اور حضرت ثابت بن الجریع رضی اللہ عنہما اور جلیہ ابن عبداللہ رضی اللہ عنہما اور حضرت

حارث ابن ہبیل ابن ابی صعصیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور حضرت ابن زید رضی اللہ عنہ اور حضرت منذر ابن عبد اللہ رضی اللہ عنہما اور حضرت قیوم ابن ثابت ابن ثعلبہ رضی اللہ عنہم اور حضرت ابن مسعود ثقفی رضی اللہ عنہ کے مزارات کی زیارت کی۔ اور بیرون شہر طائف زیارت مزار حضرت زید ابن ثابت رضی اللہ عنہ کی کی جنہوں نے حضرت امام المفسرین عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کو قرآن شریف پڑھایا تھا۔

تاریخ طائف میں لکھا ہے کہ حق تعالیٰ نے آپ کو وہ تصرف عطا فرمایا ہے کہ آپ کی مزار پر اکثر بیماریوں کو چار پائی پر اٹھا کر لائے اور آپ کے تصرف سے وہ ایسے اچھے ہو گئے کہ اپنے پیروں سے چلے گئے۔ مکہ معظمہ کعبہ شریف کے حرم محترم سات مینار مختلف اطراف میں اذان کے لئے بنے ہیں۔ بیچ میں خانہ کعبہ شریف ہے۔ گرد و صحن دو دو تین درجے کے دالان بنے ہوئے ہیں۔ چودہ سوقندیل ہر محراب میں ایک ایک قندیل روشن ہوتی ہے۔ حطیم کے اندر میزاب رحمت کے نیچے مزار حضرت بی بی ہاجرہ ام اسماعیل علیہا السلام کا بے نشان بت لایا جاتا ہے۔ گوشہ رکن یمانی اور حجر اسود کے درمیان موافق مضمون رسالہ خواجہ حسن بصری رضی اللہ عنہ ڈھائی سو ارب سنی اسرائیل کی قبریں ہیں۔ مصلائے حنفی کے سامنے دالان حرم میں ایک سرخ ستون ہے۔ کہتے ہیں کہ اس ستون سے مل کر بارہ برس کامل حضرت غوث پاک رضی اللہ عنہ اور جیلانی رضی اللہ عنہ اس مقام پر عبادت الہی میں مشغول رہے۔ سب سے پہلے حضرت آدم علیہ السلام نے یہیں مسجد بنائی کھنسی جو طوفان نوح علیہ السلام میں بے نشان ہو گئی تھی۔ حجر اسود جو بہشت کا پتھر کعبہ شریف کے گوشہ میں لگا ہوا تھا اس کو جبل ابوقبیس میں اٹھا کر امانت رکھ لیا تھا جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کو مسجد آدم یعنی کعبہ شریف تعمیر کرنے کا حکم بارگاہ الہی سے ملا تو آپ نے عرض کیا کہ خداوند! مسجد آدم علیہ السلام طوفان نوح علیہ السلام میں ایسی منہدم ہو گئی کہ اب اس کا نشان نہیں۔ میں کہاں مسجد بناؤں غیب سے ایک ابر کا ٹکڑا نمودار ہو کر سایہ لگن ہوا۔ حکم ہوا کہ جہاں تک اس کا سایہ ہے وہیں تک عمارت کعبہ کی بناؤ۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام معماری کا کام کرتے تھے۔ دیوار چٹنے اور ان کے صاحبزادے حضرت اسماعیل علیہ السلام پتھر اور مصالحہ پہنچاتے۔ ایک پتھر پیش دروازہ کعبہ شریف

مقام ابراہیم (علیہ السلام) میں رکھا ہوا ہے جس پر آپ کے قدم مبارک کا نشام ہے۔ اسی پتھر پر کھڑے ہو کر دیوار کعبہ شریف کے پتھر چنتے جاتے تھے۔ جب بندی کا کام ہوتا تو وہ پتھر چنتے آپ کھڑے رہتے خود بخود بند ہو جاتا اور پستی کے کام میں وہی پتھر نیچا ہو جاتا۔

جیل ابو قیس پر اندر مسجد میں وہ نشان جہاں سے حجر اسود نکالا گیا اب تک موجود ہے جیل ابو قیس کے اُدھے راستہ میں ایک مسجد عبادت گاہ حضرت عنث پاک محبوب جانی رضی اللہ عنہ کی اب تک موجود ہے۔ کعبہ شریف میں داخل ہونے کے چالیس دروازے ہیں۔ صحن کعبہ میں یہ وسعت ہے کہ لاکھوں آدمی وہاں نماز پڑھ سکتے ہیں۔ ایک دروازہ باب لصفاء ہے۔ وہاں سے نکل کر زبیر جیل صفائیت سعی کر کے جیل مردہ تک سات مرتبہ کلمات طیبات پڑھتے ہوئے آتے اور جاتے ہیں۔ اور درمیان سلیمین انحضرتین دوڑ کر چلتے ہیں۔ ان دونوں پہاڑوں کے درمیان چار سو قدم سے کم فاصلہ نہ ہوگا۔

حق تعالیٰ نے حجر اسود میں قوتِ سلب گناہ بخشی ہے۔ جو کوئی اس کے سامنے سے گذر جاتا ہے ایسا ہو جاتا ہے گویا آج ہی ماں کے پیٹ سے پاک پیدا ہوا۔

اس مقدس مکان کی شان میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا :-

مَنْ دَخَلَهُ كَانَتْ آمِنًا بِهِ اس میں داخل ہوا امن میں ہو گیا۔

صحیح خبر سے ثابت ہے کہ جو کوئی سات مرتبہ طواف کعبہ شریف کا کرتا ہے اس کو دو رکعت نفل کا ثواب ملتا ہے۔ مگر یہ دو رکعت نفل ایسی ہے کہ طواف کرنے والے کے نامہ اعمال میں دو لاکھ رکعت کا ثواب لکھا جاتا ہے۔ اور جو کوئی ایک روپیہ خیرات کرے وہ لاکھ روپے کا ثواب پائے۔ جو کوئی ایک نیکی کرے لاکھ نیکی اس کے نامہ اعمال میں درج ہوں۔ اور اسی طرح جو کوئی ایک گناہ کرے اس کے نامہ اعمال میں لاکھ گناہ لکھا جاتا ہے۔

باب کعبہ کے سامنے چاہ زمزم ہے اس کا پانی اگر بھوک کی حالت میں پیوے تو بھوک جاتی رہتی ہے اور پیاس کی حالت میں پیوے تو پیاس بجھ جاتی ہے اور جس حاجت اور جس مراد کی غرض سے چاہ زمزم پر کھڑا ہو کر پانی پیوے اور نظر کعبہ شریف پر رکھے اللہ تعالیٰ مراد پوری کرتا ہے۔

اندر شہر مقام مولد النبی صلی اللہ علیہ وسلم اور مولد مرتضیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور مولد فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا اور چکی جناب سیدہ کی زیارت ہوتی ہے۔

مولا علی تو خانہ کعبہ میں پیدا ہوئے لیکن آپ کی والدہ ماجدہ نے خانہ کعبہ سے ان کو اٹھا کر جس جگہ لاکران کو رکھا اور ان کی ناف کاٹی اور غسل دیا وہ جگہ مولد علی رضی اللہ عنہ کہلاتی ہے۔ اور مکان ام المؤمنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا جہاں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف رکھتے تھے وہاں زیارت کے لئے جاتے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ ابھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم یہاں تشریف رکھتے اور ابھی ہمیں اٹھ کر چلے گئے ہیں۔

ایک گلی میں نشان معجزہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوں ظاہر ہے کہ آپ اپنے دولت خانہ فیض کا شانہ سے حرم شریف میں نماز پڑھتے تشریف لے جاتے تھے۔ راستہ میں ابلیس لعین ملا اس نے کہا آپ حرم میں نماز پڑھنے جاتے ہیں۔ سب لوگ انتظار کرتے کرتے نماز پڑھ کر چلے گئے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حیرت سے دیوار میں کہنتی ٹیک کر کھڑے ہو گئے۔ حکم خدا سے دوسری مقابل کی دیوار میں پتھر سے ایک زبان نکلی اور بزبان فصیح عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حرم شریف میں سب لوگ آپ کا انتظار کرتے ہیں تشریف لے جائیے۔ یہ شیطان ہے دھوکا دیتا ہے۔

اب تک حضرت کی کہنتی مبارک کا نشان دیوار میں موجود ہے اور اس کے سامنے کی دیوار میں جو پتھر تے کلام کیا تھا اس میں گائے کی زبان سی اب تک موجود ہے۔

اور جبل ابو قیس پر معجزہ شوق القمر کی زیارت ہوتی ہے اور جبل نور پر حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادت گاہ کی زیارت ہے۔ اور جبل ثور پر اس قار کی زیارت ہوتی ہے جہاں حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ وقت ہجرت تشریف فرما ہوئے تھے۔

بیرون شہر مکہ معظمہ قبرستان جنت المعالی میں قبہ زیارت ام المؤمنین خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا اور قبہ زیارت بی بی آمنہ خاتون رضی اللہ عنہا اور بی بی حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا اور قبہ

حضرت عبدالمطلب اور ابوطالب اور حضرت عبدالرحمن ابن ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہما اور حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور بہت سے مقابر متبرکہ کی زیارت ہے اور منیٰ میں زیارت مقام قربانی حضرت اسماعیل علیہ السلام ہے جو ایک پتھر پی زمین ہے۔ اور جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کی چھری نے اسماعیل علیہ السلام کی گردن نہ کاٹی تو آپ نے جھنجھلا کر ایک پتھر پر چھری ماری جو ایک گز سے زیادہ موٹا تھا وہ دو ٹکڑے ہو گیا اور چھری نے حکم رب العالمین ابراہیم علیہ السلام سے کلام کیا کہ جب میں نے اتنے بڑے پتھر کو کاٹ ڈالا تو آپ کے صاحبزادے کی گردن کاٹنا کیا مشکل تھا مگر کیا کروں حضرت اسماعیل علیہ السلام کی گردن کاٹنے کو خدا کا حکم نہ تھا۔ ان کی پیشانی میں نور نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم چمکتا ہے اور ان کی ذریت میں خاتم الانبیاء محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سید الانبیا پیدا ہوں گے۔

حضرت اسماعیل علیہ السلام کی والدہ نبی ہاجرہ اس مقام سے قریب ایک پہاڑ کے درہ میں بیٹھی ہوئی دعا مانگ رہی تھیں کہ اے خدا میرے بیٹے اسماعیل کو ثابت قدم رکھنا نہایت خوشی سے تیری راہ میں قربان ہو جائیں اور یہ تیرا تیری درگاہ میں قبول ہو جائے اس مقام کی بھی زیارت ہوتی ہے اور مسجد کوثر منیٰ میں ہے جہاں سورہ اِنَّا اَعْطَيْنَاكَ الْكُوفَةَ نازل ہوئی ہے۔ یہاں حجاج کرام حاضر ہو کر دو گانہ نفل ادا کرتے ہیں اور زیارت مقام نزول سورۃ وَالْمُرْسَلَاتِ متصل منیٰ دامن کوہ میں واقع ہے اور ایک چھوٹی سی مسجد ہے اور مقام منیٰ میں ایک مسجد عظیم الشان مسجد خیف سے موسوم ہے۔ جہاں ہر دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نماز پڑھی ہے۔ اور حجاج کرام وقت قیام منیٰ عرفات جاتے ہوئے اور عرفات سے واپسی میں جو تین دن ٹھہرتے ہیں اور قربانیاں کرتے ہیں، پانچوں وقت اسی مسجد میں سب لوگ نماز باجماعت پڑھتے ہیں۔

انٹھویں تاریخ ذی الحجہ کو تمام قافلہ حاجیوں کا منیٰ میں آکر ٹھہرتا ہے۔ نویں ذی الحجہ کو بعد منیٰ از فجر وادی عرفات کو روانہ ہوتے ہیں جہاں بہشت سے نکلنے کے بعد حضرت بابا آدم اور اماں حوا علیہما السلام کی ملاقات ہوئی۔ اس میدان عرفات میں مسجد آدم علیہ السلام ہے جو مسجد منزہ کے نام سے موسوم ہے۔ یہاں ایک اذان دو اقامت کے ساتھ

جمع تقدیم ظہر اور عصر کی نماز ایک ساتھ یکے بعد دیگرے باجماعت پڑھی جاتی ہے۔ اس کے بعد قاضی خطیب منبر پر کھڑے ہو کر خطبہ حمد الہی اور نعت رسالت کے بعد فضائل اور مسائل حج بیان کرتے ہیں۔ بعد اختتام خطبہ قاضی اونٹنی پر سوار ہو کر وسط جبل عرفات تک چڑھ کر ایک مقام سطح پر بجائے خطبہ حزب الاعظم کی ساتوں منزلیں پڑھتے ہیں۔ جب ایک منزل ختم ہو جاتی ہے اور قاضی صاحب لبیک کہتے ہیں تو ایک شخص اونٹنی کے سامنے جھنڈی ہلا دیتا ہے۔ تمام حجاج وادی عرفات سے سب لبیک کہتے ہیں اور اپنا اپنا رومال ہلا دیتے ہیں اس میدان عرفات میں جو کوئی ۹ ذی الحجہ کو قبل غروب آفتاب پہنچ جاتا ہے حاجی ہو جاتا ہے۔ بعد غروب آفتاب قاضی صاحب اونٹنی پر سوار پہاڑ کے نیچے اترتے ہیں اور فرماتے ہیں :-

فرقوا یا جماعت المسلمین

اسی وقت قافلہ حاجیوں کا مقام مشعر الحرام میں جس کو مزدلفہ کہتے ہیں جو ما بین منیٰ اور عرفات تین کوس کے فاصلہ پر واقع ہے یہاں جمع تاخیر یعنی نماز مغرب و عشاء ایک اذان اور دو اقامت کے ساتھ یکے بعد دیگرے ایک ساتھ باجماعت ادا کرتے ہیں۔ صبح کو بعد نماز فجر کے خطیب پشت مسجد الحرام یعنی رو بقبلہ ہو کر خطبہ منبر پر چڑھ کر پڑھتے ہیں۔ حمد اور نعت کے بعد فضائل و مسائل حج بیان فرماتے ہیں۔ اس کے بعد کہتے ہیں :-

فرقوا یا جماعت المسلمین۔

اور تمام حجاج پشت مسجد پر اونٹوں پر سوار تیار رہتے ہیں۔ اسی وقت منیٰ کو روانہ ہو جاتے ہیں۔ رات کو تمام حجاج ہر شخص اونچا اس کنکریاں اپنی اپنی چادر الحرام کے گوشہ میں باندھ لیتے ہیں اور جو مقام منیٰ میں پہنچ کر تین دن دسویں گیارہویں اور بارہویں تک حجۃ الاولیٰ حجۃ الوسطیٰ حجۃ الاخریٰ تینوں مقام پر شیطان کو کنکریاں مارتے ہیں اور مشعر الحرام اور منیٰ کے درمیان وادی فیل آتی ہے جہاں اصحاب فیل بارادہ اہندام کعبہ شریف آرہے تھے اور وہیں حکم رب جلیل ابابیلوں نے کنکریاں لے کر اوپر سے ان پر پھینکنا شروع کیا سب کے سب غارت ہو گئے۔

دسویں تاریخ منیٰ میں جب حجاج کرام پہنچتے ہیں قربانی کرتے ہیں۔ سرفہرڈالتے

اور احرام کھولتے ہیں اور غسل کر کے اپنے معمولی کپڑے پہنتے ہیں۔ تیسرے روز کعبہ شریف میں آتے ہیں اور تین دن کے درمیان کعبہ شریف حاضر ہو کر طواف الزیارت کر کے منیٰ واپس چلے جاتے ہیں۔ بعد تین روز کے جملہ حجاج منیٰ سے مکہ معظمہ کو آتے ہیں۔

سفر مدینہ منورہ

مکہ معظمہ سے اتنا رراہ منزل اول میں حضرت ام المومنین میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا قبہ مزار ہے کہتے ہیں کہ اسی مقام پر جہاں کہ آپ کا مزار ہے رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ آپ کا نکاح بھی ہوا تھا۔ اور جب مدینہ منورہ تین منزل رہ جاتا ہے مقام جدیدہ میں زید دامن کوہ ایک چھوٹا سا سبز قبہ ہے اس میں زیارت مزار حضرت عبدالرحیم برقی عاشق رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ہوتی ہے۔

جب مدینہ منورہ سات کوں باقی رہ جاتا ہے راستہ میں کوہ مفرح کے اوپر سے روضہ مبارک نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا گنبد خضر نظر آتا ہے۔ فقیر جامع رسالہ ہذا جب اس مقام پر پہنچا تھا اپنے جوش قلبی سے یہ غزل لکھی تھی۔

غزل

جب کوہ مفرح سے وہ روضہ نظر آیا	تسکین دل زار کا نقشہ نظر آیا
وہ روضہ رستا ہنشتہ طیبہ نظر آیا	یا جنت ماویٰ کا بھی ماویٰ نظر آیا
عشاق چلو روضہ محبوب خدا میں	لو دور سے وہ قبۂ خضر نظر آیا
آنکھوں میں چکا چوند ہے کیوں نہ کہد	کیا سب کی نگاہوں سے مدینہ نظر آیا
یہ قبہ خضر ہے سر راہ مدینہ	وہ مسجد عالی کا منارہ نظر آیا

انکھوں نے کسی کی نہیں جو خواب دیکھا
وہ قدرتِ خالق کا تماشا نظر آیا
اے اشرافی زار کہوں تجھ سے میں کیوں کر
ان انکھوں سے اس دم مجھے کیا کیا نظر آیا

جب تین کوس کے قریب مدینہ منورہ رہ جاتا ہے تو مقام مسجد علی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی زیارت ہوتی ہے۔ اس کے بعد جب ایک میل مدینہ منورہ رہ جاتا ہے تو ایک قبۃ قبۃ خضرا کے نام سے ملتا ہے۔ کہتے ہیں کہ جب زائرین دربار رسالت کا گذر اس راستے سے ہوتا ہے تو مردان صاحب جذب اور صاحب کرامت کی حالت کو حضرت خضر علیہ السلام اسی مقام پر سلب کر لیتے ہیں۔ جس میں ارباب جذب اور صاحب کرامت سے عالم بے خودی میں کس قسم کی بے ادبی دربار رسالت میں واقع نہ ہو اور جب وہ لوگ رخصت ہوتے ہیں تو حضرت خضر علیہ السلام دو چند نعمتیں ان کو عطا کر کے رخصت کرتے ہیں۔

بیرون شہر پناہ مدینہ کے قریب مسجد غمامہ ایک وسیع میدان میں ہے جہاں زائرین کے قافلے اونٹوں سے اتر کر دروازہ شہر پناہ سے اندر داخل ہوتے ہیں۔ مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں ایک شمالی دروازہ باب مجیدی کے نام سے مشہور ہے۔ اور سمت مشرق دو دروازے ایک باب النصار دوسرا باب جبریل علیہ السلام واقع ہے اور سمت مغرب ایک دروازہ عالی شان باب السلام جس میں سے پہلے زائرین دربار عالی کی زیارت کے واسطے داخل ہوتے ہیں ایک دوسرا دروازہ باب الرحمتہ نامی باب السلام سے کچھ شمال کو ہٹ کر مغرب روئیہ واقع ہے۔ مسجد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بارہ درجہ کی بنی ہوئی ہے۔ محراب النبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ڈیڑھ گز سمت مغرب ستون حنارہ کے دفن کا مقام ہے محراب النبی اور منبر شریف سے سمت مشرق نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا گنبد خضرا ہے۔ اس میں اول حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا مزار ہے اور حضور کے دوش مبارک کے مقابلہ پر مزار حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہے اور ان کے دوش مبارک کے مقابلہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مزار ہے۔ ان تینوں مزاروں پر صندل کی صریح رکھی ہوئی ہے۔ اس پر سبز غلاف ہے۔ جس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دو سو ایک اسماء مبارک مع درود شریف سفید حروف میں بنے ہوئے ہیں۔

اس قبہ اقدس میں ایک کھڑکی سمت شمالی حجرہ فاطمہ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ملی ہوئی لگی ہے۔ اس حجرہ میں آپ کے مزار فائز الانوار کی زیارت ہوتی ہے۔

حضرت سیدہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ سے ایک دیوار درمیان محراب تہجد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم واقع ہے۔ صحنِ روضہ میں ایک چھوٹا سا بانگیچہ ہے۔ جناب سیدہ کے نام سے ہے اور کنواں بیئر کوثر کے نام سے متصل بانگیچہ مشہور ہے۔ صحن مسجد سے سمت مشرق ایک حصہ مسجد شریف میں لکڑی کی جالی لگی ہوئی ہے۔ جس میں عورتیں اگر نماز پڑھا کرتی ہیں اور حضرت سرور

عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے مزار اقدس سے مغرب کی طرف اندر شہر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے والد ماجد سیدنا عبداللہ ابن عبدالمطلب کے مزار کی زیارت ہے اور مدینہ منورہ سے سمت شمال بیرون شہر زیر دامن کوہ احد ایک مسجد میں زیارت مزار سید الشہداء حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، عم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہوتی ہے۔ حضرت سید الشہداء کی مزار پر یہ حالت نظر آتی ہے جیسے ایک دولہا نوشاہ آرام فرماتا ہو اور اس قدر روحی فیض کی بوچھاڑ ہوتی ہے جیسے یارانِ رحمت کا نزول ہوتا ہے اور اس مقام سے سمت شمال کچھ دور آگے بڑھ کر مقام تہادت دندان مبارک حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہے اور قریب نصف میل سمت شمال پہاڑ کے اوپر جہاں جنگ احد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جا کر جلوس فرمایا تھا اس مقام کی زیارت ہے اور اسی صحرا میں گنچ شہدائے احد کی زیارت ہے۔ اور اس مقام سے سمت مغرب زیارت مزار سیدنا حضرت علی عربی بن امام جعفر صادق رضی اللہ عنہا کی ہے۔

مدینہ منورہ سے گوشہ شمال و مشرق زیارت مسجد عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ اور زیارت بیئر روم ہے جس کو حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے ایک یہودی سے خرید سہرا کر واسطے اہل اسلام وقف کر دیا تھا اور اس خدمت کے صلے میں حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جنت کی خوش خبری اس طرح سنائی ہے کہ تم نے اس کنوئیں کو نہیں خریدا بلکہ جنت کو مول لے لیا ہے اور اس مقام سے سمت جنوب تھوڑے قاصدے پر مسجد قبلتین کی زیارت ہے۔ اور مدینہ منورہ سے دکھن کی طرف مسجد قبا کی زیارت ہے جہاں اول رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قیام فرمایا تھا۔ اس مسجد سے حضرت کوکبۃ اللہ شریف بے حجاب نظر آتا تھا۔ اس مسجد

میں جو کوئی دو رکعت نماز نفل پڑھے اس کو بموجب حدیث عمرہ کا ثواب ملتا ہے۔ اسی مسجد کے متصل مقام چکی حضرت سیدتنا فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا ہے۔ اور مقام قیام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی زیارت ہے اور بئر نفلہ کہ جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا لعاب دہن ڈال دیا جس سے اس کا کھاری پانی پیٹھا ہو گیا کی زیارت ہے اور مسجد بنی سنجار کی زیارت ہے جس میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قیام فرمایا تھا اور پشت مسجد نبوی پر زیارت محل نشست گاہ حضرات عشرہ مبشرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی ہے جس کو دارالتوری کہتے ہیں اور مسجد عالی سے سمت مشرق و جنوب مکان پشت مسجد نبوی مشہد عثمان ذی النورین رضی اللہ عنہ کی زیارت ہے اور قریب باب البقیع اندرون شہر متصل دیوار فصیل یعنی شہر پناہ کے قبر مزار سیدنا اسماعیل عارج ابن سیدنا امام جعفر صادق علیہما السلام ہے جو حضرت محبوب یزدانی سید اشرف چہانگیر ستمانی رحمۃ اللہ علیہ کے مورث اعلیٰ ہیں جن کو قوم بوہرہ اور خوجہ اپنا ساتواں امام مانتے ہیں۔ اور امام موسیٰ کاظم ابن امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے لے کر امام حسن عسکری رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک کو اپنا امام نہیں مانتے۔

باب البقیع کے باہر بیرون شہر پناہ درمیان قبر مزار صفیہ بنت عبدالمطلب عمہ سول صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے۔ احاطہ جنت البقیع میں اکثر مزارات صحابہ اور اہل بیت کے ہیں۔ کنارہ جنت البقیع پر قبر مزار حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہے۔

منقول ہے کہ جب حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین اور حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہم نے غسل میت دے کر کفن پہنا کر بعد ادا سے نماز جنازہ بیرون شہر دفن کیا۔

ایک صحابی نے عرض کیا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ میرے اور عثمان کے درمیان جنت ہے۔

حضرت مولا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اگر پہلے سے مجھ کو اس حدیث کی اطلاع ہوتی تو اور زیادہ دور لے جا کر حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دفن کرتا جس میں جنت کی اور زیادہ وسعت ہوتی۔

مابین قبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے جو احاطہ قبرستان ہے وہی جنت البقیع مانا جاتا ہے۔ اسی احاطہ کے اندر قبۃ اہل بیت میں مزار سیدنا حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ عم رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اور مزار حضرت امام حسن علیہ جَدّہ و علیہ السلام، اور مزار امام زین العابدین اور مزار امام محمد باقر علیہ جَدّہما و علیہما السلام اور مزار حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین ہے۔ یہ پانچوں مزار بروایت صحیحہ ثابت ہے۔

اور ایک روایت میں اس قبہ کے اندر سیدتنا فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا مزار اور سراقس امام حسین علیہ جَدّہ و علیہ السلام کا مدفن بھی آیا ہے۔

قبۃ اہل بیت کے پائیں ایک بادشاہ کا مزار ہے۔ اس قبر پر ایک پتھر پر یہ کندہ ہو
وَيَقُولُونَ خَمْسَةٌ سَادِسُهُمْ كَلِمَةٌ
لوگ کہتے ہیں کہ وہ پانچ ہیں چھٹا ان کا کتا ہے۔

اس قبہ شریف کے دکھن کی طرف قبۃ بیت الحزن ہے جہاں جناب سیدہ فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا بعد رحلت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے آپ کی مفارقت میں جا کر روپا کرتی تھیں۔ اسی احاطہ کے اندر قبۃ اولاد نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور قبۃ بنات نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ اور قبۃ ازواج نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور قبۃ حضرت عقیل برادر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی زیارت ہے اور زیارت قبۃ مزار سیدنا نافع شیخ القرار اور امام مالک رضی اللہ عنہ اور مزارات بارہ صحابی اور شہدار بقیع رضوان اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کی ہیں۔

متصل مزار حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے مزار حضرت قطب الدین شیخ یحییٰ مدنی شیخ الطریقۃ چشتیہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا ہے اور مزار حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جانب شرق ایک شاہراہ کے بعد ایک نخلستان ہے اس میں مزار حضرت ابوسعید خدریؓ راوی حدیث صحابی کا ہے۔

مدائن صالح : مدینہ منورہ سے چل کر ریل کے راستہ میں ایک شہنشاہ مدائن صالح تھا ہے جہاں کافروں نے ناقہ صحابح علیہ السلام کو قتل کیا تھا۔ ان لوگوں نے مکان اپنے پہاڑوں

میں کھو دکھو کر بنائے تھے۔ جب اس قوم پر یوحنا قتل ناقہ اللہ خدا کا قہر نازل ہوا۔ اور ملائکہ نے اونچی چوٹی کے پہاڑوں کو کفار پر گرایا۔ نہ مکان ان کا باقی رہا نہ مکین رہے۔ اب تک ریل جو اس راستے سے ہو کر جاتی ہے تو کچھ کچھ علامتیں درود یوار زمین مغضوبہ پر نظر آتی ہیں۔

ریل مقامات تبوک و باغ فدک ہوتی ہوئی معان حنکشن کو جاتی ہے۔ ایک ریل دمشق تک اور دوسری بدر جیفا تک جاتی ہے۔

محبوب یزدانی فرماتے تھے کہ مدینۃ الاولیاء نواحی عراق میں ہے۔ وجہ تسمیہ اس کی یہ ہے کہ سوائے اولیاء اللہ کے کوئی دوسرا یہاں سکونت نہیں کرتا۔ جب حضرت علی ثانی میر سید علی ہمدانی مدینۃ الاولیاء میں تشریف لے گئے۔ فقیر اشرف بھی ایک جماعت فقرار کے ساتھ گیا ان کی تمام جماعت میں سے صرف چالیس اولیاء سزاوار اس شہر میں جانے کے تھے باقی باہر ٹھہر گئے۔ فقیر مع سید ہمدانی داخل مدینۃ الاولیاء ہوا۔ اور ان کے اکابر کی ملاقات سے مشرف ہوئے جس میں دوسو مشائخ ولی اللہ رہتے تھے جنہوں نے وہاں کی سکونت اختیار کی تھی حق تعالیٰ نے اس سرزمین کو یہ شرف بخشا ہے کہ سوائے اولیاء اللہ وہاں کوئی دوسرا نہیں رہتا۔

حضرت محبوب یزدانی نے ایک چلہ تک وہاں قیام کیا تھا۔ اور حضرت شیخ عبداللہ جو سرحلقہ اس جماعت کے تھے حضرت کے حال پر کمال نوازش فرماتے تھے اور ایک عجیب تحفہ عنایت کیا کہ اس کی شرح عجیب تھی۔

گادرون اس مقام پر اولیاء اللہ کا مدفن بکثرت ہے۔ یہاں کے عجائبات سے یہ ہے کہ حضرت خواجہ ابواسحاق گادرونی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے حجرہ تارک میں جو چراغ کہ روشن کیا تھا تا حیات آپ کے روشن رہا اور بعد رحلت اس حجرہ میں آپ کا مزار ہوا۔ اس چراغ کو حضرت محبوب یزدانی نے جب زیارت مزار کو تشریف لے گئے پچشم خود روشن دیکھا اور فرماتے تھے کہ یہ چراغ قیامت تک روشن ہے گا۔ بموجب شعرا۔

اگر گیتی سراسر باد گیسو
چراغ مقبلاں ہرگز نمیرد
منقول ہے کہ جب شاہ شیراز آپ کے مزار پر آیا اور چراغ کو منہ سے بھونک دیا۔ بقدرت الہی خود بخود چراغ روشن ہو گیا۔ چند روز نہ گزے تھے کہ اس کا بیٹا جان سی

مارا گیا۔

سچ ہے کہ جس نے اولیاء اللہ کے دربار میں گستاخی کی وہ کسی نہ کسی عذاب میں ضرور مبتلا ہوتا ہے کیوں کہ یہ لوگ منظرِ شانِ جمال و جلال الہی ہوتے ہیں جس نے ادب و حفظ مراتب اولیاءِ ملحوظ رکھا۔ شانِ جمالی سے فیض یاب ہوا اور جس نے ذرا بھی گستاخی اور بے ادبی کی اس پر باثر شانِ جلالی بلا نازل ہوتی ہے۔

حضرت مولانا روم فرماتے ہیں :-

پیش این الماس بے اس پر میا کز بریدن تیغ را بنود حیا

کوہِ قاف

یہ پہاڑ زبرد کا ہے جو ساری دنیا کے گرد ہے۔ آسمان مصفا مثل آئینہ کے ہے اسی پہاڑ کے عکس سے نیگیوں نظر آتا ہے۔ جب حضرت محبوب یزدانی سید سکندری پر پہنچے دیکھا کہ سات سو کوس تک دیوار بہشت دھات کی بنائی ہوئی ہے۔ اور لوگ لکھتے ہیں کہ قوم یا جوج ما جوج صبح سے شام تک اس دیوار کو چاٹتے ہیں تو دیوار باریک رہ جاتی ہے مگر صبح تک پُر پستور ہو جاتی ہے۔ (واللہ اعلم بحقیقۃ حالہ)

مقامِ خصلان میں حضرت اسماعیل عطار رہتے تھے۔ بڑے صاحبِ جذبہ قویہ تھے۔ جب حالتِ پرچوش پیدا ہوئی دو تین روز تک قوائی سنتے۔ بڑی وسیع خانقاہ بنائی گئی جس کے دونوں گوشوں میں بیس حجرے بنے تھے۔ جب کوئی مسافر آتا تھا انھیں حجروں میں ٹھہراتا تھا۔

اس شہر کے آدمی نہایت خلیق تھے۔ حسین لونڈیاں مہمانوں کی خدمت کو بھیجتے تھے۔ اگر مسافر نے ازراہ تقویٰ ان کی طرف توجہ نہ کی تو اس کے بڑے معتقد ہوتے اور اسکی خدمت جان سے کرتے۔ اگر بہ نیت بدست درازی کرتا تو وہ لونڈی اپنے آقا کو خبر کرتی۔ لونڈی کا

مالک صبح کو بیس گز کپڑا لے کر مسافر کے پاس آتا وہ مسافر فوراً مر جاتا۔ اسی کپڑے میں کفن دیکر دفن کیے جاتے۔ ان مسافروں کے لئے ایک قبرستان الگ بنا رکھا ہے۔

جبلُ الابواب

اس پہاڑ کی چوٹی پر ایک قلعہ ہے جس میں ڈاکوؤں کا مسکن تھا۔ اس قلعہ کو سوائے سکندر ذوالقربین کے کسی نے فتح نہیں کیا۔ اس پہاڑ کے گوشہ میں ایک بزرگ گوشہ نشین تھے جس کی دعا سے سکندر کی فتح ہوئی تھی۔ اسی درہ کے حجرہ میں ان بزرگ کا مرقہ منورہ ہے۔ جو کوئی مسافر درویش وہاں جا کر مخکف ہوتے ہیں بے فیض نہیں جاتے۔

طلبہ حکیمہ

ایک عجائب یہ دیکھا گیا کشتی سکندر ذوالقربین اس مقام میں پہنچی، ہر چند کوشش کرتے تھے مگر کشتی اپنے مقام سے جنبش نہیں کرتی تھی۔ بالآخر حکیم دانا بلیناس کشتی سے اترا اور جزیرہ میں آیا اور سکندر سے کچھ سامان طلب کیا اور چند روز میں ایک طلسماتی صورت آدمی کی بنائی اور نقارہ اس کے سامنے رکھ دیا اور تصویری طلسمی کے ہاتھ میں چوب دے دی اور اس صورت نے نقارہ بجانا شروع کر دیا اور بلیناس حکیم جلدی کشتی پر سوار ہو گیا۔ اس وقت کشتی روانہ ہو گئی خدا نے اس مہلکہ سے نجات بخشی۔

حکیم بلیناس سے لوگوں نے پوچھا کہ سبب خلاصی کیا ہوا؟

حکیم نے کہا بجز عنایت الہی اور کیا کہوں نہیں ظاہری سبب یہ ہوا کہ بحر محیط میں ایک پھلی نے جو ساری سمندر کی پھلیوں سے بڑی ہے جب نقارہ کی مہیب آواز سنی اپنی جگہ سے اچھل پڑی اور زور سے چلی۔ اس کی حرکت سے پانی میں جنبش ہوئی۔ اس کی تیزی سے کشتی بھی چل نکلی۔

بعض کہتے ہیں کہ کشتی سکندر ذوالقربین ایک تیز پر مرغ کی ہوا سے روانہ ہو گئی۔ مگر اول صحیح ہے۔

جزیرہ بحر محیط

حضرت محبوب یزدانی فرماتے تھے کہ ہماری کشتی بھی جب بحر محیط میں پہنچی محض بہ عنایت الہی نکل گئی۔ اگرچہ وہ طلسمی تقارہ بھی کام کرتا تھا۔ جب جزیرہ بحر محیط کے کنارے اترے ایک چڑیا عجیب و غریب شکل کی دیکھنے میں آئی۔ اس کی صفت اس طرح فرماتے تھے کہ دونوں بازو اس کے زمر دی تھے اور دونوں پیر اس کے ایسی وضع کے تھے جیسے جڑاؤ تھے اس کی چونچ کا رنگ چمکدار طلائی تھا۔ سینہ بھی ایسا ہی تھا۔ اس قسم کی چڑیا تمام عمر میں نہیں دیکھی تھی۔

اس جزیرہ میں تین بزرگوار نظر آئے۔ سفید ڈاڑھی والے بدن ایسا چمکدار معلوم ہوتا تھا کہ گویا مثل آئینہ صافی کے ہے۔ آدمیوں کا سا ان کا لباس نہ تھا۔ فقیہ کی حالت پر نہایت عنایت فرمائی اور احازت عمل تاو علی عطا فرمائی اور بعض حقائق معرفت اور فوائد راہ سلوک عارفانہ طور سے فرمایا۔ جو اس طالب فہم صوفیہ کے لئے مفید ہو۔

جب بحر محیط سے تھوڑے راستے طے کئے تھے مقام ید جاعل سکندری نظر آیا۔ اور عنایت الہی اس سے اُگے بڑھے۔ اگرچہ اس سفر بحری میں سخت پریشانی حاصل ہوئی مگر فائدہ بھی حاصل ہوا۔

ولایت جہنکر: حضرت محبوب یزدانی فرماتے تھے کہ نواحی دکن میں ایک ولایت ہے جس کو جہنکر کہتے ہیں۔ جب ہم وہاں پہنچے عموماً وہاں کے آدمی حسین نظرائے مخصوص عورتیں وہاں کی نہایت صاحب جمال تھیں مگر وہاں کی ایک رسم بد ایسی تھی کہ کہیں نہ ہوگی یعنی شام کے وقت تمام عورتیں اپنا محرم یعنی انگیا اتا کر بیرون شہر ایک مقام پر لٹکا دیتیں اس کے بعد مردوں کا مجمع وہاں جاتا جس کے ہاتھ جو محرم آنا اسی محرم والی عورت کے ساتھ شب پائش ہوتا۔ چاہے وہ اس کی ماں ہو یا بہن ہو۔

اس رسم بد سے حضرت محبوب یزدانی کے خاطر مبارک بے حد منقص ہوئے وہاں کاراجہ حضرت کی زیارت کے لئے آیا اور کمال ادب و تعظیم سے ملا۔ جب اس کی آمد و رفت

زیادہ ہوئی تو حضرت محبوب یزدانی نے اس کو نصیحت کرنا شروع کیا۔
اس نے عرض کیا کہ اے حضرت کیا کروں یہاں یہ رسم ہو گئی ہے اس میں میرا کیا
اختیار ہے۔ آخر ایک پھلا قصہ عرض کیا کہ ہمارے بزرگوں میں ایک صاحب نے چاہا تھا
کہ یہ رسم بند کر دیں اور حکم کر دیا کہ کوئی عورت تمام کو نہ نکلے۔

ایک مہینہ کے قریب اس حکم کو گذرا کہ بلائے و با آئی اور سب لوگ ہلاک ہوئے۔
اراکین ریاست آئے اور عرض کرنے لگے کہ ہم نے اس رسم کے بند کرنے کی رائے نہ دی تھی۔
آخر ایک بلا آئی۔ قصہ حکم دے دیا گیا کہ برس قدیم تمام کو سب عورتیں نکلیں اور جیسا کرتی
تھیں کریں۔ جب وہ رسم بد جاری ہوئی اسی روز ویا دفع ہو گئی۔

جب حضرت محبوب یزدانی سے عرض کیا فرمایا :-
سچ ہے کوئی تقدیر الہی پر مطلع نہیں ہے اور اسباب قدرت الہی نہیں سمجھ سکتا۔ خدا
جانے اس میں کیا حکمت رکھی تھی۔

حضرت محبوب یزدانی فرماتے تھے کہ دشت قفقاق میں قوم ترک آباد ہیں۔ اس قوم کو
قفقاق کہتے ہیں۔ یہاں کے مرد اور عورتیں نہایت ہوتے ہیں۔ ان میں یہ رسم ہے کہ ان کی
عورتیں منہ کھول کر چلتی پھرتی ہیں۔ جب سکندرزوالقرنین کا لشکر یہاں پہنچا تو سکندر کو
یہ خیال آیا کہ ان عورتوں کی بے پردگی رفع کرتا چاہیے۔ آخر الام سکندرزوالقرنین نے
وہاں کے بزرگوں کو بلایا اور نصیحت کی کہ تمہاری عورتیں منہ نہیں ڈھاکتی ہیں۔

ان لوگوں نے جواب دیا کہ ہم کو خلاف رسم قدیمانہ کرنا جان دینے سے بدتر

ہر چند بہت کچھ فہمائش کی مگر ان لوگوں نے قبول نہیں کیا۔
جب سکندرزوالقرنین نے دیکھا کہ یہ ہمارا حکم نہیں مانتے تو عقلائے ہمراہی کی طرف
متوجہ ہو کر یہ خواہش کی کہ ایسی ترکیب کر و کہ عورتیں اپنا منہ چھپائیں۔
ہمراہیوں نے عرض کیا کہ چند روز حضور یہاں قیام فرمائیں۔ بعض سامان اور آلات
ہم کو ہم پہنچائیں۔

اس نے یہ حکم کر دیا کہ جو کچھ ہمارے عقلا طلب کریں ہم پہنچاؤ۔
ایک ہینے کے عرصہ میں ایک طلسمی تصویر سنگ سیاہ کی بنائی اور اس پر ایک چادر سفید
رخام سے پہنائی اور جس راہ سے عورتیں گذرتی تھیں وہاں اس تصویر کو لٹکا دیا جو عورت اس
راستے سے آتی اور اس صورت طلسمی کو دیکھتی اپنا منہ چھپا لیتی۔ اسی طرح تمام عورتیں اس راستے
سے گذر کر سب منہ چھپانے لگیں۔

جب مرد عاقل وزیر سے سکندر نے استفسار کیا تو انہوں نے جواب دیا کہ اس میں ایک
حکمت ہے۔ دوسرے جب عورتوں نے صورت سنگین کو روپوش دیکھا تو ان کے دل میں اثر
پیدا ہوا جب سنگین صورت منہ چھپاتی ہے تو ہم کیوں نہ چھپائیں۔ پتھر کی نصیحت ان سنگین
دلوں پر اثر کر گئی۔

ولایت قفقاز میں ایک بزرگ تھے خواجہ احمد سیوی کے خلقار میں سے اور جب حضرت
محبوب یزدانی رخصت ہونے لگے آپ سے خرقة طلب کیا۔ آپ نے حسب خواہش ان کو خرقة
عطا کر کے سرفراز فرمایا۔

تھوڑی راہ وہاں سے طے کر کے آگے بڑھے۔ دامن کوہ میں ایک درویش بڑی عمر
والے رہتے تھے۔ لوگ ان کی عمر پانچ سو برس بیان کرتے تھے اور بعض تین سو برس کی عمر
کہتے تھے۔ جب حضرت محبوب یزدانی کو دیکھا یہ تعظیم تمام پیشوائی کو آئے اور اپنے مقام پر
لے گئے۔ تین روز تک آپ کی ضیافت کی تیسرے روز فرمایا کہ اے فرزند اشرف! تمہاری ایک
امانت میرے پاس ہے جس کے لئے حکم کیا گیا ہے اور بھائی خضر علیہ السلام خوش خبری
لائے ہیں کہ وہ تم کو سپرد کروں۔

حضرت نے کہا کہ نہایت مہربانی ہوگی۔

گوشہ حجرہ میں گئے اور ایک تاج اپنے سر پر رکھے ہوئے برآمد ہوئے۔ اس تاج
کو اپنے سر سے اتار کر کہا کہ یہ تاج مجھ کو اپنے اگلے بزرگوں سے سلسلہ بہ سلسلہ ملا ہے اور
یہ تاج شیخ ابو سعید ابوالخیر رحمۃ اللہ علیہ کا ہے۔ اب مجھ کو غیب سے بشارت ہوئی کہ تم کو
دو، قبول کرو۔ اور یہ فرمایا کہ رباعی جو ابو سعید ابوالخیر سے منسوب ہے جو کوئی ہمیشہ اس

کو بڑھا کر سے البتہ نام اس کا دفتر اولیاء اللہ میں لکھا جائے گا۔ خبردار خبردار! اس رباعی کا وظیفہ اپنا کرنا اور اپنے اصحاب کو بھی اس کے پڑھنے کی رغبت دلانا اور جس پر کمال مہربانی رکھتے ہو اس کو یہ رباعی تلقین کرنا۔ اس رباعی کے فوائد اس درجہ ہیں کہ شرح اس کی نہیں ہو سکتی

من بے تو دے قرار نتوانم کرد
 احسان ترا شمار نتوانم کرد
 گر برتن من زبان شود ہر موی
 اک شکر تو از ہزار نتوانم کرد
 اور یہ دوسری رباعی بھی تلقین کی اور نہایت تعریف اس کی فرمائی۔ بیان فرماتے کہ جس بیمار کو یہ دوسری رباعی لکھ کر تعویذ بنا کر پہنائیں یا طشتری پر لکھ کر دھو کر پلائیں انشاء اللہ تعالیٰ اس کو صحت ہو جائے گی۔ یہ رباعی بھی حضرت ابو سعید ابوالخیر رحمۃ اللہ علیہ سے منسوب ہے

حور ابظارہ نگارم صف زد
 رنواں ز تعجب کف خود بر کف زد
 یکے خال سیر بر رخ آن مطرف زد
 ابدال ز مہم چنگ در مصحف زد
 یہ دونوں رباعیاں حضرت محبوب یزدانی کو تلقین فرما کر بہت خوش خبری فرمائی۔

جبل القرون

یہ پہاڑ نواحی ملک عراق میں ہے۔ اس پہاڑ میں حضرت شیخ عبداللہ رہتے تھے پچاس برس سے اسی دامن کوہ میں گوشہ نشین تھے۔ خوارق اور کرامات آپ کے اس دیار میں مشہور تھے جو مسافروں کو جاتا تھا آپ سے استفادہ حاصل کرتا تھا آپ کی ملاقات میں وہ اثر تھا کہ بیان میں نہیں آسکتا۔

جب حضرت محبوب یزدانی نے آپ کی ملازمت کا شرف حاصل کیا تو بہت کچھ باتیں درمیان میں آئیں۔ وقت رخصت فرمایا کہ رباعی حضرت شیخ ابو سعید ابوالخیر رحمۃ اللہ علیہ کی البتہ یاد رکھنا کہ حضرت شیخ فرماتے تھے کہ جو کوئی اس رباعی کو کسی مریض کی عیادت میں جا کر پڑھے گا اور وقت عیادت یہ رباعی یاد آجائے تو مریض کو صحت کی امید ہے

وہ یہ ہے۔

فتنہ انگیزی و دامن درکشی تیر اندازی کماں پھنساں کنی
 باتو نتواں گفت این کن و آن مکن بادشاہی ہرچہ خواہی اُس کنی
 اس پہاڑ میں حضرت شیخ جمیل الدین قیام پذیر تھے۔ تین سو برس کی عمر رکھتے
 تھے۔ بہت کچھ اسرار حقائق اور معارف سے حضرت محبوب یزدانی کو بہرہ مند کیا۔
 ان کے یہاں ایک بندر پلا تھا اس کی عجیب کرامات نقل کرنے لگے۔ حضرت
 محبوب یزدانی فرماتے ہیں کہ میں نے جو کچھ دیکھا وہ یہ ہے کہ حضرت شیخ کے پاس جو گیوں
 کی ایک جماعت پہنچتی۔ تھوڑی دیر تک آپ ان سے ہم کلام رہے۔ ان میں ایک
 مسلمان جو گیوں کے لباس میں تھا۔ بندر آیا اور تمام جو گیوں پر گتا ہوا چلا گیا۔
 مگر ایک شخص پر نہیں ہلکا۔ حضرت شیخ نے فرمایا غالباً یہ شخص مسلمان ہے۔

شعر

بہت حیوان بزرگوں کے کرم سے سمجھ لیتے ہیں رنگ کفر و ایماں

جبل البہ

اس پہاڑ میں ایک بزرگ معترف تھے نہایت صالح اور عابد۔ جب حضرت محبوب
 یزدانی کو دیکھا آپ کو ٹھہرایا اور نہایت اخلاص کے ساتھ خدمت کرتے۔ جب عرصہ تک
 حضرت نے وہاں قیام فرمایا وہ درویش آپ سے فیضیاب ہوئے جب آرزوئے خلافت
 کی۔ حضرت نے بہ عطائے خرافت شرف خلافت سے مشرف کیا اور خلافت نامہ لکھ کر عطا
 فرمایا۔

وہ درویش نقل کرتے تھے کہ اس ولایت کا راجہ فقروں سے محبت رکھتا ہے اور
 مسافر نواز ہے۔ اس بات کی آرزو رکھتا ہے کہ حضرت محبوب یزدانی کی زیارت کرے۔
 حضرت محبوب یزدانی نے انکار فرمایا۔

جب نہایت الحاح خوشامد اس درویش نے کی اجازت حاضری کی پائی۔ فرمایا:-

اچھا حاضر ہووے۔

جب راجہ حاضر ہوا اور حضرت کی زیارت کی۔ حد سے زیادہ ضیافت اور خدمت گزاری

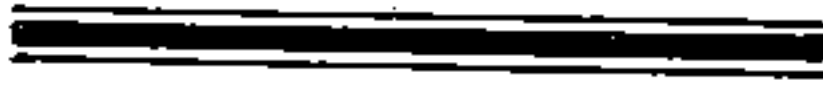
میں مشغول ہوا۔ جب کسی قدر حضرت کو اپنے طرف مخاطب پایا حضرت سے دعا کی درخواست کی

فرمایا کہ تو منکر خدا ہے میرے لئے کیا دعا کروں۔

عرض کیا کہ بدشاہان دہلی میرے ملک کے لینے کا میل رکھتے ہیں۔

فرمایا کہ جب تو شراٹھ خدمت شاہان دہلی کرے گا تجھ کو کوئی نقصان نہ پہنچے گا۔ امید

ہے کہ بادشاہوں کا قدم تیری سلطنت لینے کے لئے اس زمین پر نہ آئے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔



نوال صحیفہ

حضرت محبوب یزدانی کی بعض کرامتوں کے بیان ہیں

قال الاشرف التصرف في الحقيقة من الله تعالى لان الكمال في ان
يصدر الالفعال كله بارادته واختياره اذا صدور بلا اختيار و ارادة نقص
والكمال في ان يكون سميعا قاصيرا متكلما موحدا الى سائر صفاته الذاتية
والفعلية والكمال في ان يكون جميع صفاته دائمة الثبوت ازلا و ابدا
اذا تخلف عن واحدة منها وقت ما نقص

حضرت محبوب یزدانی سلطان سید اشرف جہانگیر سمٹانی قدس سرہ نے فرمایا کہ تصرف
در حقیقت اللہ تبارک و تعالیٰ کی طرف سے ہے اس واسطے کہ کمال اس میں ہے کہ تمام
کام صادر ہوں ساتھ ارادت اور اختیار اس کے واسطے ظہور افعال بلا اختیار اور ارادہ
کے نقصان ہے۔ اور کمال اس میں ہے کہ ہو سننے والا دیکھنے والا بولنے والا پیدا کرنے
والا مع تمام صفات ذاتی اور فعلی کے۔ اور کمال اس میں ہے کہ ہوں تمام صفات اس کے
ہمیشہ قائم بے ابتدا اور بے انتہا کے جس وقت کہ بازر ہے ان میں سے کسی ایک سے کسی
وقت یہ نقصان ہے

وقال الاشرف الكرامة هي خارق العادة تصدس عن هذه
الطائفة على حسب المراد والغیر۔

فرمایا سید اشرف جہانگیر سمٹانی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ کرامت خلاف عادت ہے کہ
ظاہر ہوتی ہے اس گروہ سے اوپر موافق ارادہ اور غیر ارادہ کے۔

حضرت محبوب یزدانی کی کرامات اور خوارق عادات اس قدر ہیں کہ شتمہ اس سے بیان ہو سکے۔ سن ثریب حضرت کا سو برس سے زیادہ ہوا تھا۔ تین بار ساری دنیا کا سفر کیا۔ پھر اگر غور کیا جائے تو اس مدت میں بحالت سفر و حضر آپ سے کس قدر کرامتیں ظاہر ہوئی ہوں گی۔ کتاب لطائف اثرنی سے بعض کرامتیں انتخاب کر کے اس غرض سے لکھتا ہوں کہ ناظرین بامیکن اس نعمت سے بے بہرہ نہ رہیں۔ برسبیل تمین و تبرک بعض کرامات مخصوصہ کا ذکر کیا جاتا ہے۔

مثنوی

ان کے فضل و کمال کی حالت	کوئی کیا لکھے یہ محال ہے بات
تھے وہ عوث جہاں بحمد کمال	پیشوا اولیاء با اجلال
خاندان حسین الحسنی	ہر صفت میں کیا خدانے غنی
خواہر پاک شاہ گیسلاں سے	نسب مادری بھی جن کا ملے
کیا کوئی ان کی کر سکے تعریف	کیا کوئی ان کی لکھ سکے توصیف
دہر میں جتنے تھے ولی اللہ	سب کے سردار تھے وہ حق آگاہ
اثرنی خاص ہے انہیں کا غلام	جن کو ان سے ملا ہے فیض تمام

کرامت ۱۔ کتاب سنوالت الاقبا جو تصنیف شیخ ابراہیم سرہندی ہے اس کو جناب حاجی مولانا سید اسماعیل حسن صاحب قادری مارہروی نے فقیر اثرنی جس طرح رسالہ ہذا کو دکھلایا۔ اس میں لکھا ہے کہ ایک دن قاضی شہاب الدین ملک العلماء خدمت عالی حضرت محبوب یزدانی میں اس خیال سے حاضر ہوئے کہ حضور مجید کو میرے لائق خطاب فرمائیں اور وہ چہر کھلائیں جو میں نے کبھی نہ کھائی ہو۔ جیسے اگانجیے مبارک کے قریب آئے و کتاب خیمہ سے اچھ کر قاضی صاحب کی گپڑی گر پڑی۔

حضرت محبوب یزدانی نے فرمایا: ملک العلماء دستار سر پر رکھو۔ جب خدمت عالی میں بعد شرف پابوس مؤدب دوزانو ہو بیٹھے حضرت نے باورچی

سے فرمایا کہ طعام ماہض قاضی صاحب کے لئے لاؤ۔

پاورچی ایک پیالہ کھیر کا قاضی صاحب کے سامنے پیش کیا۔
قاضی صاحب دل میں سوچنے لگے کہ کھیر کوئی نایاب کھانا نہیں۔ میں نے بارہا کھیر
کھائی ہے۔

حضرت محبوب یزدانی نے فرمایا کہ فقیر کے ساتھ گائے بھینس نہیں رہتی ہیں جہاں
فقیر جاتا ہے جنگل کے ہرن، نیل گاؤاگر دودھ دے جاتے ہیں۔ بھلا ایسی کھیر آپ کو کب
میسر ہوئی ہوگی۔

یہ سن کر قاضی صاحب دل ہی دل میں پشیمان ہوئے۔

شعر

کشف ہوتا ہے ولی پر حال غیب منکر و لاؤ نہ اس میں شک و ریب

کرامت ۲ : لطائف اثری میں مذکور ہے کہ حضرت محبوب یزدانی مقام پٹو
شریقت سے جب رخصت ہو کر چلے اور خطہ جو نیور میں قیام

فرمایا۔ قاضی شہاب الدین ملک العلماء دولت آبادی خدمت عالی میں تین باتوں کا خیال کر
کے حاضر ہوئے۔ ایک تو یہ کہ اپنا جو ٹھا عنایت فرمائیں۔ دوسرے ایسا تحفہ دیں جو کہ
نادر العصر ہو۔ تیسری وہ بات کریں کہ آپ کی طرف سے گمان شیعہ کا بڑے دل سے اٹھ جائے۔
جس وقت حاضر خدمت ہوئے محبوب یزدانی وضو کر رہے تھے جیسا کہ طریقہ اہل سنت کا
ہوتا ہے۔ جب قدم مبارک دھوئے قاضی صاحب کی طرف منہس کر فرمایا:

ظن المؤمنین خیرا۔ مسلمانوں کی طرف نیک گمان کرنا چاہیے۔

ہندستان کے آدمی عجیب قسم کے شبہ کرنے والے ہوتے ہیں۔ بقیہ آپ وضو اول
حضرت نے خود پیالہ کھوڑا سا بچا ہوا پانی قاضی صاحب کو عنایت فرمایا کہ پی جاؤ اور اس میں
آب زمزم ہے۔

جب حضرت نے رخصت کیا تو کتاب ہدایہ جو ولایت سے تصحیح کر کے ہمراہ لائے تھے

اور اس پر حاشیہ قلم مبارک مولانا برہان الدین مرغینانی ہروی کا تھا اور بعض حاشیہ
حضرت محبوب یزدانی نے اپنی طرف سے اس پر لکھا تھا قاضی صاحب کو عنایت کیا اور
فرمایا کہ اس راہ کا علم مشکل ہے۔ کم سے کم برا در شہاب الدین کے علم کے برابر ہونا چاہیے۔۔۔

شعر

ایمنہ ہوتا ہے اہل دل کا دل کشف ہو تجھ پر کسی کامل سے مل

جب حضرت محبوب یزدانی کے مرشد نے فرمایا کہ فرزند اشرف
تم کو معلوم ہے کہ تمہارے قبر کی جگہ کہاں ہے تم ولایت جو پور

کرامت ۳۱

کی طرف جاؤ وہاں ہی اسی جوار میں تمہارا مقام اور جائے قبر ہے۔
حضرت محبوب یزدانی نے عرض کیا کہ آپ مجھ کو خطہ جو پور کی طرف بھیجتے ہیں اور مجھ
کو اپنے کشف سے معلوم ہوا ہے کہ وہاں ایک شیر رہتا ہے۔

آپ کے مرشد نے فرمایا کہ کچھ اندیشہ کی بات نہیں۔ وہاں ایک شیر بچہ تم کو ملے گا وہی
اس شیر کے لئے کافی ہے۔ چنانچہ جب حضرت محبوب یزدانی نے مقام پنڈوہ شریف خانقاہ مرشد
سے رخصت ہو کر مع حتم و خدم شاہانہ قصبہ ظفر آباد متصل شہر جو پور میں نزول فرمایا اور مسجد ظفر جاں میں
اترے۔ اسباب سفر وہاں ہی رکھا گیا۔ حضرت کے ہمراہ اونٹ گھوڑے خچر جو تھے۔ ان کے
قلندر ران ہمراہی اندر محن مسجد کے باندھنا شروع کیا۔ اس خبر کو سن کر چند علماء اور طلباء بعض
استفسار حاضر خدمت عالی ہوئے۔ چاہتے تھے کہ کچھ عرض کریں اسی اثنا میں ایک گھوڑے نے
گردن سے اشارہ کیا۔ حضرت محبوب یزدانی نے فرمایا کہ یہ گھوڑا الید کرے گا۔ اشارہ کرتا ہے اس کو
مسجد کے باہر لے جاؤ۔ پھر ایک اونٹ نے اشارہ کیا۔ فرمایا کہ یہ پیشاب کرے گا اس کو بھی باہر
لے جاؤ۔ غرض کہ اسی طرح چند جانوروں نے اشارے کئے۔

حضرت محبوب یزدانی نے ان لوگوں کی طرف جو حاضر ہوئے تھے متوجہ ہو کر فرمایا یہ جانور پاک ہیں۔ صحن
مسجد میں ان کا لانا ممنوع نہیں۔ چونکہ ہمارے جانوران ہمراہی باادب ہیں اپنی جوانی سے
خبر کر دیتے ہیں تو ایسے جانوروں کا مسجد میں لانا کیا قباحت ہے۔ ہاں مقتضائے ادب یہ ہے

کہ یہ جانور مسجد میں نہ لائے جائیں۔

معتبر قبیلن نام اور پشیمان ہو کر چلے گئے۔ جامع رسالہ ہذا نے اس مقام پر ایک غزل لکھی ہے۔

غزل

دلِ اہل دل مرآة حق نما ہے
ادھر دل میں گذرا ادھر لب پہ آیا
بھلا نافرصو کیا سمجھ سکتے ہو تم
نظر صاف آتا ہے نورِ الہی
ولی پر ہے مکتوف اسرارِ غیبی
نظر ان کے چہرے پہ کرنا عبادت
فدا اثر فی ان پہ سو جاں سے رہنا
جمال ان کا عکس جمالِ خدا ہے
انہیں منجر دل کہیں تو بجا ہے
یہاں عقل و دانش بھی بے دست و پا ہے
یہ دل ہے کہ آئینہ کبریا ہے
جو کچھ ہم پر منحصر ہے ان پر کھلا ہے
کہ ذاتِ ولی منظر کبریا ہے
اگر طالبِ قربِ ربِّ العالی ہے

کرامت ۲۱: اسی مسجد میں حضرت محبوب یزدانی مع خلقا مَریدان کلمات سر و معرفت الہی بیان فرما رہے تھے کہ دس پانچ آدمی ایک زندہ آدمی کو چار پائی پر لٹائے ہوئے اوپر سے چادر اڑھائے لائے اور رو کر عرض کرنے لگے کہ حضرت اس کی نماز جنازہ پڑھا دیجئے۔

یہ لوگ نقال تھے جس کو ہندی میں بھانڈ کہتے ہیں۔ اس عرض سے زندہ آدمی کو مردہ بنا کر لائے تھے کہ جب حضرت اس کی نماز جنازہ پڑھیں تو آدمی چار پائی پر سے اٹھ کر بھاگے جس سے مضحکہ ہو۔

حضرت محبوب یزدانی نے ایک خلیفہ سے فرمایا کہ ادائے نماز جنازہ فرض کفارہ ہے۔ تم جا کر اس کی نماز جنازہ پڑھا دو سب کو جانے کی ضرورت نہیں ہے۔

ایک نقال نے میت کا وارث بن کر نماز جنازہ پڑھانے کی اجازت دی۔ جب حضرت کے خلیفہ نے نماز جنازہ کے لئے تکبیر اولیٰ اَللّٰہُ اکْبَرُ کان تک ادھر ہاتھ اٹھا اور اس کی روح قالبِ خاکی سے چار تکبیر پڑھ کر پرواز کر گئی۔

بعد اوائے نماز جنازہ حضرت کے خلیفہ نے فرمایا کہ میت کو اٹھاؤ اور قبر میں لے

جا کر دفن کر دو۔

وہ نقال اس کے اٹھ کر بھاگنے کے منتظر تھے یہاں اس کی روح پرواز کر گئی۔ سب لوگ اپنی

اس حماقت پر شہسپان تھے۔

حضرت محبوب یزدانی نے فرمایا کہ اب کیا ہوتا ہے۔ لیجاؤ اور اسکو سپرد خاک کر دو۔

اشعار

جو ہوا مردانِ حق سے بے ادب

بتلا ہوتا ہے بارِ سنج و تعب

سامنے خاصانِ حق کے اے خدا

رکھو ہم کو با ادب اور با صفا

مولوی معنوی نے ہے کہا

بے ادب محروم رہتا ہے سدا

پیش مرداںِ باش اے دل با ادب

بے ادب محروم ماندہ از فضل رب

بے ادب خود را نہ تنہا داشت بد

بلکہ آتش در ہمہ آفاق زد

بے ادب ہوتا ہے دنیا میں ذلیل

با ادب کرتا نہیں کچھتال و قیل

بے ادب کو مت کہو ہرگز عقیل

یا ادب پاتا ہے راہ سے سبیل

یا ادب در گاہِ حق میں تھے خلیل

ہو گئے مقبول در گاہِ حبیل

اے خدا بحرِ محمد مصطفیٰ

با ادب رکھنا مجھے یا اتقا

اشرفی مردانِ حق کا تم مدام

رکھنا اپنے دل میں کامل احترام

واللہ اعلم۔ نقالوں کی اس حرکت بد کا باعث کون تھا جس کے سبب سے ان پر

غضب الہی آیا۔ ایک زندہ آدمی کو حلاوت زندگی سے محرومی ہوئی موت کا زہر قاتل چکھنا پڑا۔

حضرت مولانا شیخ محمد کبیر عباسی سرور پوری جو ایک خواب کی بنا

پر سرور پور سے طفر آباد میں حضرت حاجی چراغ ہند کی خدمت میں

آئے۔ خواب یہ تھا کہ جس کا سبب یہ پیدا ہوا۔ یعنی جب حضرت مولانا محمد کبیر تحصیل علوم سے فارغ ہوئے آپ کے دل میں شوق پیدا ہوا کہ کسی مرو کا مل اور درویش صاحب دل سے

بیعت حاصل کر کے تکمیل سلوک حاصل کریں۔ شب کو یہ خواب دیکھا کہ ایک صاحب نورانی صورت میاں قدرت مبارک کے پال سرخ تشریف لائے ہیں اور مجھ کو مرید کیا۔ شربت پلایا اور روٹی کھلائی۔ جب خواب سے بیدار ہوئے۔ شوقِ دل طلبِ سلوک میں حدِ زیادہ بڑھا۔ دل میں سوچنے لگے کہ اس دیار میں صاحبِ ولایت حضرت حاجی چراغ ہند ہیں... غالباً یہ انتخابِ خواب میں انھیں کی طرف سے ہوا ہوگا۔ اسی خیال سے رواں دواں ظفر آباد پہنچے۔ آپ کے ہمراہ شاگردوں کی بھی ایک جماعت تھی اور وہ سب آپ کے ساتھ بیعت کرنا چاہتے تھے۔ جب حضرت حاجی چراغ ہند کی صورت دیکھی۔ جو شکل خواب میں نظر آئی تھی وہ نہ پائی۔

قطعہ

بدولت دیدہ چوں دیدار دریافت خیال صورتے کاں دیدہ دریافت
 نظر چوں کرد از راہ بصیرت بمعنی صورتے از غیر دریافت
 جناب شیخ کبیر کو بیعت کرنے میں تامل ہوا اس لئے چند روز متفکر اور متامل وہیں ٹھہرے۔ اسی اثنا میں نسیم ولایت جہانگیری عالم میں چلنے لگی اور تجلی خورشید ہدایت چارمست میں پھیل گئی۔

حضرت محبوب یزدانی مسجد ظفر خاں میں مع اصحاب رونق افروز تھے اور فرماتے تھے کہ میرے دماغ میں ایک دوست کی خوشبو آتی ہے اور تعجب ہے کہ وہ چلا کیوں نہیں آتا۔ جب حضرت کی شہرت عام طور سے ادنیٰ و اعلیٰ کو پہنچی حضرت شیخ کبیر کو بھی اشتیاق قدم بوسی ہوا کہ شرف دیدار حاصل کروں۔

حضرت محبوب یزدانی بعد ادائے وظائف صبح اشراق کی نماز پڑھ کر مجمع پاراں میں بیٹھے ہوئے تھے کہ حضرت شیخ کبیر حاضر ہوئے۔ دور سے جیسے ہی ان پر نظر پڑی حضرت نے فرمایا کہ وہ یار کہ جس کو میں یاد کر رہا تھا آگیا۔ شیخ کبیر کے آنے سے پہلے خادم کو روٹی اور شربت تیار کرنے کا حکم دے چکے تھے۔

جب شیخ کبیر نے دور سے جمال مبارک دیکھا جو صورت خواب میں دیکھی تھی وہی نظر

اَلَيْ. اَيَّة كَرِيْمِي اَتِي وَجَّهْتِي وَجَّهِي لِلدِّي قَطْرَ السَّمَوَاتِ وَالْاَرْضِ پڑھتے ہوئے
 سر قدم مبارک پر رکھ دیا اور یہ شعر پڑھا۔
 یار درخانہ ماگرو جہاں می گروم آب در کوزہ ماتشہ لبیاں می گروم
 اور شرف بیعت سے مشرف ہوئے۔ حضرت محبوب یزدانی نے روٹی اور شربت اپنے
 ہاتھ سے ان کو کھلایا پلایا۔ بعد شرف ادراک ارادت اور تحصیل سعادت بیعت حضرت
 کے اصحاب سے مصافحہ کیا۔ سب نے مبارکباد دی۔

قطعہ

شرف چوں یافت از راہ ارادت ہمہ یاراں مبارکباد کر دند
 بساط از آمدن تا در حریفی دل از شاہ و پیادہ شاہ کر دند

آپ کے مرید ہونے کی خبر جب عام طور سے مشہور ہوئی حضرت حاجی چراغ ہند نے بھی
 ان کے مرید ہونے کا قصہ سنا یہ بات آپ کے مزاج کے موافق نہ ہوئی کہ ایک آدمی کل میرے
 پاس ارادت کے داعیہ کا آیا اور وہاں جا کر مرید ہو گیا اس لئے ہر چند کہ آپ کے
 مناسب حال نہ تھا لیکن بمقتضائے بشریت قدرے مزاج عالی میں تعصب پیدا ہوا اور
 تجلی ام الجلال شیخ کے سر میں متعلی ہوئی۔ فرمایا کہ کبیر جوان مرحلے کہ یہاں سے جا کر وہاں
 مرید ہو گیا۔

چوں کہ حضرت کبیر فیض نظر کیمیا اثر سے کامل ہو چکے تھے حضرت حاجی چراغ ہند
 کا کہتا آپ پر ظاہر ہو گیا اور حضرت محبوب یزدانی بھی اس حال سے متاثر ہوئے فرمایا
 کہ اے فرزند کبیر تم غم نہ کھاؤ کہ کبیر تو بوڑھا ہو گا۔ لیکن جنہوں نے تم کو بد عادی ہے تو بھی
 ان کو کچھ کہہ۔ جو تم کہو گے وہی ہو گا۔

کمال عاجزی سے عرض کیا کہ اب میں ان کو کیا کہوں جو کچھ کہ ان کی طرف سے صاؤ
 ہوا ہے انہیں کی طرف لوٹ جائے۔

حضرت محبوب یزدانی نے جب یہ معائنہ کیا تو فرمایا کہ درویشوں سے یہ بات آسان

ہے۔ مشیت الہی ہی تھی۔ دونوں بزرگوں کی بات اپنی اپنی جگہ پر رہی۔ حضرت کبیرؒ پچیس برس کی عمر میں ایسے بڑھے ہو گئے جیسے پیر صد سالہ ہوتا ہے اور حضرت شیخ حاجی چراغ ہند کا شیخ ہدایت شیخ کبیر کے انتقال سے پانچ سال قبل گن ہو گیا۔

اس مقام پر یہ خیال پیدا ہوتا ہے کہ ایک ولی کی زبان سے جو کچھ نکل جائے دوسرا ولی اس کو ٹال سکتا ہے۔ مگر حالات مشائخ دیکھنے سے یہ بات ثابت ہوتی کہ سوائے عوث کے دوسرا ولی کسی ولی کی زبان کو ٹال نہیں سکتا۔ چوں کہ عوث العالم حضرت محبوب یزدانی اولیائے روئے زمین کے سردار تھے اس لئے آپ کے فرمانے سے حضرت کبیرؒ پچیس برس کی عمر میں بوڑھے ہو گئے۔ اب اگر جوان ہوتے تو اسی وقت مر جاتے۔ اسی لئے آپ کی حیات ہی استفادہ کرنے برکت دی کہ حضرت حاجی چراغ ہند ظفر آبادی کے انتقال کے بعد پانچ برس اور زندہ رہے۔

حضرت محبوب یزدانی جناب عوث پاک قدس سرہ کے حالات تقریباً نقل فرماتے تھے کہ ابو المنظر حسن ابن تمیم بغدادی سوداگر حضرت شیخ حماد عباس قدس سرہ کی خدمت میں گیا اور عرض کرنے لگا کہ اے حضرت ایک قافلہ شام کو جاتا ہے اور میں بھی سات سو اشرافی کا مال تجارت خرید کر اسی قافلہ کے ساتھ جاتا ہوں۔

شیخ نے فرمایا کہ اگر اس سال تو سفر کرے گا جان سے مارا جائے گا اور مال بھی تلف ہوگا۔

سوداگر شیخ کی خدمت سے نہایت اندوہ گیں واپس آیا۔ راستہ میں سیدی اور مولائی شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ ملے۔ یہ جناب عوث پاک کا شروع زمانہ تھا سوداگر نے عرض کیا کہ شیخ سے میں نے یہ گزارش کی انھوں نے یہ جواب دیا۔ مجھ کو سخت رنج ہے کہ کیا کروں آپ نے فرمایا جا مسافرت کر۔ جان سلامت آئے گا اور مال میں نفع آئے گا۔

وَالضَّعْفَانِ فِي ذَالِكَ عَلِيٌّ۔

سوداگر بموجب ارشاد شام میں گیا اور بڑے منافع سے مال فروخت کیا اور کچھ جواہر اور سونا خرید کر بمبائی میں رکھ کر کمرے باندھا۔ راستہ میں قضائے حاجت انسانی کے واسطے

ایک سقاوہ ملک شام میں گیا جو حلب میں تھا۔ ہمیانی زرو جو اہر کمر سے کھول کر سقاوہ کے طاق پر رکھی جب حاجت سے فارغ ہوا، ہمیانی وہیں بھول کر اپنی قیام گاہ پر چلا آیا۔ نیند کا غلبہ ہوا سو گیا۔ خواب میں یہ دیکھا کہ میں راستہ میں جا رہا ہوں اور ڈاکوؤں نے ہمارے قافلہ میں لوٹ مچا دیا اور مجھ کو پکڑ لے گئے اور میری گردن پر چھری پھیر دی۔ اس خواب کو دیکھتے ہی چونک گیا۔ کچھ زخم خفیف کا نشان میری گردن پر موجود تھا۔ جب اپنے مال کو تلاش کیا تو کمر میں نہ پایا۔ سقاوہ میں جا کر جستجو کی تو بدستور طاق پر رکھا پایا۔ اس وقت ابن تیم کے دل میں یہ بات پیدا ہوئی کہ بغداد شریف میں پہلے شیخ حضرت حماد کی قدم بوسی کروں یا حضرت غوث پاک کی خدمت میں حاضر ہوں۔

جب بغداد شریف کے بازار میں پہنچا حضرت شیخ حماد و باس کو دیکھا۔ ان کے قدم چومنے لگا۔

فرمایا مجھ کو کیا دیکھتا ہے۔ جا اور شیخ عبدالقادر جیلانی پر قربان ہو کہ ان کی دعا سے تونج گیا۔ انہوں نے ستر بار خدا کی بارگاہ میں تیرے واسطے دعا کی کہ تیرا خون بیداری سے خواب میں بدل گیا۔ اور تیرا تکلف شدہ مال سقاوہ کے نسبان میں بدل گیا۔ بعض مشائخ سے منقول ہے کہ ستر بار حق تعالیٰ کے دربار میں حضرت غوث پاک نے اس شخص کے لئے دعا کی تھی۔

دعاے غوث میں حق نے اثر بخشا ہے بارے بارو دعا سے ان کی تقدیر الہی بدل جاتی ہے وہ راز نہاں ہے جس کو بد مذہب نہ سمجھے گا دعا سے ان کے تقدیر الہی بدل جاتی ہے جب اس قسم کے آثار اور انوار حضرت محبوب یزدانی کے مشہور ہوئے شیخ حاجی چراغ ہند کو اور زیادہ تعصب بڑھا۔

ایک دن حضرت محبوب یزدانی مسجد ظفر خاں میں بیٹھے ہوئے تھے

اور اصحاب حضرت کے حلقہ میں شامل تھے۔ ایک بار حاضرین

کرامت ۲

کو ایسی سخت گرمی معلوم ہوئی کہ جیسے مسجد میں آگ برس رہی ہو۔ ایک دم سب نے سکوت کیا سخر تاب نہ لاسکے۔ سب نے باری باری مسجد سے باہر نکلنا شروع کیا۔ سامنے کوئی باقی نہ رہا

حضرت محبوب یزدانی نے تبسم فرمایا اور کہا کہ یہ آتش چراغ سے ہے اس کا بجھا دینا
آسان ہے تھوڑی ہوا میں سرد ہو جاتا ہے۔ ایک خادم سے فرمایا کہ پانی کا ٹوٹا لاؤ کہ تم لوگوں کی
زحمت جاتی رہے۔

موجب فرمان خادم نے زمین پر پانی گرایا۔ حضرت حاجی صاحب پانی میں غرق ہونے
لگے۔ اپنے پر کو یاد کیا اور انھوں نے اپنے پر کو۔ درجہ بدرجہ یہاں تک نوبت پہنچی کہ روحانیت
پاک صاحب لولاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے یہ فرمان صادر ہوا کہ:۔
”تم کو مناسب نہ تھا کہ یہاں کے ساتھ یہ ادائے مخالفت کرو۔ اگر کچھ نہ تھا تو اتنا تو
سمجھتے کہ میرا فرزند تھا اس کی رعایت تم کو کرنی چاہیے تھی۔ اب اٹھو اور جاؤ اور ان سے
معذرت کرو اور قصور معاف کراؤ۔“

حضرت حاجی چراغ ہند ادھر اپنے گھر سے نکلے ادھر حضرت محبوب یزدانی کے پاس
تمام اکابرین کی روحانیاں تشریف لائیں۔ آپ نے فرمایا کہ میرا خیال ان کی ولایت میں قیام
کرنے کا نہیں ہے۔ تمام روحانیہ اکابر سے آپ نے معذرت کی اور یہ فرمایا کہ درمیان خاندان
چشت اور سہروردی جہاں کہ ہیں ایک حد مقرر کی جاتی ہے۔ بس اب درمیان جانیں دریائے
گوشتی حد فاصل قرار دی جاتی ہے کہ کوئی اپنی حد سے متجاوز نہ ہو۔

حضرت محبوب یزدانی مسجد سے نکل کر حضرت حاجی چراغ ہند کے پاس جانا چاہتے
تھے ادھر سے وہ تشریف لاتے تھے۔ راستہ میں دونوں صاحبوں کی ملاقات ہوئی مصافحہ
اور معافی ہوئی۔

بیت

نہ کہورت رہی رہا نہ ملال نہ کوئی گفت گویہ قیل و قال
پھر حضرت حاجی چراغ ہند نے حضرت محبوب یزدانی کی دعوت کی اور انھیں
اپنے گھر لے گئے۔

حضرت محبوب یزدانی ایک دن قصبہ چاندی پورہ بڈہڑ میں بغرض
ادائے نماز جمعہ تشریف لے گئے۔ اس قصبہ ایک ترک شیخ زاہد

کرامت ہے

نام عابدانہ اور زاہدانہ زندگی بسر کرتے تھے اور ان کی یہ کرامت نہایت مشہور تھی کہ اکثر اوقات کو حجرے سے باہر نکل جاتے ہیں۔ جب لوگ آپ کو تلاش کرتے آپ کو دریائے سر جو کے پانی پر مصلیٰ بچھائے ہوئے نماز پڑھتے دیکھتے ہیں۔ اسی کرامت کی شہرت سے جو اردیاب کے آدمی انہ ان کے معتقد تھے۔

حضرت محبوب یزدانی بھی شیخ زاہد کی ملاقات کے لئے تشریف لے گئے دیکھا کہ آپ دریائے درمیان مصلیٰ بچھائے نماز پڑھ رہے ہیں۔ حضرت محبوب یزدانی بھی دریائے اوپر پیر رکھتے ہوئے شیخ زاہد کے مصلیٰ کے پاس پہنچے اور مقتضاً شفقت بزرگانہ ان کی پیٹھ پر دست شفقت پھرانے لگے۔ اور فرمایا کہ تجھ پر خدا تعالیٰ کی رحمت ہو کہ عرفان اور ارادت کی تم نے اس قدر ہم پہنچائی جیسا کہ بزرگوں کا دستور ہوتا ہے۔

شیخ زاہد بھی اپنی پیری اور زہد پر نازاں تھے وہ بھی حضرت محبوب یزدانی کی پشت مبارک پر ہاتھ پھرانے لگے۔ اور کلمات دعا کہنے لگے۔

حضرت محبوب یزدانی کو ان کی یہ حرکت ناپسند ہوئی۔ فرمایا کہ ہندستان کے آدمی عجیب گستاخ ہوتے ہیں تھوڑی کرامت میں مغرور ہو جاتے ہیں۔ ایسے لوگ چند روز میں گمنام ہو جاتے ہیں۔

تھوڑے دن میں زاہد غائب ہو گیا۔ کسی نے نہ جانا کہ کیا ہوا، کہاں گیا۔ ان کی قبر کا بھی نشان نہ رہا۔

زبان مبارک سے اس وقت حضرت نے یہ بھی فرمایا تھا کہ تیری قبر گدہوں کی چراگاہ میں ہوگی۔ سنا گیا کہ اکثر دھوبیوں کے گدھے جب گم ہو جاتے ہیں تو دھوبی اس طرف تلاش کو نکلتے ہیں جدھر زاہد کی قبر بے نشان تھی۔ اور یہ بات بھی زبان مبارک سے نکلی کہ یہ قصبہ بھی آباد ہوگا اور کبھی ویران ہو جائے گا۔ یہ بات بھی امتحان لی گئی۔

قصبہ نظام آباد کے قریب ایک گاؤں ہے جس کا نام دو بیہا ہے۔

کرامت ۸ | اس میں ہندو اور مسلمان دونوں آباد تھے۔ اور اتفاقاً حضرت محبوب یزدانی اس گاؤں میں تشریف لے گئے۔ خود مسلمانوں کی مسجد میں اتنے اور ہندو لوگ

کے واسطے بیرون مسجد خیمے نصب ہوئے۔ گاؤں چھوٹا تھا اور بازار ہمیں نہ تھا۔ وہاں کے مسلمانوں نے کم ہمتی کی حضرت کی دعوت کا کچھ سامان نہ کیا۔ حضرت کے ہمراہی رات کو بھوکے سو رہے جب صبح ہوئی دوسرے فرقہ ہندو میں سے جو غریب تھا ایک شخص کو معلوم ہوا کہ رات کو فقرا نے فاقہ کیا۔ حضرت محبوب یزدانی کے سامنے اگر نہایت عاجزی کیساتھ عرض کرنے لگا کہ اگر تھوڑی دیر حضرت ٹھہر جائیں تو میں کچھ ناشتہ کا سامان کروں۔ حضرت نے اس کی استدعا قبول کی۔ وہ شخص گیا اس کی صوف ایک گائے بھٹی اور کچھ اس کے پاس نہ تھا۔ حضرت محبوب یزدانی کے سامنے لا کر کہا کہ اس کو ذبح کر کے ہمراہیوں کے واسطے ناشتہ چکوائیے اور بڑی کوشش اور تڑد سے تمام ہندوؤں نے باہم مل کر دو تین من اٹا بھی کھونچا یا۔ دودھ وہی گھی مصالحہ بھی لا کر باورچی کو دیا۔

باورچی نے جب کھانا تیار کیا بھلا پانچ سو روٹیوں کو تقسیم کیا گیا لیکن کھانا کم نہ ہوا۔ کھانے کے بعد ہندو آیا اور ادب سے کنارے کھڑا ہوا۔ حضرت محبوب یزدانی نے فرمایا کہ فرقہ مسلمان کی دولت ہم نے تجھ کو دی اور تیرے سات بیٹے پیدا ہوں گے۔

تھوڑی ہی مدت میں حضرت کا فرمان ظاہر ہوا۔ جماعت مسلمان بوجہ افلاس آنے کے گاؤں چھوڑ کر بھاگ گئے۔

قائد کا : فقیر اشرفی جامع رسالہ ہذا جب ضلع اعظم گڑھ اور اطراف قصبہ نظام آباد میں گیا اور اس گاؤں کے ایک زمیندار سے جس کا نام پتی راوتھا ملا اور کیفیت دریافت کی تو انہوں نے کہا کہ ابھی تک تو ہم لوگ حضرت کی دعا سے بکمال فارغ البالی بسر کرتے تھے مگر اب ہم لوگوں پر ایک خطا کی وجہ سے ادبار آنے لگا۔ وہ یہ کہ جب حضرت محبوب یزدانی ہمارے گاؤں میں ٹھہرے تھے بڑی شاخ سے ایک سواک کی اور اس کو زمین میں دیا دیا اور یہ فرمایا کہ یہ ہماری سواک تمہارے گاؤں میں ہماری نشانی ہے گی۔ چنانچہ اس سواک سے ایک عظیم الشان بڑا درخت پیدا ہوا اور اس کی شاخوں سے جہاں جہاں ریش زمین تک لٹکی اس میں جڑ نکل آئی۔ بڑھتے بڑھتے یہ درخت بارہ

بیگھا کے حلقے میں پھیل گیا۔ ہماری قوم والے اس درخت کے پتے تک نہیں چھوتے تھے۔ اب ہماری قوم والوں نے اس درخت کی لکڑی کاٹنا شروع کی۔ پانچ بیگھا تک کاٹ کر صاف کر دیا اور اس جگہ میں کھیتی کرنے لگے۔ اس وقت وہ درخت سات بیگھا کے حلقے میں موجود ہے۔

یہ واقعہ ۱۳۲۶ھ میں فقیر نے اس کی زبان سے سنا۔ میں نے کہا کہ تم لوگوں سے بڑی غلطی ہوئی جب حضرت نے تم کو گاؤں بخش دیا تو جہاں تک درخت حضرت کی مسواک کی نشانی تھی اس کو نہ کاٹتے۔

اور اعظم گڑھ میں ایک معتبر شخص کی زبانی فقیر نے سنا کہ اعظم گڑھ کے ایک کنجڑے نے تھوڑی زمین موضع دو بیتھا کی نیلام کے ذریعے سے خریدی۔ ایک سال بھی گزرنے نہ پایا تھا کہ وہ ایسا تباہ ہوا کہ کہیں اس کے مال و دولت کا پتہ نہ لگا۔

نشان کرامات مردان حق سے لیتے ہیں اہل جہاں سب سبق

جو منکر ہے ان کی ولایت کا یار وہ ہوگا جہاں میں ذلیل اور خوار

حضرت محبوب یزدانی خطہ جو پور سے چل کر موضع سرس جو اسٹیشن شاہ گنج کے قریب ہے آئے اور وہاں ایک بزرگ شیخ نصیر الدین

سرسی رہتے تھے۔ صاحب کمالات عالی مقام تھے۔ اس جوار کے آدمی آپ کے ساتھ اعتقاد رکھتے

تھے۔ انہوں نے ایک خانقاہ بھی بنائی تھی۔ حضرت محبوب یزدانی جب ان کی خانقاہ میں اٹھ رہے

کسی قدر حضرت کی خدمت گزاری میں کم توجہی کی جس سے خاطر نازک میں ملال پیدا ہوا۔ فرمایا

کہ جس گاؤں میں ایسے درویش رہتے ہیں آگ کیوں نہیں لگتی۔ زبان مبارک سے یہ بات نکلتا

تھی کہ گاؤں میں آگ لگ گئی اور حضور گاؤں سے باہر تشریف لائے۔ تمام گاؤں جل گیا۔ شیخ سرسی

حضرت کے پیچھے دوڑتے ہوئے ایک کوس تک گئے۔ حضرت کے سامنے بہت عاجزی کی

اور واپس لائے۔ دو تین گھر جو جلنے سے بچ گئے تھے وہاں ہی حضرت کو ٹھہرایا اور سامان

ضیافت کیا۔ تھوڑی دیر میں جب کھانا تیار ہوا اور حضرت کے سامنے دسترخوان بچھایا حضرت

کے چہرہ مبارک آثار خوشی ظاہر ہوئی۔ شیخ سرسی نے بہت کچھ معذرت کی۔

فرمایا کہ یہ امر اتفاقاً حسب مرضی خدا واقع ہوا۔ جس مقام پر آگ لگی ہے وہاں پر کوئی

آباد نہ ہو۔ اس جگہ کو چھوڑ کر دوسرے مقام پر آباد ہوں۔

فائدہ کا : فقیر اشرفی جامع رسالہ ہذا جب شاہ گنج میں حاجی الہی بخش رئیس کے مکان

پر فروکش ہوا۔ موضع سرس وہاں سے ایک میل کے فاصلہ پر تھا۔ حضرت شیخ سرسی کے مزار پر
فاتحہ پڑھنے گیا۔ آپ کے مزار پر ایک جنگلی درخت جمابے۔ جس کا پھل نہایت شیریں ہوتا ہے
اہل دیہات اس کو تبر کا کھاتے ہیں۔

وہاں کے لوگوں نے بیان کیا کہ بعد رخصت ہونے حضرت محبوب یزدانی کے حضرت شیخ
سرسی اپنے مٹی کے بدھنی کو سات ٹکڑے کر کے سات مقام پر ڈالا۔ اس وقت اسی سات مقام
پر موضع مذکور کے سات پورے آباد ہیں۔

ولی اللہ میں شان جلال اللہ ہوتی ہے مگر بد مذہبوں کی عقل کب آگاہ ہوتی ہے

دریاز ٹونس کے کنارے ایک چھوٹا سا قصبہ آباد تھا۔ مکانات اور عمارت
اس میں ایسے تھے کہ اپنا نظیر نہیں رکھتے تھے۔ اتفاقاً حضرت محبوب

یزدانی کا گذر مع قلندران ہمراہی متصل بازار قصبہ نزول ہوا۔ ہمراہیان حضرت ہرگوشتہ میں
لکڑی برتن جنس کی جستجو میں نکلے۔ بازار میں ایک شخص نے آپ کے ہمراہی قلندروں سے
سخت گفتگو کی۔ باہم مار پیٹ کی نوبت آگئی۔ یہاں تک نوبت پہنچی کہ حضرت کے ہمراہی قلندر
کے منہ سے چوٹ کھا کر خون نکل آیا۔ جب نظر مبارک حضرت محبوب یزدانی کی اس فقیر کے منہ
پر پڑی جنگ وجدل کا سبب دریافت کیا۔ جو کچھ واقعی حال تھا فقیر نے خدمت عالی میں
عرض کر دیا۔

فرمایا سبحان اللہ جس مقام میں فقیر کے منہ سے خون نکالا جائے تعجب ہے کہ وہ
مقام آباد رہے۔ تھوڑے دنوں میں حضرت کا فرمان ظاہر ہو گیا اور وہ قصبہ ویران ہو گیا۔

اشعار

مز لوی معنوی نے ہے کہا شیخ کا فرمان ہے فرمانِ خدا
کان دعائے شیخ نے چون ہر دعاست فانی است گفت او گفت خداست

کرامت ۱۱

حضرت محبوب یزدانی نے جس وقت بہ ارادہ سفر و کن تشریف لے جاتے تھے۔ اثنار راہ میں بمقام کاپچی ٹھہرے حضرت کے ہمراہیان کو وہاں کی آب و ہوا پسند آئی۔ عرض کیا کہ حضور چند روز یہاں ٹھہر کر آرام لیجئے۔ حضرت نے ان عزیزوں کی خاطر سے چند روز قیام فرمایا۔ آپ کے اصحاب خصوصیتاً آپ میں ایک شخص کو رعوت پیدا ہوئی اور ان سے ایک ایسا فعل سرزد ہوا جو طریقت سے نکل جانے کا باعث ہوا۔ حضرت نے فرمایا اس نواحی کی عجیب آب و تاب ہے کہ ایسے معتقد اور مخلص سے ایسا فعل سرزد ہو جو طریقت سے نکل جانے کا باعث ہو۔ اس کے بعد زبان مبارک سے نکل گیا کہ جو کوئی اس زمین میں رہے گا اپنے بادشاہ سے بغاوت کرے گا۔

قطعہ

کرمے مرید خطا آئے سپر کو جو جلال کہیں جہاں یہ خطا کی وہاں پہ آئے زوال
 سمجھ میں کچھ نہیں آیا کہ اس میں تھا کیا راز اسے وہ جانے جو ہووے جہاں میں ہل کمال
 حضرت محبوب یزدانی سفر و کن سے لوٹ کر بہ نواحی احمد آباد
 ہجرات قصبہ دمرق میں قیام فرمایا۔ وہاں کی آب و ہوا پسند خاطر ہوئی
 چند روز قیام فرمایا۔ اس قصبہ کے رہنے والوں میں سے کسی نے حضرت محبوب یزدانی کی نسبت
 کوئی بات نامناسب کہی۔ جب حضور کے گوش مبارک تک یہ خبر پہنچی تو فرمایا کہ جس مقام
 پر ایسے آدمی رہتے ہوں تعجب ہے کہ یہاں ہر مہینہ میں آگ کیوں نہیں لگتی یہ بات زبان مبارک
 سے نکلنا تھی کہ قصبہ میں آگ لگ گئی اور سارا قصبہ جل گیا۔ پھر تو ہر مہینہ میں آگ لگنے کا معمول ہو گیا
 وہاں کے آدمیوں نے جب یہ واقعہ دیکھا تو سکونت کے واسطے پتھر کے مکان بنانے لگے۔

کرامت ۱۲

ولی اللہ بے شک منظر شان الہی ہیں جو ان کے منہ سے نکلے عین فرمان خدائی ہیں

اسی سفر میں حضرت کا نزول قصبہ کونکلی میں ہوا۔ وہاں ہر سال
 دریا کی طغیانی سے لوگوں کی کھیتیاں خراب ہو جاتی تھیں۔ مخصوص

کرامت ۱۳

اس سال میں جب حضرت تشریف لے گئے ہیں دریا کی طغیانی حد سے زیادہ ہوئی۔ وہاں کے

مسلمانوں نے خدمت عالی میں عرض کیا کہ ہم لوگ کاشتکار ہیں۔ ہماری کھیتی کا طغیانی دریا سے بہت نقصان ہوتا ہے۔

فرمایا تمہاری کس قدر اراضی غرق آب ہوتی ہے۔

عرض کیا ایک ہزار حریب یا کچھ زیادہ۔

حضرت محبوب یزدانی نے ایک پارہ کا غلط کیا اور اس پر دست مبارک سے لکھا اے آب دریا! عید اللہ اشرف سمنانی کی طرف سے تجھ کو معلوم ہو کہ اگر تیری طغیانی حکم خدا سے ہے چاہیے کہ بحکم خدا جہاں تک حد مقرر کی جائے اس سے اُگے تجاوز نہ کرنا۔

حضور کے ایک خادم نے وہ رقعہ جا کر دریا میں ڈال دیا اور حد پر نشان لگا دیا کہ اللہ تبارک تعالیٰ کے حکم سے یہاں سے اُگے نہ بڑھنا اور ان حدود پر لکڑی یا پتھر نشان کے لئے گاڑ دیا۔

تو یہی ہے بحر لاسا حل فدا تجھ پر جن وانساں
تمامی بحر ویر میں تیرے ہی احکام جاری ہیں
جدھر دیکھو نظر آتے ہیں سائے تابع و فرماں

پیر علی بیگ ایک مہم کے واسطے شکر لئے جاتا تھا۔ حضرت سے درخواست دعا کی۔ آپ کی دعا سے اس کو فتح حاصل ہوئی۔

کرامت ۱۴

جب بعد فتح پیر علی بیگ واپس آیا اس کے لشکر میں ایک بوڑھا شخص تھا جو سالہا سال سے گھاس لایا کرتا تھا۔ اس نے نہایت حسرت کے

کرامت ۱۵

ساتھ یہ کہا کہ آج یوم عرفہ ہے حاجی اپنے کعبہ مقصود کو پہنچے ہوں گے۔ کیا اچھا ہوتا کہ میں بھی اس دولت سے سرفراز ہوتا۔

حضرت محبوب یزدانی نے یہ سن کر فرمایا کیا تم حج کرنا چاہتے ہو؟
اس نے عرض کیا اگر یہ دولت نصیب ہوتی تو کیا ہی اچھا ہوتا۔

حضرت نے فرمایا آؤ۔

وہ شخص آیا۔

حضرت نے دست مبارک سے اشارہ کیا اور فرمایا کہ جاؤ۔

بغور اس فرمان کے وہ کعبہ شریف پہنچ گیا اور مناسک حج ادا کی اور تین روز تک کعبہ شریف میں رہا۔ اس کو خیال ہوا کہ کوئی شخص مجھ کو میرے وطن پہنچا دیتا۔ اس خیال کے آتے ہی اس نے حضرت محبوب یزدانی کو وہاں دیکھا۔ قدموں پر گر پڑا۔
فرمایا کہ جاؤ۔

سراکھایا تو اپنے گھر وطن میں موجود تھا۔ سبحان اللہ کیا تصرف علی الحقیقہ ہے۔

نظم

شرف حج سے مشرف ہوا کعبہ میں جا
وہ تو تھا خانہ خرد کا، تھی تما جس کی
دم میں حضرت کے تصرف سے وہاں جا بہنچا
یہ اگر چاہتے کرتے اسے واسل بخدا

حضرت محبوب یزدانی جب احمد آباد گجرات میں تشریف رکھتے تھے آپ کے اصحاب ہمراہی تفریحاً سیر کو چلے گئے۔ ایک باغیچہ میں گذر ہوا اس میں حسین معشوقوں کا مجمع تھا۔ اس جماعت میں ایک فقیر نہایت حسین مرتبین دیکھا گیا۔ حضرت کے ہمراہی اس فقیر کو دیکھنے لگے۔

ایک شخص نے کہا ذرا بت خانہ کے اندر جا کر دیکھو جو نگار خانہ چین سے ایک ایک حسین تصویر پتھر کی تراش کر بنائی ہیں۔

سب لوگ بت خانہ میں دیکھنے گئے۔ مولانا گلشنی بھی اس جماعت میں تھے جب بت خانہ میں گئے ایک عورت کی تصویر حسین مرتبین پتھر کی تراش ہوئی نظر آئی۔ دیکھتے ہی ہزار جان سے اس پر عاشق ہو گئے۔ بت کا ہاتھ پکڑ لیا اور کہنے لگے کہ اٹھ چل۔

ہر چند یاران صحبت نے نصیحت کی ان پر کچھ اثر نہ ہوا۔

حضرت مولانا روم فرماتے ہیں :-

عاشقی سپداست از تازی دل نیست بیماری چوں بیماری دل
حضرت عشق نے جب اپنا اثر دکھایا، صبر و قرار، ہوش و حواس، شرم و حیا سب سے کنارہ کش کر دیا۔ چند روز بے آب و دانہ اس بت ناز میں کا ہاتھ پکڑے ہوئے کھڑے

ہے۔ جب اس حالت پر عرضہ گذر گیا حضرت محبوب یزدانی کے خدمت میں ان کی حالت عرض کی گئی۔

فرمایا میں خود جاؤں گا اور اس کو دیکھوں گا۔ جب تشریف لے گئے بہت سے لوگ حضرت کے ہمراہ چلے۔ جب آپ کی نظر مبارک مولانا گلشنی پر پڑی۔ عجیب حالت بیخودی میں دیکھا کہ کسی آدمی پر ایسی مصیبت صدمہ عشق سے نہ ہو۔

مولانا کی یہ حالت دیکھ کر حضرت محبوب یزدانی رو پڑے اور فرمایا کہ کیا خوب ہوتا کہ اگر اس صورت سنگین میں روح سما جاتی اور زندہ ہو جاتی۔

زبان مبارک سے یہ فرمانا تھا کہ اس صورت میں جان آگئی اور اٹھ کر کھڑی ہو گئی جتنے لوگ اس مجمع میں حاضر تھے سب نے شور سجان اللہ! سجان اللہ! بلند کیا اور کہا کہ مردوں کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام جلا دیتے تھے۔ حضرت کی یہ کرامت اعجاز عیسوی کی نظر ہے۔

قطعہ

اعجاز عیسیٰ سے تو جی اٹھتے تھے مردے
بیت سنگین کو جلا دیتے ہیں کیسے
خاصان خدا کی ہے عجب شان نرالی
یہ طرفہ کرامت دکھائیے ہیں کیسے
حضرت محبوب یزدانی نے مولانا گلشنی کا نکاح اس بت تازمین سے کر دیا اور ولایت
نجات ان کے سپرد کر کے وہیں ٹھہرا دیا۔

حضرت مولانا نظام الدین مینی جامع محفوظ لطائف اشرفی فرماتے ہیں کہ اس بت
سنگین سے جو اولاد پیدا ہوئی تھی اس کے ہاتھ کی چھنگلیاں میں ایک گرہ پتھر کی پیدا ہوئی
ہوتی تھی۔ یہ علامت نسل مادری بچوں میں ہوتی تھی۔

قطعہ

زبان اولیاء اللہ میں تاثیر کاہل ہے
ہم ان پر جان و دل قربان کریں یہ شرم آتی ہے
جو یہ کہتے ہیں وہ ہوتا ہی آساں انکو مشکل ہے
کہ میری جان کیا ہے کس حقیقت کا مراد ہے

کرامت کا

حضرت خواجہ امیر خسرو رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حضرت محبوب الہی کے سچے عاشقوں میں سے تھے جن کا لقب سلطان الشعراء تھا۔ آپ کے صاحبزادے شیخ احمد خلیل بھی ملک سنخوری کے تاجدار تھے۔ آپ کے ایک صاحبزادے نہایت کند ذہن تھے۔ ہر چندان کی تعلیم میں کوشش کی مگر ان کی طبیعت میں شعر گوئی کی قابلیت نہیں پیدا ہوئی۔ جب حضرت شیخ احمد خلیل نے حضرت محبوب یزدانی کی ضیافت معہ جملہ مشائخ شہر کے کھانا کھانے کے بعد حضرت شیخ احمد خلیل نے اپنے بیٹے کو حضرت محبوب یزدانی کے سامنے حاضر کیا اور عرض کیا کہ یہ لڑکا نہایت کند ذہن ہے۔ ہر چند اس کی تعلیم میں کوشش کی مگر ذرا بھی قابلیت اس میں پیدا نہیں ہوئی۔ حضور کی تاثیر نظر کا امیدوار ہوں۔

حضرت محبوب یزدانی تھوڑی دیر خاموش رہے کہ آپ کے چہرہ مبارک پر اثر حالت نمایاں ہوا۔ فرمایا کہ اس لڑکے کو کند ذہن کون کہتا ہے۔ یہ تو باپ سے بڑھکر قابل نظر آتا ہے۔ یہ بات زبان مبارک سے فرماتا تھا کہ اس لڑکے کو قابلیت شاعری پیدا ہوگئی۔ اہل مجلس کو اس لڑکے کی باتوں سے ثابت ہو گیا کہ اب یہ لائق و قائل ہو گیا۔ پھر حضرت محبوب یزدانی نے فرمایا کہ جب شعر و سخن کہتا تمہاری میراث خاندانی ہے۔ تم شعر کیوں نہیں کہتے۔ اسی وقت یہ قطعہ صاحبزادہ نے تصنیف کر کے پیش کیا۔

قطعہ

آفریں بر خسیبق طبع کزو گوہر انگیز و جوہر افشانیم
اثر تربیت بود کز دے ہم سخن گویم و سخن دانیم
اہل مجلس سے ایک شور حسین بلند ہوا شیخ احمد خلیل نے حضرت محبوب یزدانی کے قدموں پر سر رکھ دیا۔ اس لڑکے نے یہ قطعہ حضرت محبوب یزدانی کی شان میں لکھا۔

قطعہ

زہے نصیب زمانہ کہ مردہ طبعے را حیات شعر بہ بخشید وہم رواں گوئی

چوں اب خضر کہ از ظلمت طبیعت او روانہ کرو بہر سو رواں رواں گوئی
یہ قطعہ بھی اسی وقت بربستہ حضرت کی مناقب میں اس لڑکے نے کہا تھا۔

کرامت ۱۸ حضرت محبوب یزدانی جب روم میں تشریف رکھتے تھے ایک شخص
آپ کی مخالفت کرتا تھا۔ پس پشت آپ کی غیبت کرتا تھا۔ جب
آپ کی مجلس میں آیا تو حضرت شیخ قطب الدین رومی نے اس کی نسبت حکایت فرمائی کہ کل
رات میں نے یہ خواب دیکھا کہ بہت سے فرشتے آسمان سے زمین کی طرف ہاتھ میں پھاڑوا
لئے ہوئے پکار رہے ہیں ”دور رہنا‘ دور رہنا“ اور زمین کی طرف چلے آ رہے ہیں۔
میں نے پوچھا کہ آپ لوگ کون ہیں اور کہاں جا رہے ہیں۔

ان لوگوں نے کہا کہ ہم فرشتے ہیں اور اس شخص کے گھر جاتے ہیں جس نے حضرت محبوب
یزدانی کی غیبت کی ہے اور آپ سے انکار رکھتا ہے۔ اور اس لئے جاتے ہیں کہ اس کے
ایمان کی جڑ کو زمین اسلام سے کھود کر بھینک دیں اور اس کی حیات کی جڑ کو دنیا سے
کاٹ دیں۔ مولانا روم نے مثنوی میں فرمایا ہے :-

مثنوی

گر خدا خواہد کہ پردہ کس درو میلش اندر طعنہ پا کاں برو
ور خدا خواہد کہ پوشد عیب کس کم زند در عیب اہل دل نفس
تیغ براں ست کا نفاس درو اندروں براں بر آید تا بروں
پیش این الماس بے سپرمیا کز بریدن تیغ را نبود حیا

کرامت ۱۹ حضرت محبوب یزدانی سفر گلبرگہ سے لوٹ کر احمد آباد گجرات میں باپس
خاطر بعض احباب مثل حضرت شیخ مبارک و شیخ الاسلام کے ٹھہرے

اور مع دیگر احباب چند روز حضرت نے وہاں قیام فرمایا۔
ایک روز حضرت محبوب یزدانی بعد نماز چاشت آرام فرما رہے تھے کہ حضرت شیخ الاسلام
و حضرت شیخ مبارک اور دیگر چند اعزہ کے درمیان ایک مسئلہ توحید میں اختلاف پڑا جا نہیں

سے دلائل اور براہین پیش ہوتے تھے مگر قول فصیل نہیں ہوتا تھا۔ آخر یہ بات قرار پائی کہ حضرت محبوب یزدانی کی خدمت میں حاضر ہو کر مسئلہ حل کرنا چاہیے۔

قطعہ

پیش آئے کسی کو کب مشکل
جب ہو مشکل کشائے صاحبِ دل
کیا غرض کوئی غیر سے پوچھے
جب ہو موجود مرشدِ کامل
ہر ایک احباب اپنی مشکل حل کرانے کے لئے حضرت محبوب یزدانی کی خدمت میں حاضر ہوئے مگر آپ کو خواب میں آرام فرماتے دیکھا سب لوگ انتظار میں خاموش بیٹھ گئے کہ جب حضرت بیدار ہوں گے حضرت سے مسئلہ حل کیا جائے گا۔
یہ حضرات ابھی خاموش بیٹھے تھے کہ دفعتاً محبوب یزدانی کے ہاتھ کی چھنگلیاں کو جنبش ہوئی اور اس مشکل مسئلہ کو اپنی تقریر دل پذیر سے بشرح تمام حل کر دیا۔ سب لوگوں کو تسکین ہو گئی اور حضرت کو خواب سے بیدار کرنے کی ضرورت پیش نہیں آئی۔

شعر

کھلا یہ راز ہم پر تم وجہ اللہ کی آیت سے
ولی کا جسم سارا منظر شانِ خدائی ہے
ملا جب قطرہ دریا میں تو پھر دریا بنا قطرہ
وہی سمجھے گا اس کو جس کے دل میں کچھ صفائی ہے
حضرت محبوب یزدانی جب روم میں مقیم تھے شیخ الاسلام روم
کرامت ۲۰ کے دل میں خدام والا کی طرف سے مخالفانہ خیال پیدا ہوا اور پس
پشتِ حضورِ پاک چینی کی رکاب حضرت اقدس کے ہمراہیاں سے کوئی بات خلاف شریعت
نہیں سرزد ہوئی مگر وہ لوگوں سے یہی بیان کرتے تھے کہ فلاں شخص سے ایسی اور ایسی
باتیں صادر ہوئیں۔ اکثر اس قسم کی غیبت کی مجلسیں قائم کیں۔ حضرت کے بعض معتقد لوگ اس خبر
کو گوشس مبارک تک پہنچاتے تھے مگر حضور یہی فرماتے تھے کہ خیر کہنے دو بہت جلد تنبیہ
ہو جائے گی۔

ایک دن حضرت محبوب یزدانی نماز فجر پڑھ کر وظیفہ میں مشغول تھے کہ اچانک شیخ الاسلام ننگے سر آئے اور معافی مانگتے ہوئے قدم مبارک پر سر رکھ دیا۔

حضور نے فرمایا کہ یہ تو بتاؤ کہ یہ تمہاری معذرت کس سبب سے ہے۔

عرض کیا حضور پہلے معاف فرمادیں اس کے بعد مجھ پر جو گذرا ہے عرض کروں۔ مجھ پر وہ گذرا ہے کہ خدا نے کرے کسی مخلوق پر گزے۔ میں اپنے کوٹھے پر تھا اور جاگ رہا تھا۔ کوٹھا ایسا تھا کہ جس میں چھوٹی کا بھی گزر نہ تھا۔ یکایک دس آدمی ننگی تلواریں بٹے پہنے اور میری نسبت کہا کہ یہی وہ شخص ہے جو میرے سید اشرف جہانگیر کی غیبت کرتا ہے۔ ابھی اس کا سترن سے جدا کروں گا۔ مجھ کو زمین پر دے مارا اور چھاتی پر چڑھ گئے۔ مجھ کو ذبح کیا چاہتے تھے کہ اسی وقت ایک سفید واڑھی والے بزرگ ایک طرف سے آئے اور مجھ کو ان لوگوں کے ہاتھ سے ہزاروں خوشامدی کر کے چھڑایا اور فرمایا کہ آپ لوگ چلے جائیں کیوں کہ اس کے گناہ کی معافی میں نے حضرت سید سے مانگ لی ہے۔

وہ لوگ چلے گئے تب وہ بزرگ مجھ پر بگڑے کہ مردان خدا کے متعلق ہرگز ہرگز نہ کہنے چینی نہیں کرنا چاہیے۔ فوراً جاؤ اور حضرت کے قدم پاک کو اپنا سرتاج بناؤ۔ میں نے تمہاری خطا کی معافی حضور سے مانگ لی ہے۔

حضرت محبوب یزدانی ہنس پڑے اور فرمایا کہ تیرا دادا مرد با خدا تھا۔ یہ اسی کی روحانیہ دیکھی گئی ہے جس نے تیری سفارش کی۔ ابھی کسی درویش کے خلاف خیال نہ کرنا...

مثنوی

چاہتا پردہ دری ہے جب خدا
طعنہ پا کاں ہمیں کرتے بر ملا
ننگے ہمیں یاں تیغ فولادی سے تیز
گر نہیں رکھتا سپر کربا گر یز
بے سپر اس تیغ کے اگے نہ آ
کاٹنے میں تیغ کو کیا ہے حیا

حضرت محبوب یزدانی نے حضرات خلفائے راشدین کے مناقب
کرامت ۲۱ | میں ایک رسالہ تالیف فرمایا تھا جس میں حضرت مولا علی مرتضیٰ

رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مناقب کسی قدر زیادہ تھے۔ کم استعداد علماء کا گمان آپ پر یہی کا ہوتا تھا۔ جب حضرت محبوب یزدانی جانب بنگالہ سے بعد ملازمت حضرت قدوة الابرار وزبدۃ الاحرار حضرت شیخ علاء الحق والدین گنج نبات قدس سرہ سے واپس ہو کر اتفاقاً قصبہ محمد آباد گہنہ میں نزول فرمایا۔ بیرون قصبہ ایک باغ میں حضور کے خیمے کھڑے ہوئے۔ علمائے قصبہ آپ کی ملازمت کے لئے حاضر ہوئے۔ حضور اسرار معرفت بیان فرما رہے تھے۔ اسی اثناء میں ذکر مناقب خلفائے راشدین درمیان میں آیا۔ حضرت محبوب یزدانی نے مطابق عفتائے اہل سنت و جماعت فضائل خلفائے راشدین بیان فرمائے۔ سب نے آفریں اور تحسین کی۔ حضرت نے فرمایا کہ فقیر نے بھی مناقب خلفائے راشدین میں ایک رسالہ تالیف کیا ہے۔ اگر آپ لوگوں کی خواہش ہو تو دکھلاؤں۔

سب نے کمال شوق سے استدعا کی۔

مولانا بابا حسین محافظ کتب خانہ سے رسالہ مذکور منگوایا۔ قاضی سید ظہیر الدین احمد اور بہت سے علماء مطالعہ رسالہ ہذا میں بغور متاسم مشغول تھے اور حضرت محبوب یزدانی کی تعریف کر رہے تھے۔ ان میں سے ایک صاحب قاضی احمد تھے جو حضرت مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مناقب پر معرض ہوئے اور حضرت محبوب یزدانی سے بحث کرنے لگے حضرت نے جواب یا صواب دئے۔ مگر اپنی نفسانیت سے نہ مانے، دیگر علماء ہر اسی بھی ان کے کلام کی تائید کرنے لگے۔ یہاں تک نوبت پہنچی کہ حضرت محبوب یزدانی کی غلامی اور خطا پر استفتار لکھنا چاہتے تھے۔ اور یہ ارادہ رکھتے تھے کہ کل بعد اوائے نماز جمعہ جامع مسجد میں استفتار کے مطابق ملازمان عالی سے تعرض کریں۔ اس خبر سے حضرت کو کسی قدر تردد ہوا۔

دوسرے دن جب جمعہ کا وقت قریب پہنچا اس قدر زور سے بارش بکثرت ہوئی گو باطوفان نوح کا نمونہ تھا۔ سکنائے قصبہ کے گھروں میں سیلاب پہنچ گیا۔ کوئی جامع مسجد میں نہ آسکا اور اس گروہ کی جمعیت میں تضرع پڑا۔

مولانا سید خان ایک بڑے فاضل اور سرآمد فضلاء سے زمانہ تھے۔ انہوں نے شب

کو خواب میں دیکھا کہ اشرف جہانگیر ایسا شخص نہیں ہے جیسا تم نے خیال کیا ہے اور تم اس کے مقابلہ کی قوت نہیں رکھتے۔ اگر اپنے دونوں جہاں کی خیریت چاہتے ہو تو ان کی خدمت میں حاضر ہو کر معذرت کرو اور معافی چاہو۔

صبح کو جب بیدار ہوئے اپنی بیوی سے جو نہایت صالحہ تھی اپنا خواب بیان کیا۔ انہوں نے جواب دیا کہ میں نے بھی یہی دیکھا ہے۔ میں چاہتی تھی کہ بیان کروں مگر آپ نے سبقت کی۔ اب مناسب یہی ہے کہ حضرت کی خدمت میں جاؤ اور معذرت کرو۔ خبردار خبردار شیروں کے مقابلہ میں جانا عقلمندوں کے خلاف ہے۔

اشعار

نہیں اچھے لوگوں کو ہرگز پسند کریں بن میں شیروں کے نیچے بند
مقابل ہوا شیر کے جو ذلیل ہو اکب وہ جاں بر مرا بے دلیل
اور جو لوگ حضرت سے مقابلہ کرتے ہیں آپ ان سے علاحدہ ہو کر حضرت محبوب یزدانی کی
طرف ہو جائیں۔ شاید اس خواب کی تعبیر جو میں نے دیکھا تھا ان بزرگ سے ظاہر ہو۔
یعنی ”کچھ دن ہوئے کہ آپ کی بیوی نے یہ خواب دیکھا تھا کہ ایک سید بزرگ جامع فضائل
دکھالات یہاں تشریف لائے ہیں اور میں ان کی زیارت کو گئی۔ انہوں نے مجھ کو چپ ر ا م
عنایت کئے“

بیوی کی بات مولا نابید خاں کے دل میں جم گئی اور حضرت محبوب یزدانی کی خدمت میں
حاضر ہوئے۔ عرض کیا کہ حضور اپنے خاطر مبارک کب کچھ ترود نہ فرمائیں۔ ان لوگوں کا جواب میں
دوں گا۔

آپ کے چہرہ مبارک پر آثارِ فرحت ظاہر ہوئے۔ فرمایا کہ اے عزیز! فقیر تو جواب با صواب
دیتا ہے لیکن اپنی نا انصافی سے وہ لوگ قبول نہیں کرتے۔

عرض کیا کہ اس خادم مخلص نے ایک دوسری تدبیر سوچی ہے۔
حضرت محبوب یزدانی نے خوش ہو کر اُم کے چار پھل ان کو عنایت کئے اور فرمایا کہ تم

کو چار بیٹے مبارک ہوں۔ ایک کا نام طاہر، دوسرے کا نام مطہر اور تیسرے کا نام طیب، اور چوتھے کا نام محمد رکھنا۔ یہ چاروں عالم اور فاضل ہوں گے۔

جب دوسرا جمعہ آیا تو جملہ علمائے ہند نے جو مسجد میں حاضر تھے مولانا سید خاں کے سامنے استفتار پیش کیا۔ استفتار پڑھ کر مولانا سید خاں نے فرمایا تم لوگوں کا اعتراض خطا کا یہ سبب مناقب حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جو کچھ حضرت نے زیادہ لکھے ہیں یا اور کچھ۔ سب نے تسلیم کیا۔

مولانا سید خاں نے کہا غیر سید اگر مناقب مولانا علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ زیادہ لکھے تو قابل اعتراض ہے۔ مگر کوئی سید اگر اپنے ماں باپ کی تعریف غلو سے کرے تو کچھ ڈر نہیں ہے۔

علمائے ہند نے کہا کہ اپنے کہنے کے مطابق کوئی روایت دکھلائیے۔

مولانا نے کتاب جامع علوم سے نقل کیا:۔ الناس انباء الدنيا ولا يلام الرجل

على حب الويه بمدحها۔

اس بات کے سننے سے ہر ایک خاموش ہو گیا بموجب فرمان الہی جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ تمام علمائے خدمت عالی میں عذر و معذرت کرنے لگے مگر اب کیا فائدہ ہوتا ہے۔ حضرت محبوب یزدانی نے ان علمائے حق میں دعا خیر کی کہ حق تعالیٰ تم کو اور فاضل حمید الدین اور ان کی اولاد کو ہر زمانہ میں فضل و کمال عطا فرمائے۔

کیا اچھے نصیب مولانا سید خاں کے تھے جو حضرت محبوب یزدانی کی خدمت میں باخلاص حاضر ہوئے اور آپ کی دعا سے ان کو چار اولادیں نصیب ہوئیں۔ چاروں لڑکے سر دفتر علمائے زمانہ ہوئے۔ فقیر جامع رسالہ ہذا جب محمد آباد گوہنہ میں پہونچا عجیب حالت دیکھی کہ وہ عالیشان جامع مسجد کے حوالی میں بالکل حضرات اہل تشیع کی آبادی ہے۔ اندر مسجد تمام تعزیر بھرے ہوئے تھے۔ صحن مسجد میں گھاس جھی ہوئی تھی۔ اس صحن شکستہ پر فقیر نے مصلیٰ بچھا کر نماز عمارت کی۔ قصبہ ہذا کے کنارے ایک گروہ شیخ زادوں کا لکان سنی مذہب ہے مع چند سادات آباد ہیں۔ گمان ہوتا ہے کہ یہی لوگ مولانا سید خاں کی نسل سے ہیں۔

خدا کی قدرت ہے اے دوستو کہ مسجد جو تھی تعزینہ خیرستان ہوئی

حضرت محبوب یزدانی کا معمول تھا کہ نماز جمعہ سفر و حضر میں کبھی ترک نہیں فرماتے تھے جب تک کہ آستانہ روح آباد میں جامع مسجد تیار نہیں

کرامت ۲۲

کی تھی بمقام قصبہ سمجھولی جو آستانہ روح آباد سے سات کوس کے فاصلہ پر تھا نماز پڑھنے جاتے تھے۔ اس قصبہ میں علماء کثرت سے رہتے تھے۔ بعد ادا نئے نماز جمعہ وہاں کے ملاؤں اور طلبہ میں سے ایک شخص نے حضرت محبوب یزدانی کی خدمت میں مسئلہ علم کلام پیش کیا کہ بندہ اختیار رکھتا ہے کہ بے اختیار ہے۔ اور تمبیری بات درمیان میں نہیں۔ اگر اختیار کہیں تو قدر یہ ہوتے ہیں اور اگر بے اختیار کہیں تو جبر یہ ہوتے ہیں۔ پس مذہب درمیان جبر اور قدر کے جو کہا ہے وہ کیا ہے؟

حضرت محبوب یزدانی نے فرمایا کہ یہ مسئلہ اگلے علماء کو بھی مشکل تھا۔ لیکن بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ انسان کو اختیار ظاہری ہے اور جبر معنوی ہے۔ جیسا کہ مقدمہ یزدوی میں حضرت امام فخرالاسلام نے فرمایا ہے اختیار بالصورة و جبر فی المعنی۔

وہ طالب علم اپنے غرور علم سے دلائل نامعقول پیش کرنے لگا۔ حضرت محبوب یزدانی کے کلام کو نہ سمجھا۔ اس کی مراد اپنی علمی قابلیت ظاہر کرنا تھی اور اس کی بعض باتوں سے حسد کی بو آتی تھی۔ حضرت نے ہر بات کا جواب دیا یہاں تک دلائل اور بحث کطوالت ہوئی کہ اس کوئی کلمہ خلاف ادب ظاہر ہوا۔ اور حضرت محبوب یزدانی کے چہرہ مبارک پر تجلی اسم القہار ظاہر ہوئی۔ فرمایا کہ ابھی تیری زبان کام کر رہی ہے۔

یہ فرماتے ہی اس کی زبان اس کے منہ سے لٹک پڑی پھر بات کرنے کی طاقت نہ رہی۔ تمام حاضرین مجلس اس واقعہ کو دیکھ کر حیرت میں تھے اور حضرت کے سامنے معذرت کر رہے تھے۔ اس طالب علم کی ماں ایک عزیز بڑھیا تھی۔ اس خبر کو سن کر حضرت محبوب یزدانی کی خدمت میں حاضر ہوئی اور نہایت عاجزی و التماس سے رورور عرض کرنے لگی۔ حضرت میرے یہی ایک لڑکا ہے۔ اور ہندی زبان میں وہ عرض کرنے لگی، یا میرا پوت بھیک دے۔

جب اس کی الحاح و زاری حد سے زیادہ گذری تو فرمایا کہ تیرا نشانہ پر پہنچا ہوا واپس نہیں آتا۔ لیکن اس کی زبان اس کے منہ کے اندر آجائے گی مگر آثار لکنت اس کی زبان سے نہ جائے گا۔ بلکہ اس کی جو اولاد پیدا ہوگی وہ بھی مہلکی پیدا ہوگی اور کوئی عالم اس قصبہ میں زندہ نہ رہے گا۔ مولانا نظام الدین جامع لطائف اثر فی فرماتے ہیں کہ بعد چند مدت کے میں اس قصبہ میں گیا دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ وہ بے ادب مر گیا۔ اس کا ایک لڑکا موجود ہے اس کی زبان میں لکنت ہے۔ اور جو قصبہ علماء و فضلاء سے بھرا ہوا تھا ویران ہو گیا۔ بعض علماء مر گئے اور بعض کا علم فراموش ہو گیا۔

اللہ تبارک و تعالیٰ ہر شخص کو بزرگان دین کی خدمت میں باادب رکھے۔

شعر

ڈرو صاحبان حق کی شان جبروت بجلالت سے رہے گر باادب بیچ جاؤ گے ہر ایک اُفت سے
کرامت ۲۳ | ایک دن حضرت محبوب یزدانی کا گذر بازار دہلی میں ہوا۔ آپ عالم کیف میں تھے۔ سامنے سے ایک مست ہاتھی زنجیروں میں بندھا ہوا۔ اور پانچ مادہ فیل پر فیل بان بیٹھے ہوئے اس کے گرد تھے اور رتھی اور گرجیاں سے مست ہاتھی کو مار مار کر چلا رہے تھے۔ حضرت عالم کیف میں ہاتھی کے سامنے چلے جاتے تھے۔ فیل بانوں نے شور مچایا مگر آپ کو خبر نہ ہوئی۔ حضرت کے ہمراہیوں پر عجیب خوف کی حالت پیدا ہوئی۔ یہ حیرات نہ تھی کہ حضرت سے عرض کرتے۔ بازار والوں نے ہائے کر کے شور مچایا یہاں تک کہ حضرت ہاتھی کے پاس پہنچ گئے۔ اسی طرح عالم کیف میں چلے جاتے تھے۔ ہاتھی نے ذرا بھی آپ کی طرف رخ نہ کیا اور آپ بے باک چلے گئے۔ آپ کا یہ تصرف دیکھ کر اہل بازار اور شہر والے متحیر ہو گئے۔

قطعہ

میں ایسا ہوں غریب بحر وحدت سمجھ کچھ مجھ میں عالم کی نہیں ہے
 تصور میں تیرے ایسا ہوں دوبا خبر عالم و آدم کی نہیں ہے

کرامت ۲۲

حضرت محبوب یزدانی فضائل و کمالات شیخ نجم الدین کبریٰ ^{بیان} فرماتے تھے کہ ان کی نگاہ تصرف سے کتا ولی ہو گیا تھا۔ حضرت کے خلیفہ قاضی رفیع الدین کے دل میں خطرہ گذرا کہ آیا اس زمانہ میں بھی کوئی ایسا ولی ہو گا کہ جس کی تاثیر نظر سے جانور ولی ہو جائیں۔

حضرت محبوب یزدانی کے قلب مبارک پر ان کا خطرہ ظاہر ہو گیا۔ ہنس کر فرمایا کہ شاید اس عالم میں کوئی ہو۔

بیت

نہ فقروں کو سمجھنا کبھی نظروں میں خار کیا خبر تجھ کو اس گرد میں کوئی سوار
حضرت کے مرید کمال جوگی کے یہاں ایک بی بی ہوتی تھی۔ کبھی کبھی حضرت محبوب یزدانی کی نظر اس پر پڑ جاتی تھی۔ فرمایا کہ کمال جوگی کی بی بی کہاں ہے میرے سامنے لاؤ۔
جس وقت اس بی بی کو حضرت کے سامنے لائے۔ حضرت محبوب یزدانی کچھ اسرار معرفت بیان فرما رہے تھے۔ کہتے کہتے ایک حالت گرم پر جوش طاری ہو گئی اور چہرہ مبارک کا رنگ بدل گیا۔ حاضرین پر ایک ہیبت چھا گئی۔ معلوم ہوتا تھا کہ حضور کے قلب مبارک سے روح پرواز کیا جا رہی ہے۔ کمال جوگی کی بی بی کان لگا کر حضرت کے کلمات معرفت کو سن رہی تھی یہاں تک کہ اس کی یہ حالت ہو گئی کہ زمین سے قد آدم اچھل گئی اور خود رفتہ ہو گئی۔ ایک پہر تک بیہوش پڑی رہی۔ جب ہوش میں آئی حضرت محبوب یزدانی کے قدموں پر بوسہ دینے لگی اور آپ کے گرد طواف کرنے لگی۔ اس کے بعد جب حضور کچھ کلام معرفت بیان فرماتے حضور کی مجلس میں اگر بیٹھتی اور سنتی اور جب کوئی مہمان خانقاہ عالی میں آتے تو ان کی تعداد کے موافق آواز دیتی۔ پاورچی اسی قدر مہمانوں کا کھانا پکاتا اور بی بی گربہ کو بات ساعدہ دسترخوان بچھا کر ہر قسم کا کھانا پیش کیا جاتا۔ کبھی حضرت محبوب یزدانی اگر کسی اصحاب کو بلانا چاہتے تو بی بی سے فرمایا دیتے۔ وہ ان کے مکان پر جا کر آواز دیتی۔ وہ سمجھ جاتے کہ حضرت نے بلایا ہے۔

ایک دن حضور کی خانقاہ میں جماعت درویشان مسافر آئی۔ بی بی نے عبادت معمولہ تعداد درویشوں کے موافق آواز دی۔ مگر کھانا بچھنے کے وقت ایک شخص زیادہ نکلا۔

حضرت محبوب یزدانی نے بی بی کی طرف دیکھ کر فرمایا کہ آج بی بی نے کیوں کر خطا کی۔ اور ایک
ہمان زیادہ کی خبر نہیں کی۔

بی بی فوراً باہر گئی ان مہانوں کی جماعت میں پہنچی۔ ہر شخص کو سونگھتی تھی اور چھوڑ دیتی تھی۔
ایک شخص اس جماعت کا سر حلقہ تھا جب اس کو سونگھا تو اس کے زانوں پر جا بیٹھی اور پستیاب کر دیا

حضرت محبوب یزدانی نے جب معائنہ فرمایا تو ارشاد کیا کہ عزیز بی بی کا کچھ قصور نہیں۔ یہ مرد
بے گناہ تھا۔ ڈرویش کھڑا ہوا اور حضرت محبوب یزدانی کے قدموں پر گر پڑا۔ اور عرض کرنے لگا

کہ بارہ برس سے میں مذہب دہریہ رکھتا ہوں اور مسلمانوں کے لباس میں رہتا ہوں اور بزرگوں کی
خالقا ہوں میں پھرتا ہوں اس نیت سے کہ کوئی میرا نفاق ظاہر کرے تو میں اس کے ہاتھ پر سلمان

ہو جاؤں۔ آج حضرت کی بی بی نے مجھ کو پہچان لیا۔ اسی توبہ کرتا ہوں اور مسلمان ہو جاتا ہوں۔
سبحان اللہ! کیا فضل و کمال حق تعالیٰ نے حضرت محبوب یزدانی کو عطا فرمایا تھا کہ جس کی

تاثر نظر سے بی بی ولی ہو گئی تھی اور حق و باطل میں فرق کر دیتی تھی۔
حضرت محبوب یزدانی نے اس دہریہ کو کلمہ پڑھا کر مسلمان کیا اس کے بعد اس کو ریاضت

اور مجاہدہ میں مشغول رکھا۔ جب تصفیہ باطن میں کامل ہو گیا تو تاج خلافت دے کر بندگانِ خدا کی ہدایت
کے واسطے شہر استنبول بھیج دیا۔ بعد وصال حضرت محبوب یزدانی کے چند سال بی بی گریہ حضرت

نور العین صاحب سجادہ مخدوم زادہ کی خدمت میں رہی۔
ایک دن باورچی خانہ میں دیگ میں دودھ گرم ہو رہا تھا اس کی بھاپ جو چھت تک

پہنچی ایک کالا سانپ دیگ میں گر گیا۔ باورچی کو اس کی خبر نہ تھی۔ بی بی گریہ بار بار دیگ کے کنارے
پھر کر اشارہ کرتی۔ باورچی کہتا کہ جب دودھ تیار ہو گا تجھ کو ملے گا تو کیوں گھبراتی ہے۔ یہاں تک کہ

باورچی نے بی بی گریہ کو سمجھ کر دیا اور سمجھی کہ باورچی میرا اشارہ نہیں سمجھتا۔ اگر یہ دودھ فقرا میں
تقسیم ہو گا اس کے زہر سے لوگوں کی ہلاکت ہوگی۔ اس لئے ایک مرتبہ کو دیگ میں جاگری او

شہید محبت ہو گئیں۔ جب دودھ پھینکا گیا کالا سانپ نکلا۔
حضرت نور العین نے کہا کہ اس عزیز بی بی نے اپنی جان فقیروں پر قربان کر دی۔ اس کو
ایک قبر کے اندر دفن کرو اور اس کا روضہ تیار کرو۔

چنانچہ مزار بی بی گربہ آستانہ عالیہ سے پورب جانب مقام دارالامان میں موجود ہے اور ان کی مزار پر یہ تصوف ہے کہ اگر کسی کو جن یا شیطان تائے اور بی بی گربہ کے مزار پر جائے تو وہ آسب زدہ چھتا ہے اور شور کرتا ہے کہ بی بی گربہ مجھ پر پنجرہ مارتی ہیں۔ میں تو بہ کرتا ہوں اب پھر اس آدمی کو نہ ساؤں گا۔

رباعی

جب جانور بھی تم پہ ہوا کرتے ہیں نثار
انسان کچھ نہیں ہے جو تم پر نہ ہوندا
جواں کو تیسے فریض سے وہ مرتبہ ملا
اس کو فرشتے دیکھتے ہیں باخوبی اصفنا

حضرت محبوب یزدانی بارادہ سفر حج روانہ ہوئے۔ حضور کے خدام
مصاحبین جیسے حضرت نور العین اور حضرت شیخ ابوالوفا خوارزمی اور

کرامت ۲۵

حضرت خواجہ ابوالکرام اور شیخ الاسلام اور بابا حسین اور شکر علی ترکی اور حضرت نظام الدین بسینی
جامع لطائف انثرنی حضور کے ہمراہ تھے۔ بندر گاہ روم میں جب جہاز پر بیٹھے کسی قدر دریا کا
راستہ طے کیا تھا کہ باد مخالف چلنے لگی۔ تین دن ہو گئے اور باد مخالف اسی طرح چلتی رہی بھرت
محبوب یزدانی کو ایک عجیب و غریب حالت وجد و حال کی تھی۔ بالکل حواس کی خبر نہ تھی۔ مگر وہ
پنج وقتہ نماز اور وظائف معمولی ادا فرماتے تھے لیکن ہمراہیوں کے دل میں یہ بات تھمتی تھی
کہ آپ آپے میں نماز ادا نہیں فرماتے بلکہ بے خودی میں۔

جہاز والوں کی بے چینی باد مخالف سے حد سے زیادہ بڑھی۔ حضرت محبوب یزدانی کی
خدمت میں لوگوں نے عرض کیا۔ ہنس کر حضور نے فرمایا مجذوب شیرازی کا شعر پڑھنا چاہئے
اور زبان مبارک سے یہ فرمایا۔

شعر

کشتی شکشا نیم اے باد شرطہ بر خیز
باشد کہ باز بنیم آن یار آشنا را

ابھی یہ شعر زبان مبارک نہیں نکلا تھا کہ ہوا موافق چل پڑی اور جہاز تیزی کے ساتھ چلنے لگا۔
جب جہاز زیادہ راہ طے کر چکا تو حضرت نظام الدین بسینی کے دل میں یہ خطرہ پیدا ہوا کہ
معرفت دل کی شرائط سے ایک شرط یہ ہے کہ دنیا کے ظاہر و پوشیدہ حالتوں سے خبر داں ہو۔ یہ بارہا

حضرت محبوب یزدانی کے دل پر کھل چکا ہے۔ لیکن کوئی عارف اس زمانہ میں ایسا ہے جو دریا کے رہنے والوں اور عارفوں کی خبر دے۔

اس خطرہ کے پیدا ہوتے ہی حضرت نے اس خادم کی طرف خطاب فرمایا کہ سرزند نظام الدین اس قدر جان لیتا عارفان خدا کے نزدیک گھاس کے چانسنے سے بھی کم ہے۔ ہم اسی گفتگو میں تھے کہ دریا کا پانی پھٹا اور ایک مرد ظاہر ہوا۔ اور بولا کہ اے نظام الدین! میں ان مردوں سے ہوں جو دریا میں عبادت کرتے ہیں۔

آپ نے پوچھا کہ تمہارا نام کیا ہے اور کہاں رہتے ہو۔ اور تمہارے طریقے میں مرید اور خلیفہ ہونے کا دستور ہے جیسا کہ خشکی کے اولیا میں ہے؟ بولا کہ :-

دریا میں ایک شہر ہے اس کو مدینۃ الاشراف کہتے ہیں۔ اس میں ایک بزرگ ہیں جس کو شیخ ڈر لبحر کہتے ہیں اور اپنے کو کمترین خلفاء اشرافی سے کہلاتے ہیں۔ دس ہزار آدمی ان کے مرید ہیں۔ جو طالبان صادق سے ہیں ان میں سے ایک میں ہوں۔ میرا نام کیکل ہے۔

حضرت نظام الدین یسینی نے کہا کہ تمہارے پرچن حضرت سے اپنے کو منسوب کرتے ہیں وہ اسی جہاز پر تشریف فرما ہیں۔

اس بات کے سنتے ہی وہ دریا سے نکلا اور ایسا لباس پہنے ہوئے تھا کہ جو پریوں کے لباس سے مشابہ تھا۔ شرف قد مبوسی سے مشرف ہوا۔ حضرت محبوب یزدانی سے بہت سی باتیں کیں۔ قریب ایک پہر کے باہمی گفتگو رہی۔ حضرت کے ہمراہیوں میں سے کوئی بھی ان کی بات نہیں سمجھتا تھا۔

شعر

ہم نے کم دیکھا کسی کے حال میں جس کے خادم زیر دریا بستے ہوں
کچھ تعجب کی نہیں یہ میری بات زیر دریا کبھی ولی کے رستے ہوں

حضرت محبوب یزدانی ایک سال رمضان شریف میں شہر دمشق کے محلہ صاحبیہ خانقاہ جامع شیخ اکبر میں معتکف تھے اور صوفیوں اور عارفوں کا بہت بڑا مجمع تھا۔ اس قدر ہجوم رہتا تھا کہ قدم رکھنے کی جگہ نہیں ملتی تھی اور اکثر مسافران سیاح

کرامت ۲۶

اور علماء اور فضلاء کا گروہ تراویح ادا کرنے میں موافق اس کے کہ بر من صلی خلف امام
تقی فکانما خلف امام التبی۔ یعنی جس نے کسی پرہیزگار امام کے پیچھے نماز پڑھی
تو گویا نبی امام کے پیچھے نماز ادا کی۔ حضرت محبوب یزدانی کی اقتدا کرتے تھے۔ کبھی ایسا ہوتا
تھا کہ رات میں قرآن ختم فرماتے تھے بعض آرام طلب قیام کی تکلیف برداشت نہ کر سکتے۔ ایک
معیین ختم سن کر باہر آجاتے تھے لیکن جو لوگ محنتی تھے وہ اس قسم کے قیام کو معراج کامل سمجھتے
تھے۔ تقریباً ایک سو آدمی ارباب کمال تھے جو اسی جامع میں حاضری دیتے تھے۔ جب عید
کے چاند کی رویت ہوئی لوگوں نے اپنے کاروبار کی بنیاد رکھی اور ہر طرف سے ڈنکا اور نقارہ
بجانے لگے جیسا کہ شہر والوں کا قاعدہ ہے عام شور و غل پڑ گیا۔ حضرت محبوب یزدانی پر ایک کیفیت
پیدا ہوئی اور ایک نعرہ بلند مارا۔ ایک پہر سر کو گریبانِ تخیر میں جھکائے رہے اور دریائے
نکر میں غوطہ زن رہے۔

تخیر کے دریا میں ڈالنا جو سر تفکر کے صحرا سے نکلے بدر

اس حالت سے سراٹھا کر فرمایا کہ تاریخ بیسویں رمضان سے مجھ کو آپ سے باہر لے گئے
اور مشاہدہ عالم غیب کے صحرا کے دریا میں ڈال دیا۔ بالکل مجھ کو بے خبری تھی۔ مجھے یاد نہیں کہ
ان دنوں میں مجھ سے کچھ ادا ہوا ہے یا نہیں۔

ساتھیوں نے عرض کیا اے حضرت کسی نماز کے فرائض و واجبات و سنن آپ سے
نہیں چھوٹے۔

فرمایا کہ اللہ کا شکر کہ اشراف کا وقت شیخ اکبر اور سید الطائفہ کے وقت کی طرح محفوظ
رکھا۔

شعر

کچھ ایسی حالت تھی میرے شر کی کہ تن بدن کی نہ کچھ خبر تھی

مگر تھے محبوب ال باری اسی طرف آپ کی نظر تھی

حضرت درویشیم نے عرض کیا کہ عالم بے خودی میں کس طرح بشر سے ظاہری افعال ظاہر
ہوتے ہیں؟

فرمایا کہ ایک صورت یہ ہے کہ اعمال کے فرشتے اس سے کام کراتے ہیں اور اس کو خبر نہیں ہوتی۔ دوسرے یہ کہ جب اعضاء اور جوارح کسی کام کے خوگر عادی ہو جاتے ہیں کیا تعجب ہے کہ بے خودی میں بھی وہ اپنے وقت پر کام کریں۔

کرامت ۲۱ | حضرت محبوب یزدانی کے علم اور نشاناتوں اور ماہی اور مراتب کا نزول جامع دمشق میں ہوا اور حضور صحن مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے۔ ایک خوبصورت عورت لاپچی ترک بارہ سال کے بچہ کو جس کی صورت تہایت حسین تھی۔

شعر

تھا چہرہ چمکدار سورج سے بھی تھی رفتارت مثل سروہی
اگر رونے چلانے لگی۔ جب حضرت محبوب یزدانی نے دیکھا تو اس کی حیات سے ذرہ باقی نہ تھا
فرمایا کہ عجب کام ہے مردوں کا زندہ کرنا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا معجزہ تھا اور مجھ کو ہرگز یہ کام
نہیں پہنچتا۔ عورت چوں کہ بے حد بے قرار تھی۔

کیا نالہ کا اس نے ایسا آغاز ہوئی زہرہ فلک سے اس کی ہم ساز
عرض کیا اولیاء اللہ جاں بخشی اور عطائے حیات میں حضرت عیسیٰ اور حضرت خضر علیہما السلام
کے مظہر ہیں۔

شعر

رسم جاں بخشی اصول زندگی لب کو تیرے خضر و عیسیٰ سے ملی

جب اس کی بے چینی حد سے بڑھ گئی اور مایوسی اتہا کو پہنچی تو حضرت محبوب یزدانی نے دریائے
مراقبہ میں سر ڈالا اور صحرائے مشاہدہ کی راہ اختیار فرمائی۔ تھوڑی دیر کے بعد سر اٹھایا اور کیفیت وجد
کی حالت میں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے کھڑا ہو جا۔ کیوں کہ تیری ماں مرے جاتی ہے
اس کا لڑکا اٹھ کھڑا ہوا۔ اور چلنے لگا۔ گویا اس کی روح جسم سے بالکل علاحدہ گئی ہی نہیں
اس بات کا شہرہ دمشق میں ہو گیا۔

قطرہ

جو لوگوں نے سن پائی اس کی خبر تو دیدار کو آیا ہر ایک بشر
زیارت جو کی دیکھا اوقات میں ملے وصف خضر و مسیح یک دگر
لوگ ہر طرف سے ٹوٹ پڑے۔ جب ہجوم بڑھ گیا تو آپ نے ہمراہیوں سے فرمایا کہ سامان سفر
باندھو اور کوچ کر دو یہاں رہنے سے ہماری اوقات میں خلل واقع ہوگا۔

قطرہ

اے غوث عالم قطب حق نمایان شان خیر کم مدح و ثنا میں آپ کی عقل بشر ہوتی ہے گم
کیونکہ نہ مرے جی اٹھیں اے عیسیٰ دوراں مرے جس دم زبان پاک سے ارشاد فرمائیں کہ تم
حضرت محبوب یزدانی کے ایک مرید جو ہر نامی تھے ان کے بدن میں سفید
کرامت ۲۸ داغ ظاہر ہوا اور سب سے بڑا بیمار سفید داغ والا ہوتا ہے اللہ
تعالیٰ ہم کو تم کو اس بلا سے محفوظ رکھے۔ ملک خراسان میں جس کے سفید داغ ظاہر ہونا اس
کو شہر سے باہر نکال دیتے۔ جو ہر نے حضرت محبوب یزدانی کی خدمت میں عرض کیا کہ اگر اجازت
ہو تو ان لوگوں کے مجمع سے باہر نکل جاؤں اور عالم گمنامی میں چلا جاؤں۔ اگر اٹھارہ ہزار عالم
کی بلائیں مجھ پر اتریں تو آسان معلوم ہوتیں۔ لیکن حضور کے قدموں سے جدائی اور آپ کے
کلام لطیف سننے سے محرومی جو ہر کے لئے نہایت دشوار ہے۔

تشریح

نہیں ہے درد عالم کا مجھے غم مگر دل تیری فرقت سے ہے برہم
جو ہر کے اوپر حضرت محبوب یزدانی نہایت مہربانی فرماتے تھے۔ یہ شخص بڑا قابل شاعر اور شیریں
زبان تھا۔ جب اس نے حضرت کے سامنے اپنی بے قراری ظاہر کی تو حضور کے خاطر نازک
پر اس نے اثر کیا

قطرہ

نکلے گر آہِ تسلوب بے قرار سن کے ہوں سب سننے والے اشجار

دل ہے کیا اس رنج کا گر ہو گذر
 ٹکڑے ٹکڑے سنگ کا بھی ہو جگر
 حضرت محبوب یزدانی اور آپ کے ہمراہیوں کو جو ہر کی آہ وزاری سے رقت آگئی فرمایا
 تھوڑا سا پانی لاؤ۔ لوگ لے آئے۔ آپ نے لعاب دہن مبارک سے نکال کر اس میں ڈال
 دیا۔ جو ہر نے تھوڑا سا پانی لیا اور یقیہ بدن پر ملا۔ اسی وقت سفید داغ مٹ گیا۔ گویا کہ تھا ہی
 نہیں۔

شعر

فیض روح القدس اب بھی جو مدد فرمائیں دوسرے بھی کریں جو تھے سبجا کرتے
 حضرت محبوب یزدانی نماز جمعہ ادا کر کے قصبہ سبھولی سے آتے تھے جب موضع
 سکندر پور پہنچے۔ فرمایا کہ اس گاؤں سے سیادت کی بو آ رہی ہے۔ پھر
 سید جمال الدین خورد جو موضع مذکور کے زمیندار تھے حضرت محبوب یزدانی کی زیارت کے لئے
 آئے۔ فرمایا کہ سیادت کی خوشبو زیادہ آ رہی ہے۔ ایک مدت کے بعد بوئے سیادت دماغ میں
 پہنچی۔ سید جمال الدین خورد کو حضرت محبوب یزدانی کی زیارت سے پوری حسن عقیدت اور
 اصلی تیا زندی ان کے دل میں جم گئی۔ اکثر اوقات خدمت بارگاہ عالی میں آتے سٹھے۔ اور
 سید جمال الدین خورد کی دو تین پشتیں گذر چکی تھیں کہ ہر پشت میں ایک ہی لڑکا پیدا ہوتا تھا۔
 اسی بنا پر حضرت محبوب یزدانی سے عرض کیا اور دل میں ارادہ کر رکھا کہ کسی بزرگ سے بھی
 اس حاجت برآری کے لئے عرض کروں گا۔

ایک دن حضرت محبوب یزدانی کو ایک قوی حالت پیدا ہوئی۔ سید جمال الدین خورد
 ایک پیر پر کھڑے ہو گئے اور نیا زندانہ عرض کیا۔
 فرمایا کہ اے میر تم کو مبارک ہو کہ بال بچے بہت ہوں گے۔ آئندہ کسی کے پاس تم نہ جاؤ
 اور اپنی حالت کسی سے نہ کہو اور مال بھی بہت ہوگا۔

حضرت محبوب یزدانی نے فرمایا کہ سید جمال الدین خورد بالکل ہم شکل حضرت نبی آخر الزماں
 صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تھے۔ جو آپ کو دیکھتا گویا کہ زیارت جمال نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
 سے مشرف ہوتا۔

شعر

جن کی صورت پر نظر آئے جمالِ مصطفیٰ کیوں نہ ہو سو جان و دل سے اس پر اک عالمِ فدا
کرامت | اسی موضعِ سکندر پور میں ایک بوڑھی عورت نے اپنے جاں بلب لڑکے کو لاکر حضرت محبوب یزدانی کے قدم پکڑ لئے کہ اس کے سوا میرے کوئی لڑکا نہیں ہے۔ اللہ کی مرضی سے یہ مر رہا ہے۔ یہ لڑکا سب خوبیوں سے آراستہ تھا لہذا اس کے لئے دعا کیجئے۔

فرمایا کہ ماورمہربان میں نے اعیانِ ثابترہ (یعنی لوحِ محفوظ) میں دیکھا ہے تیرے بچے کی عمر کچھ بھی باقی نہیں رہی۔

اس نے کہا اگر میرا لڑکا جی اٹھتا ہے تو خیر ورنہ اپنی جان کو فرزند کے لئے حضرت کی خدمت میں نذر کرتی ہوں۔

حضرت محبوب یزدانی نے فرمایا کہ مجھ کو اللہ تعالیٰ نے ایک سو بیس برس کی عمر دی ہے دس سال اپنی تمام عمر سے تیرے فرزند کو میں دے دیتا ہوں۔ آج کی تاریخ لکھ لے کہ دس برس تک تیرا لڑکا زندہ رہے گا۔ اس کے بعد دنیا سے رحلت کرے گا۔

غزل

وہ اپنی عمر گراں مایہ کرتے ہیں تقسیم
 جو چاہیں دم میں کریں سالوں کو اپنے عطا
 کریں جو مردوں کو زندہ عجب نہیں اُن سے
 انہیں کے فیض کو کامل بنے نئے ابنِ کبیر
 ولی بنائیں اسے اور کامل و اکمل
 کسی کے دل میں جو دوسواں نفس پیدا ہو
 جلائے گردِ مردہ کو اشرفی تیرے
 اسی کو کہتے ہیں اہل جہاں سچائے عظیم
 سخی وہ ابنِ سخی ہیں کریم ابنِ کریم
 ہم ان کو علیٰ دوراں ہیں کر چکے تسلیم
 انہیں نے ان کو دیا تھا خطاب و تہنیم
 جو فیضِ صحبتِ عالی میں پائے کچھ تعلیم
 عطا کریں اسے دم میں حضورِ قلبِ سلیم
 کچھ ان کی ذات سے مشکل نہیں یہ امرِ عظیم

کرامت ۳۱ حضرت محبوب یزدانی نے زمین شرواں میں جب گذر کیا تھا اتفاقاً اس کے ایک گاؤں میں اترنا ہوا اور ساتھی لوگ مسجد میں اترے اور برف کی اس قدر بارش تھی کہ جس کی شرح نہیں ہو سکتی۔ کمال جوگی کو رفع حاجت کا تقاضا ہوا۔ رات میں اٹھے اور ایک گوشے میں گئے۔ وہیں برف نے اس قدر سردی پہنچائی کہ بالکل حرکت نہیں کر سکتے تھے۔ ان کی زندگی میں ایک سانس سے زیادہ باقی نہ رہی۔

حضرت محبوب یزدانی تازہ دھنوکہ ہے تھے اور ابھی وضو سے فارغ بھی نہ ہوئے تھے کہ آپ کو سردی معلوم ہوئی اور اس قدر تیز کہ بیان نہیں کیا جاسکتا۔ ساتھیوں کو بڑی حیرت ہوئی کہ باوجود سامانِ حرارت اور خیمہ اور اونی لباس اور آگ اور فرش عمدہ کے اس درجہ سردی کیوں ہوئی۔ خواجہ ابوالقاسم حضرت کے خلیفہ جو کہ عارفوں کے مشرب سے خوب واقف تھے جان گئے کہ حضرت محبوب یزدانی دوسرے کے رنج سے رنجیدہ ہوئے ہیں۔ مسجد سے نکلے اور ساتھیوں کو تلاش کیا۔ معلوم ہوا کہ کمال جوگی باہر نکلے ہیں۔ ان کی تلاش میں گئے۔ دیکھا کہ برف میں پڑے ہیں۔ ان کو اٹھالائے اور آگ سے تپایا اور مختلف کپڑے پہنائے جب اکھنوں نے سردی اور برف کے اثر سے رہائی پائی حضرت محبوب یزدانی بھی اپنی حالت پر آئے۔ گلے لگے۔ جب وہ بالکل اچھے ہو گئے تو آپ پر بھی اثر نہ رہا۔

فقیر اثر فی جامع رسالہ ہذا کہتا ہے کہ جب مرید صادق العقیدہ مرتضیٰ الشیخ کو پہنچ جانا ہے تو اس کے رنج و راحت کا اثر شیخ پر پہنچتا ہے۔

کرامت ۳۲ حضرت شیخ ابوالکارم فرماتے ہیں کہ ایک بار حضرت محبوب یزدانی کے علم شاہی کا گذر اطراف سیلان میں ہوا۔ اس راستہ میں جا رہے تھے جو سانپوں اور اژدہوں سے بھرا ہوا تھا۔ ساتھیوں نے حضرت محبوب یزدانی سے عرض کیا کہ راستہ پر خطر ہے۔

فرمایا کہ انشاء اللہ تعالیٰ اس کا طے کرنا آسان ہو جائے گا۔ جب حضور کے قلندر ان ہمراہی کا گذر سانپوں اور اژدہوں پر ہوا ایک اژدہا ظاہر ہوا جس کا قد و قامت ایسا تھا کہ ساری جماعت کو ننگل جائے گا۔

شعر

زمیں پر اُکے نکلا اُڑو غسار کہ گویا اُڑو ہا ہے آسمان وار
حضرت محبوب یزدانی نے اپنے عضا کو اشارہ فرمایا جتنے اُڑو ہے اُڑنا پتھے سب کو
شیر کی شکل ہو کر نکل گیا۔

شعر

عصا کو شاہ نے جب کی اشارت کیا سب سانپ بچھو اس نے غارت
قافلہ میں اصحاب تصوف کے منکروں اور مخالفوں کا بھی ایک گروہ تھا۔ اس عجیب
کرامت کی خبر پا کر انھوں نے کہا کہ عجیب جادو ہے جو اس گروہ فقرار سے ظاہر ہوتا ہے۔ اور
انوکھا مکر ہے جو ان لوگوں سے صادر ہوتا ہے۔

ایک شخص نے یہ بات سن کر حضرت محبوب یزدانی کے گوش مبارک تک پہنچائی۔
فرمایا کہ تمہوں نے حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بغیر اتہام جادو اور مکر کے نہ چھوڑا
بھلا مجھ کو کس طرح چھوڑیں گے۔ قرآن مجید میں آیا ہے ہٰذَا سِحْرٌ مُّبِينٌ۔ اور جب کہ اس گروہ
کو ایسے امر سے منسوب کرتے ہیں جس کی نسبت حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کیا تھا تو
سنت پر اس کا ثبوت سمجھنا چاہیے۔

حضرت شیخ اصیل الدین سفید باز فرماتے ہیں کہ حضرت محبوب یزدانی کا ایک
کرامت ۳۳ | مرید تھا پیر علی نام ہزارہ کارہنے والا سلوک میں شغل رکھتا تھا بہت سے
اعلیٰ مقامات اور بلند منازل کو طے کر چکا تھا لیکن ابھی اپنے اعیان ثابتہ کی سرحد تک نہ پہنچا
تھا اور اس کے انجام کا نور انوار کے خاتمہ تک نہیں ہوا تھا۔ ایک دن حضرت محبوب یزدانی کے
بارہ میں اس کے دل میں ایسا تردد لاحق ہوا جو بے اعتقادی اور نافرمانی کا سبب اس کے لئے
ہو گیا اور کچھ بے ادبیاں بھی اس سے ہوئیں۔ ایک شخص نے اس کو حضور کے کان تک پہنچا
دیا کہ پیر علی سے ایسا ناگوارا منظر ظاہر ہوا ہے۔ فرمایا کہ وہ اس بزرگ خانوادہ اور قدیم سلسلہ سے
رانڈہ ہوا ہے اس کو اس دائرہ سے نکال پھینکیں۔ حضرت محبوب یزدانی کو جس وقت جلالِ قہر
جلال کا ظہور ہوتا تو کسی کی مجال نہیں رہتی کہ باگاہ حضور کا محرم ہوتا۔

شعر

اگر شعلہ زن ہو چسراغ جلال پہاڑوں کی چوٹی ہو آتش مثال
 جب پیر علی نے معلوم کیا تو بعض مریدوں سے التجا کی کہ اس بارگاہ عالم پناہ میں میری
 خطا کی معافی چاہیں۔ ہر چند لوگوں نے کوشش کی تکر کے بجائے صفائی ہوئی بالآخر
 سفر کے لئے کمر بستہ ہوا اور ہمدان کی طرف رخ کیا۔ جب حضرت میر سید علی ہمدانی کے پاس
 پہنچا اپنی حالتوں سے مطلع کیا تو فرمایا کہ جس دروازہ کو فرزند سید اشرف بھانگیر سمنانی نے
 بند کر دیا ہے ہم اس کو نہیں کھول سکتے۔ یہاں بھی جب عروس مقصود نے خلوت خانہ تقدیر
 سے رونمائی کی تو مایوس ہو کر پٹا اور جہاں گیا کچھ عزت نہ پائی۔ اور مکہ معظمہ کی طرف متوجہ ہوا
 محنت و کلفت کی منزلوں اور مرحلوں کو قطع کرنے کے بعد حضرت شیخ نجم الدین اصفہانی
 کے پاس پہنچا۔ عرصہ تک حضرت شیخ کی خدمت میں مشغول رہا۔ پوری کوشش کرنے پر
 حضرت شیخ نے فرمایا کہ اے مردود جس دروازہ کو میرے بھائی سید اشرف بھانگیر نے بند کر
 دیا ہے اسے نہیں کھول سکتا۔ آج روئے زمین پر کوئی نہیں ہے جو ان کے سامنے کھڑا ہو سکے

قطع

نہیں روئے زمین پر آج کوئی جو ہوان کے مقابل ہے یہ تو قیر
 نہیں ہمت لگائے سر کو اس سے قوی ہے یہ کند شہ بہا نگیر
 آخر پیر علی اپنی گردش تقدیر سے پھر خدمت عالی میں بغرض عقو تفسیر نا حاضر ہو
 سکا اور دنیا سے نامراد رو سیاہ گیا۔

۳۲۲ | حضرت محبوب یزدانی دارالسلطنت روم میں عرصہ تک پیام فرما
 تھے اور ہمراہیوں کے لئے ایک خانقاہ بنائی تھی اور اس کے پہلو
 میں ایک نہایت خوبصورت تیار کر دیا کہ وہاں خود آرام فرماتے تھے۔ ایک دن سلطان ولد کے صاحبزادے
 نے جو حضرت مولانا اجلاں الدین رومی کے سجادہ نشین تھے حضرت محبوب یزدانی کی دعوت
 کی اور بہت مشائخ کو اس دعوت میں بلایا۔ شیخ الاسلام نے جو بڑے عالم و فاضل تھے اور

کسی قدر حضرت کے بارہ میں نقطہ چینی دل میں رکھتے تھے دل میں ٹھان لیا تھا کہ جب حضرت پیدہ سمنانی اس مجلس میں تشریف لائیں تو وہ مشکل مسئلہ ان سے پوچھوں کہ جس کے جواب سے وہ عاجز ہوں۔

جب حضرت کے قدم مبارک نے محفل میں جانے کی راہ اختیار کی اور جب تک حضرت دروازہ پر پہنچیں ناگاہ شیخ الاسلام کی نگاہ میں ایسا نظر آیا کہ ایک صورت حضرت کی شکل میں حضرت کے جسم سے باہر نکلی اور ایک صورت اس صورت سے دوسری پیدا ہوئی۔ اسی طرح شکل حضرت کے شکلیں شیخ الاسلام کے نظر میں ظاہر ہوئیں۔

قطعہ

ہر وہ دل خالق کا جو ہے آئینہ
شکل دنیا کیا ہے اس دل کے لئے
لاکھوں شکلوں کی ہر اس دل کر بنا
عرش سے تافرش ہے اس میں چھپا
مخدوم زادہ رومی استقبال کے لئے دروازہ پر آئے اور بڑی عزت سے آپ کو لیا
اور بسے بلند جگہ ایک تخت پر آپ کو بٹھلایا۔

شعر

مکان ہوتا ہے اس کا سب سے بڑا
بنایا جبکا عالی مرتبہ خلاق اکبر نے
کہ جو ہے معدن ہر ڈرو گوہر
جہاں جاتے ہیں سب بڑے بڑے تعظیم کرتے ہیں
جلال ہیبت حق کا اثر پڑتا ہے دل میں
کہ چونکہ ہوں وہ بھی اگر تسلیم کرتے ہیں
شیخ الاسلام کی طرف رخ کر کے حضرت محبوب یزدانی نے فرمایا کہ ان میں سے کس
صورت سے تم مسئلہ پوچھتے ہو۔ اس بات کے سنتے ہی ان میں اس قدر ہیبت کا غلبہ
ہوا گویا آسمان اور زمین ٹکڑے کھا گئے

شعر

کہ گویا ہوئے چاک مشکل کتان
پیشانی ہر طرح ان کی ہیبت میں جان

شیخ الاسلام بے اختیار اٹھے اور حضرت مخدوم زادہ رومی کو اپنا مددگار اور شفیع بنایا اور حضرت کے قدم پر سر ڈال دیا اور عرض کیا کہ عذر خواہ ہوں تقصیر معاف فرمائیے۔
فرمایا چوں کہ مخدوم رومی کو درمیان میں لائے ہو تو اب نہ ڈرو ورنہ تمہیں بتا دیا جاتا لیکن اس کے بعد کسی شخص کو اس گروہ کے اور کسی درجہ کے صوفی کو بھی بازار سے نہ دیکھنا۔

غزل

نہ دیکھو ان کو تم با چشم انکار
کہ ہومت یہ کہ وہ تنہا ہیں بیٹھے
مظاہر میں ظہور ذات حق کو
نہیں جب ذات میں اسکے کوئی خیر
اگر تم دوسری تمثیل چاہو
ہر آئینہ کا ہو گر مختلف رنگ
ہر اک آئینہ کے جو ہر جدا ہیں
اسے تم رنگ سے گھٹا کر دو
جو نصب العین ہو جائے یہ نسبت
تم اپنا حسن دیکھو مثل اشرف
کہ محرومی کا مستوجب ہے یہ کار
کہ ان سے ہیں بہت تن نمودار
اسی تمثیل کا لائی ہے اسرار
تو یوں وحدت ہے کثرت کا اظہار
تو آئینہ کو کر بالائے دیوار
مربع مستطیل و دائرہ... وار
کہ ہے سب سے نئی صورت کا اظہار
ہر آئینہ میں دیکھو صورت یار
شہود اس کو ہیں کہتے اہل اسرار
مگر اے دل نہ کہنا یہ ہے تکرار

حضرت محبوب یزدانی کا ایک مرید تھا گوہر علی نام اور درحقیقت

کرامت ۳۵

وہ دریائے شریعت اور ارکان طریقت کا جوہر اور موتی تھا ایک دن اس کو ہری کے بازار میں گذرنا پڑا۔ ہری کی عورتیں بے حد دلفریب ہوتی ہیں تھوڑی دیر ایک عورت سے دو تین باتیں کہیں جیسا کہ طبیعت بشری کا تقاضا ہے اس سے پاک ہو کر اس وقت توبہ و استغفار کیا اور حضرت قدوۃ الکبریٰ کی طرف لوٹا اور خدمت میں آکر بیٹھ گیا آپ نے کچھ بھی اس کی طرف توجہ نہ کی۔ کچھ دیر کے بعد نصیحت فرماتے ہوئے جلال میں آگئے اور فرمایا کہ اس نادان کو دیکھو کہ بازار میں پھرتا ہے اور اچھی صورت کا نظارہ کرتا ہے۔

حضرت درہنیم نے کہ لوگوں کی خطاؤں کی سزا ان کے سپرد تھی حضرت قدوۃ الکبریٰ کے حکم سے فرمایا کہ گوہر علی کو مجلس سے باہر کر دو۔ ایک فلندرنے ان کو پکڑ کر مقام حنور سے محروم کر دیا۔ چند روز اسی طرح گذر گئے تو حضرت درہنیم کو مددگار کیا اور حضرت قدوۃ الکبریٰ کی طرف رجوع کی فلندروں کے قدیم رواج کے مطابق جوتوں کی جگہ کھڑا کر کے اس کی گوشمالی کرائی اور سب لوگوں نے اس کی خطا کی معافی طلب کی۔

حضرت محبوب یزدانی فرماتے تھے کہ گمراہوں اور بیکاروں کے پیروں اور رہنماؤں کے لئے ضروری ہے کہ طالبوں کے خطرات دل سے واقف ہوں تاکہ ان کے دل میں شریعت اور طریقت کے خلاف خطر نہ آئے اور اس نیت سے جس میں ہمت کی کمزوری ہو عیلمندہ کر دیں۔

شعر

تھے سر بازار جب گوہر علی رُوئے خوباں سے نظر ان کی لڑی
یاں شہ سمنان پہ ظاہر ہو گیا تھا جو کچھ احوال و کیفیت پڑی

اتفاقاً حضرت محبوب یزدانی کا ایک سفر میں سیلان کے راستہ پر گذر ہوا اور ایسے جنگل میں سابقہ پڑا کہ چند کوس تک بالکل

کرامت ۳۶

آبادی نہ تھی۔ دو تین دن راستہ کو بے سامان کے طے کیا۔ یہاں تک کہ بعض ساتھی بے قرار ہو گئے۔ حضرت محبوب یزدانی نے دوستوں کی بے چینی سے آگاہ ہو کر فرمایا کہ لوہے کا ٹکڑا لاؤ ایک فلندر کے پاس لوہے کی زنجیر تھی لا کر سامنے رکھ دی۔ آپ نے کچھ دیر اس پر نظر کی تو وہ کھرا سونا ہو گیا۔ بابا حسین خادم کو فرمایا کہ جاؤ یہاں سے پانچ چھ جریب کے فاصلہ پر ایک بازار ہے جس کو سوق المجانین کہتے ہیں۔ اس سونے کو خوردہ کر لاؤ اور ہمراہیوں کی تین دن کی خوراک کے مقدار بیچو اور باقی پانی میں ڈال دو۔

جب بابا حسین سوق المجانین میں آئے تو کیا دیکھتے ہیں کہ حضرت درہنیم کھڑے ہیں اور بازار کا نظارہ کر رہے ہیں اور ان کے دست مبارک میں درہ ہے۔ بابا حسین متحیر ہوئے کہ آپ کو حضرت قدوۃ الکبریٰ ولایت اسلام اور اپنے مقام کی نگرانی سپرد کر کے آئے تھے کس طرح

آپ یہاں آئے اور ہاتھ میں یہ درہ کیسا ہے؟
 فرمایا کہ چپ رہو اور اولیاء اللہ کو نہ دیکھو کہ ان کا آنا جانا آنکھ جھپکنے کوئی نا در امر
 نہیں ہے۔ حضرت قدوۃ الکبریٰ نے مجھ کو سوق المجائین کا انتظام دیا ہے اس لئے ہاتھ میں
 درہ لئے آیا ہوں کہ جو اس گروہ کے طریقے کے خلاف کرے اور ان کی حالت کے خلاف بولے
 اس کو سزا دوں اور جب کبھی مجھ کو اور اولیاء اللہ کو کھانے پینے کا شوق ہوتا ہے تو اس
 سوق المجائین میں آتے ہیں اور جوان کو پسند ہوتا ہے اس کو کھاتے پیتے ہیں تم جس کام
 کے لئے آئے ہو کرو اور جاؤ کیوں کہ حضرت محبوب یزدانی تمہارے منتظر ہیں۔

بابا حسین کو جو کچھ فرمایا تھا انکھڑے کی اور حضرت کی طرف متوجہ ہوئے اور عرض کیا
 کہ تین دن کی خوراک لوگوں کی لے آیا ہوں اور باقی سونا پانی میں ڈال دیا ہے۔ مگر امیر شکر قلی نے
 دل میں سوچا کہ سونا کیوں ضائع کیا۔ شاید کسی فقیر کے کام آجائے۔ اس خطرہ کے آتے ہی حضرت ان پر
 جلال فرما کر فرمایا کہ تجھے کیا واسطہ جو خدا کے کام میں دخل دیتا ہے اور رحم الرحمن کو بندہ پروری
 سکھاتا ہے۔ اس درجہ امیر شکر قلی کے نسبت عنایت فرمایا کرتے تھے کہ بیان نہیں ہو سکتا امیر
 شکر قلی شرمندہ اور شہسپان ہوئے۔ محفل شریعت کی حاضری سے تین دن معزول رہے۔ آخر حضرت
 نور الدین کو پناہ بنایا اور حضرت محبوب یزدانی کی خدمت میں حاضر ہو کر مسافری طلب کی اور
 قدیم عنایتوں کے مقام پر جلد پہنچ گئے۔

حضرت محبوب یزدانی بہ ارادہ سفر مکہ معظمہ زادہا اللہ تعالیٰ تکریماً و
 تشریفاً اتنا روح آباد سے روانہ ہوئے۔ ہمراہ بیان حضرت شیخ خیموں

کرامت ۳۷

وخرگاہ لا دپھانہ کچلے۔ دو تین منزل طے کرنے کے بعد آبادی خطہ اودھ میں پہنچے۔ وہاں
 حضرت مولانا شمس الدین صدیقی، فریادرس اور دہلی خلیفہ نیا اس کی تالقاہ میں آئے۔ حضرت
 شیخ شمس الدین نے مہمان داری کے اہتمام میں سند سے زیادہ پیش قدمی فرمائی۔ حضرت
 محبوب یزدانی کو شور بہ پسند تھا۔ اس کے پکانے کو خود کھڑے ہو گئے۔ یہاں تک کہ شور بہ
 پکانے میں ان کا ہاتھ جل گیا اور اس پر ٹی بانڈھے ہوئے تھے۔ حضرت محبوب یزدانی کی نگاہ
 جب اس پر پڑی تو دور یافت فرمایا۔ بعض خادموں نے عرض کیا کہ حضور کے شور بہ پکانے میں

یہ ہاتھ چل گیا ہے جس پر پٹی بندھی ہے۔

حضرت محبوب یزدانی نے فرمایا کہ فرزند شمس الدین اگے آؤ۔ یہ داغ ولایت ہے جو تمہارے ہاتھ میں لگا ہے کیا غم ہے۔ اور کچھ مختصر سی دعا زبان مبارک سے پڑھ کر اس زخم پر دم کرو یا پھونکتے ہی اچھا ہو گیا۔

حضرت محبوب یزدانی فرماتے تھے کہ پیر کی خدمت میں اگر کوئی سستی کرتا ہے تو مقصد تک نہیں پہنچتا کیوں کہ پیر کی راہ میں اگر جان قربان نہ کر دے تو بے ہمت ہے۔ ایک جان کیا ہے اگر لاکھ جان شیخ پر سچا اور کر دے تو بھی کم ہے۔
فقیر اشرفی جامع رسالہ ہذا کہتا ہے کہ حضرت شمس الدین اودھی ایسے ہی شخص تھے جن کے نزدیک مرشد پر جان قربان کرنا آسان تھا۔

طنوی

دعوتِ شیخ میں ہاتھ ان کا جلا	بخت باور تھا جو شمس الدین کا
گل مقصود عجب ہاتھ لگا	شیخ نے داغ ولایت بختا
شمس کے ذرہ مقابل بھی نہیں	میں تو اس داغ کے قابل بھی نہیں
آرزو دل کی میری ہو پوری	کاش ہو جائے عنایتِ ستہ کی
لالہ سادل کا شگوفہ کھل جائے	مجھے گر داغ غلامی مل جائے
تاز کرتی مری تقدیر پھرے	فخر ہو مجھ کو غلامی پہ تیری
قدیر ہو جاؤ فتدالی بن کر	اشرفی اشرفِ سمناسا پر

حضرت محبوب یزدانی کے سامنے ایک شخص حاضر ہوا جو عنایت فلاسفہ کا
کرامت ۳۸ بھید رکھتا تھا اور ظاہر میں مسلمان کی صورت بنا تھا۔ ایک لحظہ حضور

کے سامنے بیٹھے ہوئے گذرنا تھا کہ حضور نے فرمایا کہ تو مذہبِ فلاسفی رکھتا ہے۔

وہ شرمندہ ہوا اور اسی وقت دل میں اپنے مذہبِ بد سے توبہ کی اور مذہبِ اہل سنت و جماعت میں آگیا۔ فی الفور حضرت محبوب یزدانی نے فرمایا الحمد للہ کہ اب توستی ہو گیا

خبردار اس مذہب سے نہ پھرنا۔

وہ شخص اٹھا اور حضرت کے قدموں پر سر رکھ دیا اور مرید ہو گیا۔

شعر

مُصفاً مثلِ آئینہ ولی اللہ کا دل ہے دلوں کا راز کھل جانا نہیں کچھ انکو مشکل ہو

حضرت مولانا ابوالفضائل نظام الدین مین جاسم لطائف اشرفی اپنا
کرامت ۳۹ | حال یوں بیان کرتے ہیں کہ ایک مقام پر میرا گذر ہوا۔ اتفاقاً میری

نظر ایک خوب صورت عورت پر پڑی اور میرا دل اس کے عشق میں ایسا گرفتار ہوا کہ مجھے اس کی
وجہ سے کھانا پینا چھوٹ گیا۔ یہ راز کسی پر ظاہر نہیں تھا۔ میں جانتا تھا یا میرا دل جانتا تھا۔
جب حسب معمول حضرت محبوب یزدانی کی خدمت میں حاضر ہوا جیسے ہی حضور کی نظر مجھ پر پڑی
اُپ منہ سم ہوئے اس کے بعد سخمان معرفت امیر فرمانے لگے اور قصہ عشق معینوں زبان پر آیا فرمایا
کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ کو کثرت عشق حقیقی سے مشرف فرمایا تھا۔ دوسروں کے لئے ایسا عشق مجازی
نقصان پہنچاتا ہے۔

حضرت کے فرماتے ہی میرے دل سے میل عشق کا اس عورت کی طرف سے جاتا رہا۔ یہ
آپ کے تصرف کا اثر تھا ورنہ آتش عشق فرو ہونا محال ہے۔

رباعی

جب ام محبت میں کہیں آکے پھینسا دل پھر اسکا چھڑانا بھی ہو ہر شخص کو مشکل
یہ اشرف سمناء کا تصرف تھا کہ دم میں کھینچا جو مجازاً سے حقیقت ہوئی حال

حضرت مولانا قاضی محمد رومی کو جب فیض صحبت حضرت محبوب یزدانی
کرامت ۴۰ | حاصل ہوا حضرت محبوب یزدانی کے دست حق پرست پر بیعت کی اور

اپنے عہدہ صدارت اور قضا کو ترک کر دیا اور حضور کی ملازمت میں حاضر ہونے لگے حضرت
محبوب یزدانی بظاہر قاضی صاحب کی طرف سے کم تو جہی اور تغافل فرماتے تھے بات برس

تک جب حضرت کی نظر قاضی صاحب پر پڑتی ارشاد فرماتے کہ ہماری مجلس سے ان کو نکال دو اور سخت باتیں ان کے حق میں فرماتے کہ قاضی زادہ عجیب پست ہمت ہے کہ وہ روزگھر آنا کھانے کے لئے میرے پاس آیا کرتا ہے اور کبھی ایسا اتفاق ہوتا کہ حضرت محبوب یزدانی ایک دو منزل نہیں تشریف لے جاتے تو قاضی محمد رومی آپ کے پیچھے پیچھے روتے چلے جاتے تھے۔ کبھی پیادہ چلتے چلتے قاضی صاحب کو سنعف آجاتا تھا اور زمین پر گر پڑتے تھے مگر جب ذوق و شوق دل کا جوش مارتا تھا پھر چل کھڑے ہوتے۔

ایک مرتبہ حضرت قاضی محمد رومی اپنے حجرہ میں منہ لپیٹے پڑے تھے اور اپنے دل میں یہ کہتے تھے کہ اے محمد رومی بہت اللہ کے بندے ایسے ہیں کہ دولت و ولایت سے محروم ہیں، تو بھی اپنے کو ان میں سے ایک سمجھ لے۔ محنت اور مشقت اس راہ میں جس قدر کرنا چاہیے کتنی کہ اس حالت فکر و تردد میں ایک نخلہ نہیں گذراتھا کہ آپ کو آدمی کے پیر کی آواز معلوم ہوئی مگر کچھ ملتنت نہ ہوئے۔ یکایک کیا دیکھتے ہیں کہ حضرت محبوب یزدانی تشریف لائے ہیں اور فرماتے ہیں کہ محمد رومی فراغت سے آرام کرو کہ تمہارے کام درست ہو گئے۔ حضرت قاضی محمد رومی حالت اضطراب میں اٹھ بیٹھے اور دل میں یہ کہنے لگے کہ یا اللہ یہ جو کچھ کہ میں دیکھ رہا ہوں محل بیدار کہا ہے یا عالم خواب ہے کہ اپنے کو اس قدر عذاب کے بعد ایسی نعمت سے مشرف پاتا ہوں۔ پھر جب حسب معمول خدمت محبوب یزدانی میں بہ آرزوئے تمام حاضر ہوئے حضرت نے بحال توجہ جملہ مقامات و منازل تصویف کے ایک چشم زون میں طے کرا دیئے۔

اسی اثناء میں حضرت حاجی اکرمین سید عبدالرزاق نور العین فرزند صاحب بجاوہ حضرت محبوب یزدانی علیہ السلام ہو گئے۔ آپ کے جسم مبارک میں کسی مقام پر ایسا درد ہوتا تھا کہ تمام اطباء اس کے علاج سے قاصر رہے۔ اتفاقاً ایک طبیب یونان سے آئے۔ انھوں نے کہا کہ اگر آدمی کا کھوڑا سا گوشت مل جائے تو میں اس سے ایک روغن تیار کروں۔ اس کے استعمال سے صاحبزادہ کا درد جاتا رہے گا۔

حضرت محبوب یزدانی نے فرمایا کہ تم نے ایسا دوا بتلائی ہے جس کو میں کسی طرح بہم

نہیں پہنچا سکتا نہ کسی زندہ کو تکلیف دوں گا اور نہ کسی مردے کو۔

حضرت قاضی محمد رومی بعد تکمیل معرفت حضرت محبوب یزدانی کے سارے مریدوں میں اعلیٰ مرتبہ رکھتے تھے یہ بات سن کر چپکے سے جنگل چلے گئے اور حالت جوشِ عشق میں بے تکلفاً اپنے ہاتھ سے بازو راست کو چھری سے کاٹ کر علیحدہ کیا اور ایک برتن میں رکھ کر ڈھانک کر طبیب کے پاس لائے اور کہا کہ اس میں سے جس قدر گوشت کی ضرورت ہو تراش کر دو اینٹیاں اور خود اسی حالت میں اپنے گھر تشریف لے گئے جب وہ حالت آپ کی فرو ہو گئی اور عالم شعور میں آئے تو پھر بدن کو جنبش دینے کی طاقت نہ رہی۔ صاحبِ قرآن ہو گئے۔ حاضری سخت محبوب یزدانی سے معزول رہے۔ عرض کیا گیا کہ طبیب نے روغن تیار کیا اور صاحبزادہ کی مالش ہوئی اس کے استعمال سے صحت کامل ہو گئی حضرت محبوب یزدانی نے حکیم سے بطریق تجاہل عارفانہ پوچھا کہ تم تو کہتے تھے کہ بغیر آدمی کے گوشت کے روغن نہیں بن سکتا پھر بتلاؤ کیوں کہ روغن بنا اور کہاں سے گوشت ملا۔

عرض کیا کہ حضور کے خادموں میں سے ایک صاحب اس صورت کے میرے پاس آئے اور آدمی کا ایک ہاتھ کٹا ہوا کپڑے میں لپیٹ کر لائے اور کہا کہ جس قدر گوشت کی ضرورت ہے اس میں سے تراش کر دو اینٹیاں۔ میں نے جو اس کو دیکھا تو معلوم ہوتا تھا کہ کسی زندہ آدمی کا ہاتھ ہے کیوں کہ بوٹیاں پھڑک رہی تھیں اور سیلانِ خون بھی ہو رہا تھا۔

حضرت محبوب یزدانی نے فرمایا کہ یہ کام سوائے قاضی محمد رومی کے دوسرے ہونا ممکن نہیں۔ ان کو بلاؤ جب خادم قاضی محمد رومی کو بلائے گیا اور کہا کہ چلئے حضور آپ کو بلا ہے ہیں تو قاضی صاحب کے دل میں یہ خیال گذرا کہ بفرمانِ اِنَّ الدِّينَ يُبَایِعُوْنَكَ اِلٰی اٰخِرِهِ میں نے اپنے ہاتھ پیر اور سارے اعضا کو حضرت محبوب یزدانی کے ہاتھ پر بیع کر دیا تھا اگر حضور مجھ سے سوال کریں گے کہ ہاتھ ہماری ملک میں تھا بغیر ہماری اجازت تم نے اس میں تصرف کیوں کیا اور کاٹ ڈالا، تو میں کیا جواب دوں گا۔ اس فکر میں ہانپتے کانپتے آہستہ آہستہ خیراناں خیراں حضرت محبوب یزدانی کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ جیسے ہی حضور کی نظر قاضی صاحب پر پڑی انہوں نے فرمایا کہ فرزند قاضی محمد رومی تم نے پیر کے ساتھ

عشق و محبت کو بدرجہ اتم ہا پہونچا دیا۔ افسوس ہاتھ کاٹنے میں تم نے بڑی تکلیف اٹھائی۔ یہ فرماتے فرماتے آپ پر ایک کیفیت پیدا ہوئی اور ارشاد فرمایا کہ حضرت جنید کے بھی مریدان یا اخلاص ایسے ہی تھے جیسے تم ہو۔ اور جب آپ کی حالت پر جوش ہوئی تو فرمایا:-

”کہاں ہے قاضی زادہ“ اور قاضی زادہ سامنے کھڑے ہیں اور آپ اسی طرح اپنی حالت میں پکار رہے ہیں۔

حاضرین نے عرض کیا کہ حضور کے سامنے قاضی زادہ حاضر ہے۔
فرمایا قریب آؤ اور زخم کی پٹی کھلو اگر ایک مرتبہ آئیے کریمہ قال من یحیی العظام
وہی ریمیم بڑھ کر دم کر دیا۔ فی الفور قاضی صاحب کے نیا ہاتھ پیدا ہو گیا۔ زخم کا وجود
بھی نہ رہا۔

سبحان اللہ! حضرت محبوب یزدانی کی کیا شان تھی۔ ان کے خوارق و طوارق

عجائب و غرائب ہوتے تھے۔

غزل

جہاں میں ہے بڑا شہرہ ولایت ہو تو ایسی ہو
جہاں جس نے مدد چاہی وہیں مشکل ہوئی آساں
شہ سمنان تھے پہلے پھر ہونے کو نین کے سرور
علم ان کی جہاں گیری کا ہر جا سایہ گستر ہے
کچھ ان کے حسن کا قصہ کوئی عشاق سے پوچھے
مریدوں کی قیامت میں رہانی نار دوزخ سے
شہ سمنان کی مدحت سے نوید مغفرت پائی

حضرت محبوب یزدانی مسجد جو نپور میں نزول فرماتے اور آپ کی
خدمت میں شیخ محمد کبیر عباسی اور حضرت قاضی رفیع الدین اودھی

اور حضرت شیخ ابوالکارم اور حضرت خواجہ ابوالوفا قوارزمی، یہ سب لوگ حاضر تھے حضرت
محبوب یزدانی شطیبات مشائخ بیان فرما رہے تھے۔ اسی اثنا میں آپ پر ایک حالت

پر جوش پیدا ہوئی۔ اسی حالت میں فرمایا :-

قال الاشراف الناس كلهم عند لعبیدی.

یعنی تمام آدمی مرے ایک ادنیٰ خادم کے خادم ہیں۔

حاضرین اس کو سن رہے تھے لیکن اس کا افشا کرنا مناسب نہیں سمجھتے تھے کہ اگر بعض علماء نظام جو اسرار باطنی سے مطلع نہیں ہیں سنیں گے تو اعتراض و انکار کریں گے۔ جب اس پر ایک مدت گزر گئی حاجی صدر الدین علمدار کی مجلس میں بیٹھے ہوئے تھے اتفاقاً ان کے منہ سے یہ بات نکل گئی کہ حضرت محبوب یزدانی نے ایسا فرمایا۔ حاجی صاحب سے یہ بات سن کر بعض حاسدوں کو حسد پیدا ہوا۔ اور اعتراض کرنے لگے اور کہنے لگے اس کے کیا معنی ہے۔ چنانچہ میر صدر جہاں اور قاضی شہاب الدین اس مجمع میں موجود تھے اس بات کے سنتے ہی قاضی نے فرمایا کہ درویشوں کا حال معلوم نہیں ہو سکتا کہ وہ کس حالت میں تھے جبکہ یہ فرمایا۔ مناسب یہ ہے کہ ہم لوگ اس پر اعتراض نہ کریں اور انکار سے پیش نہ آئیں بلکہ بہتر یہ ہے کہ خود حضور سے دریافت کریں کیوں کہ وہ ایک سید عالی حال صاحب کمال ہیں۔ نصف تمام رکھتے ہیں کسی کو آج میں نہیں دیکھتا کہ ان کا مقابلہ کرے اور کس کے بازو میں یہ قوت ہے ایک وحشی مزاج شخص کہنے لگا کہ ہمارا شہر علمدار سے بھرا ہوا ہے۔ تعجب معلوم ہوتا ہے کہ کوئی شخص ایسی غرور بھری ہوئی اور حیرت انگیز بات کہے اور کوئی اس کے جواب میں اور استفسار میں لب نہ ہلائے۔ بلا محمود ایک حلیل القدر عالم تھے اور بڑے سچا تھے ان کو سب نے حضرت محبوب یزدانی کی خدمت میں بھیجا کہ استفسار معنی کریں۔ حضرت قاضی شہاب الدین نے فرمایا کہ محمود بھیا آداب مجلس متاخر نہیں جانتا مبادا ایسی بات کہے کہ باعث گرائی خاطر سید ہو کل میں حضرت سید کی ملازمت میں جاؤں گا اور اس معنی کی تحقیق کروں گا جو اول گذرا اور اس طرح عرض کروں گا کہ حضرت محبوب یزدانی کونا گوار خاطر نہ ہو گا کیوں کہ حضور کا مزاج بہت نازک ہے۔ حضرت محبوب یزدانی بعد اوائے وطائف معہودہ اپنے اصحاب کے مجمع میں بیٹھے تھے کہ قاضی شہاب الدین تشریف لائے۔ حضرت محبوب یزدانی نے حسب معمول چند قدم ان کا استقبال کیا اور کمال تعظیم لاکر بیٹھ لایا۔ چند مسائل فقہ حضرت محبوب یزدانی حل کر کے سب کو

سمجھا رہے تھے رفتہ رفتہ معرفت و تصوف اور لطائف عرفان کی باتیں درمیان میں آئیں جب حضرت محبوب یزدانی معارف حقائق بیان فرمانے لگے تغیر تمام چہرہ مبارک پر ظاہر تھا نکات صوفیہ اس طرح بیان فرما رہے تھے کہ سامعین کے ذہن میں کوئی بات نہیں آرہی تھی حاضرین اس قدر متاثر اور مسرور ہوئے کہ اپنے شعور سے بے خود ہو گئے۔ اس قدر مجلس کے حاضرین پر کیفیت وجد اور حال پیدا ہوئی کہ کسی کو شعور نہ رہا۔

حضرت محبوب یزدانی ایک پہر کے بعد عالم شعور میں آئے اور قاضی صاحب کے اخلاق و مدارات کی باتیں کرنے لگے۔ حضرت قاضی چاہتے تھے کہ رخصت ہوں۔ حضرت محبوب یزدانی نے نور باطن سے دریافت کیا اور فرمایا کسب نزول اقدام شریف شاید کسی بات کے استفسار پر مبنی ہو۔

حضرت قاضی کمال دہشت اور ادب سے عرض کرنے لگے کہ ہاں اگر ارشاد ہو تو عرض کروں کہ اس قسم کی باتیں حضرت سے کیا فرماتے ہیں۔

فرمایا کہ اس کا سمجھنا بہت آسان ہے۔ کلمہ الناس کلہم عبد لعبدی۔ بالالف و لام صادر ہوا ہے اور الف لام عہد کے واسطے بھی آیا ہے اس واسطے کہ اکثر زمانے کے آدمی بندہ ہواؤ ہوس ہوتے ہیں اور حق تعالیٰ نے ہواؤ ہوس کو میرا بندہ اور محکوم بنایا ہے۔ اور چوں کہ اہل عالم محکوم ہوائے نفسانی ہوئے تو میرے بندے کے بندے ہوئے اور میرے محکوم کے محکوم ہوئے۔ باعتبار کثرت احکام نفسانی اس قسم کی بات فرمائی۔

حضرت قاضی نے جب مفہوم حضرت محبوب یزدانی کا سمجھا خوشی خوشی خدمت عالی سے رخصت ہوئے۔ قاضی صاحب کے جانے کے بعد حضرت محبوب یزدانی نے فرمایا کہ کس سیاہ رونے اس راز و ریشہ کو مجلس علماء میں نقل کیا ہے۔

حاجی صدر الدین بھی مجلس عالی میں بیٹھے ہوئے تھے حضرت کی بات کا اثر ان پر ظاہر ہوا اور ان کا چہرہ سیاہ ہو گیا۔

کرامت ۲۲ | حضرت محبوب یزدانی مع اپنے خلفاء اور اصحاب مثل شیخ نجم الدین صغریٰ اور شیخ نجم الدین کبریٰ اور بابا قلی ترک مع دیگر جماعتِ خلفاء اور بعض ساکنانِ شہر بلخ میں بیٹھے تھے اور اسرارِ معرفت بیان فرما رہے تھے۔ حاضرین گوشِ دل سے سن رہے تھے۔ ناگاہ حضرت نے اپنا عصا مبارک اٹھایا اور چند بار غضب کے ساتھ جامع کی دیوار پر مارا۔ اس حالتِ غریب اور جلالتِ عجیب کو دیکھ کر اصحاب کو حیرت ہوئی۔ جب یہ حالت فرو ہو گئی تو حضرت نور العین نے سامنے آکر دریافت کیا۔ بہت ٹال بال کے بعد حضرت نے فرمایا کہ اس وقت میدانِ موصل میں دریا کے کنارے ایک تھوڑی سی رومی فوج اور جیشیوں کی بڑی فوج کے ساتھ مقابلہ ہو گیا اور آپس میں نہایت دلیرانہ لڑائی ہوئی۔ رومی فوج میں اس فقیر کا ایک مرید تھا۔ اس نے مدد چاہی اس فقیر کی ہمت اس کی دستگیر ہو گئی اور فرنگیوں کے ایک سو سوار میدان میں مارے گئے۔ ان میں سے ایک ابلق گھوڑے پر سوار تھا۔ اس کا پایاں ہاتھ تلوار کے ضرب سے کٹ کر گر پڑا حق تعالیٰ نے شکر روم کو فتح نصیب فرمائی اور دوسرے شکر کو شکست ہو گئی۔

بعض مریدوں نے تسکینِ خاطر کے واسطے اس واقعہ کی تاریخ لکھ لی۔ چند روز کے بعد ایک زخمی آدمی اس لڑائی سے نکل کر اس جگہ آیا تو اس ماجرے کی تطبیق اور تصدیق ہو گئی۔ یہ واقعہ بعینہہ ایسا ہی تھا جیسا کہ یہاں دیکھا گیا۔

غزل

کشف ہو جاتے ہیں بے شک و ریب	اولیاء اللہ پر احوالِ غیب
ان پہ کھلتا ہے نورِ ساطعہ	ہوئے دنیا میں کہیں جو واقعہ
انکی خدمت میں جو رہتا ہے سجد	دور سے کرتے ہیں امدادِ مرید
ان کا جو منکر ہے وہ شیطان ہے	عالمِ الغیبی کی ان میں شان ہے

کرامت ۲۳ | حضرت محبوب یزدانی مع اپنے بعض اصحاب مثل حضرت نور العین اور حضرت شیخ ابوالقاسم اور شیخ علی سمنانی اور بابا حسین خادم اور مولانا عزیز الدین

شجرہ نویس کے جنگ صاحبزادے گیتی ستاں میں بہادر پہلوانوں کے معرکہ کا تماشا کرنے کے واسطے تشریف لے گئے۔ ایک پہاڑ کی چوٹی پر چڑھ کر دیکھا کہ دونوں طرف کے پہلوان باہم مشغول کارزار ہیں۔ جب دونوں لشکروں کے بہادروں نے تلواریں کھینچ لیں تو حضرت نے فرمایا کہ یہ دونوں لشکر میرے ہاتھ میں ہیں جس کو چاہوں فتح کروں اور جس کو چاہوں مغلوب کروں۔ یہ کہتے ہوئے آئین مبارک کو جھٹکا دیا اور اپنے دونوں ہاتھ پھیلائے اور سیدھے بازو کو ایک فوج کے مقابل کیا اور دوسرے بازو کو ایک فوج کے مقابل کیا اور جس ہاتھ کے پیچھے کو اٹھا دیتے تھے اس طرف کا لشکر غالب ہو جاتا تھا اور دوسری طرف کا لشکر مغلوب ہو جاتا تھا۔ پانچ مرتبہ اسی طرح کیا جس ہاتھ کے پیچھے کو اٹھا دیتے تھے اس طرف کا لشکر مظفر و منصور ہو جاتا تھا اور یہ واقعہ نہایت عجیب و غریب تھا۔ حضرت خواجہ روزبھان قدس سرہ نے اس واقعہ کی نسبت یہ رباعی تصنیف فرمائی۔

رباعی

آنم کہ جہاں چو حقہ در دست من است
 این قوت حق نہ قوت پشت من است
 این کون و مکاں ہر چہ دریں عالم است
 در قبضہ قدرت ڈوانگشت من است
 فقیر اثرنی جامع کتاب ہذا نے یہ اشعار حضرت محبوب یزدانی کی شان میں لکھے ہیں۔

غزل

اے اشرف سماں، ہو تم فرزند شیر کبریا
 زور و ڈوبازو سے ترے ظاہرے شان مصطفیٰ
 حسنی حسین جعفری یہ نسل عیبوں سے بری
 اللہ سے شان برتری ذریت آلِ عباس
 مغلوب غالب ہوتے ہیں ادنیٰ اتنا سے سوزے
 بختا ہے تیرے ہاتھ میں اللہ نے حکم قضا
 زور کرامت سے ترے مغلوب ہوں اعدا مرے
 حارِ حدی میں مرے غالب ہوں ان پر سدا
 دستِ خدا یہ ہاتھ ہی کیوں کر کہوں دستِ بشر
 جب فوقِ ابدِ بھیم ہوا قرآن میں فرمانِ خدا

اب کچھ توجہ کیجئے اس اثرنی کے حال پر
 آئینہ دل ہو صفا عرفانِ حق کیجئے عطا

کرامت ۲۴ حضرت محبوب یزدانی اول مرتبہ جب سفر ملک دکن میں تشریف لے گئے اور خانقاہ عالم پناہ حضرت بندہ نواز سید محمد گیسو دراز رحمۃ اللہ علیہ میں قیام فرمایا محمود خان گجراتی جو وہاں کے مشہور امیر و رئیس تھے حضرت محبوب یزدانی کی ملازمت کے لئے حاضر خدمت ہوئے اور خدمتِ عالی سے شرف پایا۔ حضرت ان کی طرف کمال عنایت اور توجہ دلی فرماتے تھے۔ جب حضرت کے فیضِ صحبت نے اثر کمال ڈالا بیکارگی محمود خان نے تمام مال و اسباب دنیا جو کچھ ان کے پاس موجود تھا سب فقرا کو ٹٹا دیا یہاں تک کہ قوتِ شبینہ کے محتاج ہو گئے۔ حضرت محبوب یزدانی نے فرمایا کہ کس قدر خرچ عیال روزمرہ کو چاہیے؟

عرض کیا کہ چار اشرفیاں خرچ روزانہ کو کافی ہوں گی۔
 فرمایا کہ ایک پہاڑ ہے جو خیال شاہی کے نام سے موسوم ہے۔ اس پہاڑ پر تم ہر روز جانا چار اشرفیاں تم کو ملا کریں گی۔
 آپ کے خلیفہ خواجہ ابوالوفا خوارزمی نے جو حضرت کے ہمراہ تھے اس واقعہ کو اس طرح نظم فرمایا۔

قطعہ

چومخو داز عیال خویش شد تنگ عنایت پیر کردش منکر اورا
 کہ ہر روز اے برادر بہر اطفال بگیر از سیم درہ چار دینار

کرامت ۲۵ حضرت محبوب یزدانی کو کانورا جانے کا اتفاق ہوا۔ اکثر احباب منع کرتے تھے مگر تقدیر الہی وہاں جانے کے لئے تھی۔ فقیر مع گروہ درویشانِ ہمراہی وہاں جا کر ٹھہرا اس وقت وہاں مسلمان بہت کم تھے۔ خوب صورت عورتیں جادو گر بہت تھیں۔ اتفاقاً آپ کے مرید قاضی حجت پر ایک جادو گر نے عورت عاشق ہو گئی۔ حضرت محبوب یزدانی قاضی حجت کو اس طرف توجہ کرنے سے منع کرتے تھے مگر وہ باز نہ آئے۔ جب حضرت محبوب یزدانی نے وہاں سے سفر کی تیاری کی اسی جادو گر نے اپنے جادو سے قاضی حجت کو گائے بنا کر پوشیدہ کیا۔ جب حضرت کے ہمراہیوں نے انکو تلاش

کیا اور وہ نہ ملے۔ حضرت محبوب یزدانی کو اپنے کشف سے معلوم ہوا کہ قاضی حجت کو گائے بنا کر ایک جادوگرنی نے پوشیدہ کر رکھا ہے۔ فرمایا وہ عورت سور ہے جس نے میرے فرزند کو گائے بنایا ہے۔ اسی وقت وہ جادوگرنی سور ہو گئی اور اس کی ماں روتی ہوئی خدمت عالی میں آکر عرض کرنے لگی۔

آپ نے فرمایا کہ میرے فرزند قاضی حجت کو گائے بنا لیا ہے۔ تو جا اور قاضی حجت کے اوپر سے جادو اتار۔

جب وہ قاضی صاحب سے جادو اتار کر صورت بشری میں کر کے حاضر لائی فرمایا کہ جا اب تیری لڑکی بھی اپنی صورت پر آگئی ہوگی۔ یہ فرماتے ہی وہ جادوگرنی آدمی ہو گئی اس کے بعد ہمیشہ حضرت محبوب یزدانی ملک کانور کے سفر کرنے سے نصیحت کرتے تھے۔

حضرت محبوب یزدانی آستانہ روح آباد میں جب قیام پذیر تھے ایک شخص

کرامت ۲۶

سید علی قلندر نامی جواز روئے قابلیت علمی ممتاز اور صحبت اولیاء زمانہ سے سرفراز تھا۔ پانچ سو قلندروں کے ساتھ مع نشان و نقارہ بڑی شان و شوکت کے ساتھ آستانہ روح آباد میں حضرت محبوب یزدانی کی شرف ملازمت سے مشرف ہوا مگر اس میں خود پسندی اور غرور حد سے زیادہ بھرا ہوا تھا۔ بعد ملازمت حضرت محبوب یزدانی کے گفتگو کے درمیان انہوں نے حضرت کے خطاب جہانگیری پر کیا کہ یہ خطاب اگر عالم علوی و سفلی اور عالم صوری و معنوی پر ہے تو ایک شخص کو یہ خطاب ملنا تعجب معلوم ہوتا ہے کیوں کہ سارے اولیاء زمانہ حسب مراتب اپنی ولایت کے جہانگیر ہیں۔ آپ کی کیا تخصیص ہے۔

حضرت محبوب یزدانی نے فرمایا کہ تم شیخ الاسلام زمانہ ہوئے قاضی ہوئے محتسب اس اسرار درویشی کی تحقیق کرنے سے تم کو کیا فائدہ۔ فقرار کے راز حال دریافت کرنے سے باز آؤ

بیت

پر و بکار خود اے واعظا میں چہ فریاد است مراقب اول از رہ ترا چہ افت و است
قلندر نے کہا کہ ہم خدا کا شکر ساتھ لئے ہوئے تحقیق مقامات درویشاں کے لئے سفر کرتے ہیں۔ جب تک آپ کے خطاب جہانگیری کی تحقیق نہ کریں گے نہ جائیں گے۔ اگر اس خطاب سے

مُراد میدانِ دنیا ہے پس ہر شایع پیشوا ہر مقام کے ہیں جس کی وجہ سے قیام و جود ہے۔ اور جہاں سے مُراد اگر ولایت معنوی ہے پس بطریقِ اولیٰ ہر ولی اپنی حد ولایت کا محافظ ہے۔ حضرت محبوب یزدانی نے فرمایا کہ یہ فقیرِ کیمینہ ملازمانِ یارِ گاہِ عالی حضرت مرشدِ شیخِ علاء الحق والدین کا ہے۔ انہوں نے مجھ کو بمقتضائے اللقبِ تنزل من السماء جس وقت کہ حضرت کی خانقاہ عالم پناہ کی درو دیوار سے آواز ”جہانگیر، جہانگیر“ بلند ہوئی مجھ کو خطاب جہانگیری سے مشرف فرمایا۔ میں اس قابل نہ تھا۔

اشعار

گو کہ تھا ادنیٰ غلامِ اس کا ایازِ خساکسارِ لطف سے محمود نے سردار اس کو کر دیا
کیا خطا جستی غلام اپنے گوشہ نے لطف سے نامزد کا نور کر کے نام اس کا دھرو دیا
قلندر نے کہا جس خطاب سے دنیا میں کسی ولی کو مخاطب نہ کیا ہو آپ کے لئے اس
خطاب کی کیا خصوصیت ہے اس توقیر کو جو قلندر کے درمیان میں آئی اگر پورے طور سے لکھا
جائے تو ورق بھر جائیں۔ اور وہ دلائلِ علمی جو حضرت محبوب یزدانی نے فرمایا کہ جہانگیر اس کو
کہتے ہیں جو جہان وجود پر تصرف رکھتا ہو اور یہ فرمانے ہوئے حضرت کے چہرہ انور پر آثار
غضب ظاہر ہوئے فرمایا کہ دیکھ مرا ہاتھ ایک حس ہے میں اس سے دوسرے جو اس سے کام
لے سکتا ہوں۔

قلندر نے کہا بغیر آنکھ سے دیکھے ہوئے کیوں کر یقین ہو۔

حضرت نے ایک قاب کھانے سے لبریز منگوائی اور اپنا دست مبارک اس میں
ڈال دیا۔ آپ کی انگلیوں نے سارا کھانا کھا لیا۔ اس کے بعد فرمایا کہ دیگ میں جس قدر کھانا
ہے اٹھا لاؤ۔ اس کو بھی آپ کی انگلیوں نے کھا لیا۔ اسی طرح دیکھنے اور سننے اور سونگھنے
اور کلام کرنے کی قوتیں آپ کی انگلیوں سے ظاہر ہوئیں۔

باوجود ایسی کبریاتِ عظیم دیکھنے کے قلندر نے کہا کہ ہاں یہ تصرف دیکھا لیکن یہ خطاب
بے ادبی سے خالی نہیں۔ اس کا یہ کہنا تھا کہ آپ کی انگلی نے یہ آواز دی کہ اے گدھے

خطاب جہانگیری پر کیا اعتراض کرتا ہے میں جان گیر ہوں۔

یہ بات جس وقت انگشت مبارک سے نکلی اسی وقت قلندر کے جسم سے روح پرواز کر گئی اور روسپاہ دنیا سے گیا۔ اس کے قلندران ہمراہی نے اس کا گور و کفن کیا حضرت کے بعض خلفاء شیخ کبیر اور قاضی رفیع الدین اور شیخ رکن الدین شہباز اور شیخ اصیل الدین سفید باز اور شیخ جمیل الدین جرہ باز ہر ایک شخص نے اس کرامت کو دیکھ کر دانتوں کے نیچے انگلی دبائی اور حضرت محبوب یزدانی کی تبار و صفت کرنے ہوئے قدم مبارک پر سر رکھ دیا مجلس عالی میں ایک شورش مچ گیا کہ اس قسم کی کرامت آج تک کسی ولی سے ظاہر نہ ہوئی اور نہ سنی گئی۔

سید علی قلندر کے ہمراہی جب ان کی تجہیز و تکفین سے فارغ ہوئے تین دن کے بعد جو ان میں سر حلقہ تھا اس نے حضرت شیخ کبیر و حضرت حاجی عبدالرزاق نور العین کے ذریعہ سے حضرت محبوب یزدانی کی خدمت میں حاضر ہو کر درخواست فائزہ کی کہ ہمارے پیر کا انجام آخرت بخیر ہو۔ پاس خاطر ان بزرگوں کے قلندر کی روح پر فائزہ پڑھی اور دعا بختیائش کی۔

غزل

تہیں ہو نہر بر نستان عسرفاں	جہاں گبر جاں گیر محبوب یزداں
غنیمت ہے گروہ سچا لے چلے جاں	ترے سامنے ٹھہرے رو باہ کیونکر
گرے اس پر برقِ اہل ہونخروشاں	ہو ایے ادب جو حضوری میں تیرے
علی و نبی کی متساہاں ہوئی شاں	ترے ذات والا سوائے جہانیں
اگر چاہتے ہو ملے نور امیساں	ادب سے رہو اثر فی ان کے در پر

کتاب سنوالات الاتقیاء میں حضرت مولانا ابراہیم سرہندی نے لکھا ہے کہ حضرت محبوب یزدانی کے دست مبارک میں کھجور کی گٹھلیوں کے دانہ کی تسبیح تھی۔ ایام تعمیرِ روضہ مبارک میں ایک دن حضرت محبوب یزدانی عمارتِ روضہ منورہ ملاحظہ فرما رہے تھے کہ دفعتاً نماز مغرب کا وقت آگیا۔ مؤذن نے اذان کہی۔ حضرت

کرامت ۱۲۷

محبوب یزدانی تیز قدم جماعت کے لئے چلے۔ حضرت کے ہاتھ میں جو بیج تھی اس کا ڈورا ٹوٹ گیا۔ دانے منتشر ہو گئے۔ بعد نماز مغرب حضرت کے مریدوں نے تلاش کر کے بیج کے دانے جمع کئے۔ جب شمار کیا ایک دانہ کم تھا ان کو ڈورے میں پرو کر گرہ دے دی تھوڑی دیر کے بعد حضرت کے مریدوں میں سے ایک صاحب وہ ایک گم شدہ دانہ بھی تلاش کر کے لائے حضرت نے فرمایا کہ اب تو بیج کے دانوں پر گرہ لگ چکی۔ مگر آپ نے اس ایک دانہ کو متصل روضہ مبارک بو دیا اور فرمایا کہ میری بیج کی یادگار رہنا چنانچہ اس سے کھجور کا درخت پیدا ہوا۔ جب پھل لانے لگا تو ہر پھل کے گٹھلی میں سوراخ نظر آتا تھا۔ حضرت مولانا ابراہیم سرہندی لکھتے ہیں کہ جب میں آستانہ عالی حضرت محبوب یزدانی پر حاضر ہوا تو دیکھا کہ وہ درخت کھجور موجود تھا اور ہر دانہ کی گٹھلی میں قدرتی طور سے سوراخ ہوتا تھا۔ اور اس کو حضرت کی اولاد اور دیگر معتقدین تبرک سمجھ کر کھاتے تھے۔

معلوم ہوا کہ مصنف سنوۃ الالقیبا کے زمانہ تک وہ درخت موجود تھا جس کو آج ڈھائی سو برس کا زمانہ گذرا۔

کرامت ۲۸ | حضرت محبوب یزدانی کی یہ کرامت عام طور پر مشہور ہے کہ آپ کے آستانہ روح آباد میں ایک درخت بہیڑے کا لگایا تھا اور اسی خانقاہ جائس میں ایک درخت نیب کا نصب کیا تھا جو کچھوچھو شریف سے چھ منزل کے فاصلہ پر واقع ہے یہاں بہیڑے میں پھول لگتے۔ وہاں نیب میں بہیڑہ پھلتا۔ جب سے آستانہ عالی درگاہ کچھوچھو شریف پر بہیڑے کا درخت خشک ہو گیا تب سے جائس کے نیب میں بہیڑے نہیں پھلتے۔ شاذ و نادر کبھی کبھی ایک دو پھل بہیڑے کے اب بھی نیب میں پھل جاتے ہیں۔ اگر کسی کو اتفاقاً وہ پھل مل جاتا ہے تو شائقین اور معتقدین سو سو دو دو سو روپے دیکر لیتے ہیں۔

فقیر اشرفی جامع رسالہ ہذا جب قصبہ جائس میں اپنے براہ درم معتمد محترم حضرت مولانا شاہ علی حسن اشرفی احمدی جانی رحمۃ اللہ علیہ کی ملازمت میں حاضر ہوا تو وہاں کے لوگوں نے ایک عجیب واقعہ بیان کیا کہ اسی نیب کے نیچے حضرت محبوب یزدانی کے فاتحہ عرس کے

واسطے ایک مجمع عظیم الشان کے ساتھ لوگ بیٹھے تھے دفعتاً ایک طرف سے ایک کالا سانپ آیا اور نیب کے درخت پر چڑھ گیا۔ درخت کی اس شاخ میں ایک سوراخ تھا جس میں وہ گھس گیا۔ تمام حاضرین پریشان تھے کہ اگر یہ سانپ سوراخ سے نکل پڑا تو ضرور کسی نہ کسی کو کاٹے گا۔ ادھر لوگ قفل پڑھنے میں مشغول ہوئے ادھر درخت کے اوپر جو دیکھتے ہیں تو وہ سوراخ جس میں سانپ گھسا تھا خود بخود بند ہو گیا۔ حاضرین مجلس میں سے ایک بولا ہے کی گود میں ایک تازہ پھل بہیڑہ کا ٹپک پڑا۔ اسی وقت لوگ اس سے خواہش مند ہوئے کسی نے کہا کہ ہم سے دو روپیہ لے لو اور ہم کو دے دو کسی نے کہا ہم سے چار روپیہ لے لو یہاں تک کہ جب اس کی قیمت بہت بڑھی تو راجہ ہونہ نے جو وہاں موجود تھے اس کو زبردستی دیکر خرید لیا اور تیر کا اپنے گھر لے گئے۔

کرامت ۴۹ حضرت سید مخدومی سید شاہ عماد الدین اشرف عرف لکڑ شاہ رحمۃ اللہ علیہ جو صاحب جذب کامل تھے اور فقیر اشرفی جامع رسالہ ہذا کو ان سے تعلیم کسب و جو دیہ پہنچی تھی۔ آپ فرماتے تھے کہ ملک دکن کے ایک مولوی حضرت محبوب یزدانی کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کرنے لگا کہ مرید ہونے سے کیا فائدہ ہوتا ہے؟

آپ نے جواب دیا کہ جب قبر میں جاؤ گے اس وقت تم کو خود معلوم ہو جائے گا۔ مولوی نے عرض کیا کہ قبر میں کیا ہو گا نیکرین سوال کریں گے۔ جاہلوں کو جواب دینا مشکل ہو گا۔ عالم کو کیا دقت ہو گی جو ماہر زبان عربی ہے۔

اس بات پر چند سال گزرے کہ ایک دن حضرت محبوب یزدانی وضو فرما رہے تھے اب وضو ہاتھ میں لے کر ایک طرف چھینٹا مارا اور یوں فرمایا کہ ”کیوں نہیں کہتا میں اشرف محبوب یزدانی کا مرید ہوں۔“

یہ حالت دیکھ کر حاضرین کو حیرت ہوئی مگر کوئی دریافت نہ کر سکا۔ مگر ناز پروردہ انغوش دولت جہانگیر حضرت حاجی الحرمین سید ابوالحسن عبدالرزاق نورالعین نے عرض کیا کہ حضور نے یہ خطاب کس کی طرف فرمایا اور پانی کیوں چھڑکا۔

فرمایا فرزند تم کو یاد ہو گا کہ ایک مولوی ملک دکن سے آیا تھا اور مجھ سے سوال کیا تھا کہ بیعت کرنے کا مدعا کیا ہے۔ میں نے اس کو جواب دیا تھا کہ قبر میں اس کا حال معلوم ہو گا اس کو اپنے علم کا غرور تھا۔ آج وہ شخص دنیا سے انتقال کر گیا۔ قبر میں نیکبرین نے جب سوال کیا اس کا سارا علم بھول گیا اور جواب نہ دے سکا۔ مجھ پر میرے رب نے اس کا حال روشن کر دیا۔ مجھ کو خیال ہوا کہ میرا ملنے والا بتلائے عذاب ہو اس لئے میں نے اس کے منہ پر آب وضو کا چھینٹا مارا اور کہا کہ کیوں نہیں کہتا کہ میں اشرف محبوب بزدانی کا مرید ہوں جب اس کی زبان سے میرے مرید ہونے کا اظہار ہوا تو ملائکہ نے رحم کیا اور کہا کہ یہ ان کا مرید ہے جن کے واسطے ملکوت سموات پر فرشتوں نے ندا کی تھی کہ اشرف محبوب بزدالی ہے۔ غرض کہ وہ عذاب سے بچ گیا۔

سبحان اللہ! کیا شان اولیاء اللہ کی ارفع و اعلیٰ بتائی گئی ہے۔

غزل اشرفی

غلام اپنا مجھ کو بنا شاہ اشرف	یہی ہے مری التجا شاہ اشرف
کہ ہے موت اور زندگی تیری یکجاں	مدد کرتا ہے بر ملا شاہ اشرف
بسر عمر ہونخواستہ دین حق میں	نہیں اور کچھ مدعا شاہ اشرف
میں ہوں طالب دین و دنیا نہ تم سے	مجھے دے خدا سے ملا شاہ اشرف
مددگار ہر دم تمہیں اشرفی کے	تمہیں اس کے مشکل کشا شاہ اشرف

کرامت ۵۰

حضرت محبوب بزدالی فرماتے تھے کہ ایک مرتبہ فقیر مع خیمہ و خرگاہ اور قلندر ان ہمراہی کے ایام سرما میں یمن میں پہنچا۔ ایک مسجد میں اترا اور وہاں کے صلحا سے ملے اور چندے قیام کیا۔ شب برات کے وقت ہم سب بیٹھے تھے کہ حضرت ابوالغیث یمنی میرے پاس تشریف لائے اور فرمانے لگے کہ برادر اشرف اس سال یمن میں نزول بلیات اور آفات اس قدر ہونے والی ہے جس کی برداشت کسی کو نہیں ہو سکے گی۔

میں نے کہا کہ فقیر کو بھی اپنے کشف سے یہی ظاہر ہوا ہے۔ آپ نے بیان کرنے میں سبقت کی ورنہ میں خود بیان کرتا۔ اور فرمایا کہ ہم اور آپ دونوں محبت کے ساتھ یہ بار اپنے اوپر اٹھالیں۔

کہا بہت خوب۔

دونوں بزرگوں نے توجہ باطنی اپنے اوپر بار اٹھالیا۔

قطعہ

چہ مردانند در راہِ خداوند کہ بردارند بارِ سیکراں را
 نشستہ بر زہ میں از ہمت خویش بسرگیرند بارِ آسماں را
 صبح کے وقت دونوں بزرگوں کی یہ حالت تھی کہ چہرہ زردا نکھیں سرخ تین دن
 تک یہی حالت رہی کہ طاقتِ جنین نہ تھی۔

قطعہ

کمال اولیاء اللہ میں یہ کیسی ہمت ہے کہ وہ بارِ بلائے خالق اپنے سر پہ لیتے ہیں
 دیان کو خدا نے وہ تصرف اپنی قدرت سے جو پائیں طالبِ صادق کو سب کچھ اسکودیتے ہیں
کرامتِ راہ حضرت محبوب یزدانی کا یہ معمول تھا بسبب شب بیداری اخیر وقت
 میں نمازِ عشرِ ادا فرماتے۔ یعنی نمازِ ختم کرتے کرتے تہجد کا وقت
 آجاتا تھا۔ ایک مرتبہ سفرِ حج میں جا رہے تھے اور اس مرتبہ جہاز میں چھ مہینے کامل گزر گئے
 ایک دن جہازِ طوفان میں آگیا اور تین شبانہ روز طوفان میں رہا۔ ہمراہیان حضرت بچہ
 پریشان دست بدعا ہو رہے تھے اور حضرت محبوب یزدانی بھی دعا و استغفار میں مشغول
 تھے۔ آپ کی دعا سے اللہ تعالیٰ نے جب اس طوفان سے نجات بخشی۔ پو پختی شب کو حضرت
 جب نوافل اور اوراد معمولی بعد مغرب سے فارغ ہو کر ذکرِ معارف اور حقائق میں تیرا حصہ رات
 کا گذر گیا تھا۔ تین شبانہ روز کے جگے ہوئے تھے حضرت کو عیناً گئی تھی یہاں تک کہ صبح

صادق طلوع ہوگئی اور آسمان پر شفق نمایاں ہوگئی۔ جب لوگوں نے حضرت سے عرض کیا کہ صبح ہوگئی۔

آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ اپنے فقیروں کی محنت ضائع نہیں کرتا جہاز کی چھت پر جا کر دیکھو ابھی صبح نہیں ہوئی ہوگی۔ یہ بات زبان مبارک سے نکلتے ہی سب نے جا کر دیکھا کہ تاریکی شب ظاہر ہوگئی۔

حضرت محبوب یزدانی نے اٹھ کر استنجا کیا اور وضو کر کے نماز عشر پڑھی بخدا م والا بھی سب کے سب جلدی جلدی وضو کر کے سنت اور فرض اور نوافل مع اور معمولی حضرت کے ساتھ ادا کی۔ اس کے بعد حضرت محبوب یزدانی نے کچھ آرام کیا۔ ایک گھنٹہ کے بعد صبح صادق طلوع ہوئی۔ سب نے جماعت حضرت کی اقتدا میں نماز فجر ادا کی۔

بیت

عجب نبود کہ صبح صادق آنتست نفس کم زن کہ صبح صادق آن است

اس روز سے حضرت محبوب یزدانی نے اپنے اصحاب اور خدام سے ارشاد فرمایا کہ آئندہ نماز عشر تاخیر کر کے کوئی نہ پڑھے۔ اور حضرت نے اس کے بعد ہمیشہ تاخیر اپنی کبھی نماز عشر میں تاخیر نہیں فرماتے تھے۔

سبحان اللہ! کیا شان اقدس حضرت محبوب یزدانی کی تھی۔ فی الحقیقت مردان ابوالوقت کے تابع وقت ہوتا ہے نہ کہ وہ تابع وقت کے ہوتے ہیں ایک ل میں ہزاروں تغیر ظاہر کر سکتے ہیں۔ عوام شان مردان الوقت نہیں سمجھ سکتے۔

قطعہ

ہوئے جو باقی بالستوت اور ہیں خدائی پر بھلا کیا ناقصوں کے عقل میں یہ راز آئے گا
مگر ہاں مرد کامل کی غلامی جس نے کی بیشک وہی لطف خدا سے گوہر مقصود پائے گا
ایک شخص امرار لاچین سے حضرت محبوب یزدانی سے کچھ انکار رکھتا
تھا۔ ایک دن حضرت کی دعوت کی اور دسترخوان پر طرح طرح

کرامت ۵۲

کے کھانے چنے گئے۔ دو پیالہ میں چوزہ مرغ پکا ہوا حضرت کے سامنے پیش کیا ایک پیالے میں چوزہ مرغ جو وجہ حلال سے خرید کر پکوا یا تھا اور دوسرے پیالے میں چوزہ مرغ جو باقیمت بظلم وجہ حرام سے لیا تھا۔ آپ نے وہ پیالہ چوزہ مرغ جو وجہ حلال سے پکا ہوا تھا اپنے سامنے رکھا۔ دوسرا پیالہ جس میں چوزہ مرغ وجہ حرام سے تھا۔ دعوت کرنے والے کے سامنے بڑھا دیا اور فرمایا کہ یہ تمہارا حق ہے اور تمہارے لئے مناسب ہے۔

شعر

کسے کو راختہ را محفوظ دارو برد سنگ جہا ہرگز نہ بارو
حضرت مولانا نظام مبینی جامع لطائف اشرافی فرماتے ہیں کہ حضرت محبوب یزدانی کی خدمت میں بارہا دیکھا کہ جب کسی وقت کسی نے طعام مشکوک کو حضرت کے سامنے پیش کیا تو آپ کے بائیں پیر کی چھنگلیاں خود بخود حرکت کرتی

شعر

زہے ذاتِ شریف سید پاک کہ پکش داشت حق ز امیر شرخاک

قطعہ

لگاؤں اپنی آنکھوں سے میں ہر دم ملے گر مجھ کو ان کی نعل کی خاک
دلائے اولیاء عشق خدا ہے مگر مشکل ہے اس کا سب کو ادراک

حضرت محبوب یزدانی جس وقت شیراز بغرض زیارت مہت پر
بزرگان قیام پذیر ہوئے اور قیام گاہ میں بیٹھے ہوئے تھے کہ

کرامت ۵۳

ایک درویش حضور کی ملازمت کے لئے حاضر ہوا اور عرض کرنے لگا کہ بارہ برس سے مجاہدہ اور ریاضت میں مشغول رہتا ہوں۔ اور فلاں فلاں بزرگ کی خدمت میں حاضر رہا لیکن مجھ کو کچھ حاصل نہ ہوا۔

مصرع
درخت کام و مرادوم بہ بر مئی آید
جب وہ درویش خدمت عالی میں بکمال عجز و نسیب از و اظهار انکسار بصدیقا عرض
حال کرنے لگا۔

مصرع
چو گفت از دل سخن در دل اثر کرد
حضرت محبوب یزدانی نے فرمایا خاطر جمع رکھو اور ان کی کشود کے لئے فاتحہ پڑھا
ایک گھڑی بھی نہیں گزری تھی کہ حضرت کی توجہ سے ابتداء سے اتہا تک منازل سلوک اسکے
طے ہو گئے اور تمام اسرار معرفت اس پر کھل گئے۔
بیت

آنانکہ خاک را بہ نظر کیمیا کنند آیا بود کہ گوشتہ چشم بما کنند
چنانچہ اس شخص کے اثر حالت سے تمام حاضرین موثر ہوئے۔

ابیات

اے اشرف سمنان اگر مجھ پر بھی ڈالو اک نظر کافی ہے روز حشر تک میرے لئے اسکا اثر
غوث چہانگیر ولی محبوب یزدانی ہو تم اے نورین مصطفیٰ حیدر کے ہو جان و جگر
حضرت محبوب یزدانی جب سفر جوئی پور سے بنارس میں تشریف
لے گئے اور اپنے خلیفہ خاص مولانا عبداللہ بناری کو سرفراز
فرمایا حضرت کا خیمہ ایک بت خانہ کے متصل صحرا میں کھڑا ہوا۔ جماعت کفار بکمال اخلاص
بت پرستی کر رہے تھے حضرت محبوب یزدانی کو یہ اخلاص پرستش ان کا ایسا دل پر اثر پذیر
ہوا کہ زبان مبارک سے یہ شعر نکلا۔
شعر

اگر عکس رخ و الفت نبودے در ہمہ اشیاہ مغال ہرگز نہ کر دینے پرستش لات و عتری را
ایک دن حضرت محبوب یزدانی بنظر سیر و تماشا معبد کفار میں سمت بت خانہ تشریف
لے گئے۔ تمام گروہ کفرہ حضرت کے زیارت سے مشرف ہوئے۔ اسی درمیان میں تحقیقات

مذہبی کا تذکرہ نکل آیا جس سے اپنے اپنے مذہب کی حقیقت کا اظہار ہونے لگا اور اظہارِ قوت
 اندراجیہ کرنے لگے۔ حضرت محبوب یزدانی نے فرمایا کہ اگر بت سنگین ہمارے مذہبِ اسلام کی
 تصدیق کریں اور تمہارے مذہب کی تکذیب کریں تو اس صورت میں تم ایمان لے آؤ گے۔
 سب نے اقرار کیا۔ حضرت محبوب یزدانی نے ایک بت سنگین کو ہاتھ میں اٹھالیا اور فرمایا کہ
 اگر مذہبِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا حق ہے تو کہہ۔ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ
 اسی وقت بت نے بزبان فصیح پڑھا۔ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ
 ایک ہزار ہندو اسی وقت کفر سے بیزار ہو کر مسلمان ہو گئے۔ اور حضرت محبوب یزدانی
 کے دستِ اقدس پر بیعت کی۔

قطعہ

پڑھیں کلمہ بت سنگین مرے شرے کی کرامت سے
 ہوئی بیدار جن کی بخت وہ قدموں پر رکھ کر
 حضرت محبوب یزدانی محمد آباد گھنٹہ سے لوٹتے ہوئے ایک قریہ
 میں اترے جس کا نام آپ کے نام سے منسوب ہو کر اشرافیہ ہوا
 یہ موضع شہرِ اعظم گڑھ سے تین کوس سمت شمال واقع ہے۔ اسی موضع کے کنارے دکن جا
 لب بترک ایک چھوٹا سا چشمتہ جاری ہے۔ یہ مقام حضرت کو پسند آیا۔ ایک چلہ قیام کر کے یاد الہی
 میں مشغول رہے۔ اسی موضع کا زمیں دار راجپوت ہندو تھا۔ اس کا بیٹا ہنکار سنگھ نامی جنگل
 میں لب چشمتہ جہاں حضرت محبوب یزدانی چلہ کش تھے آپ کی زیارت کو آیا۔ آپ نے ارشاد
 فرمایا کچھ کھائے گا۔

کرامت ۵۵

اس نے عرض کیا کہ اگر آپ کا پرشاد (بترک) ملے گا ضرور کھاؤں گا۔
 حضرت نے ایک جھاڑی کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ وہاں جو کچھ کھانا ملے کھا لینا۔
 وہاں جا کر دیکھا کہ عمدہ عمدہ قسم کے کھانے پلاؤ، زردہ، بریانی، قورمہ،
 کباب۔ طرح طرح کے کھانے لذیذ چنے ہیں۔ خوب سیر ہو کر کھایا اور یہ کرامت حضرت کی
 دیکھ کر صدقِ دل سے ایمان لایا اور مسلمان ہو کر شرفِ بیعت سے مشرف ہوا۔ جب اپنے

گھر گیا وہاں بھی معمولی گوشت جھٹکے کا پکا ہوا تھا۔ اس کو ناپند کیا اور کہنے لگا کہ بابا جی کے پاس جو گوئی (گوشت) کھایا یہاں وہ کب میسر ہو سکتا ہے۔ اس کے گھر والے سب سمجھ گئے کہ یہ بابا جی کے پاس کھانا کھا کر مسلمان ہو گیا۔ ان کو حضرت کی طرف سے اس قدر خوف غالب ہوا کہ گھر چھوڑ کر نہیں نکل گئے۔ ہنکار سنگھ نے خدمت عالی میں حاضر ہو کر گھر کا حال عرض کیا حضرت نے فرمایا غم مت کھاؤ یہ موضع تم کو دے جا تا ہوں۔ آج سے مہتر کا نام ہنکار خان ہوا۔ ایک دن ہنکار خان نے خدمت عالی میں عرض کیا کہ بیٹا میرا بھائی جو ہمارے موضع کے کنارے جاری ہے۔ بسبب زمین عمیق کے اس کا پانی ہمارے کھیتوں کو سیراب نہیں کرتا حضرت محبوب یزدانی نے اپنا انگوٹھا داہنے ہاتھ کا زمین پر رکھ کر دیا۔ وہاں سے ایک قدرتی چشمہ جاری ہوا جو آبپاشی اراضی موضع کے لئے کافی ہو گیا۔ حضرت نے اس کا نام اشرف المار رکھا اب یہ شکل تالاب وہ مقام موجود ہے۔ اس کو گاؤں والے اشرف پوکھری کے نام سے موسوم کرتے ہیں۔

حضرت محبوب یزدانی نے اپنی مسواک کو زمین میں داب دیا تھا اس سے ایک بڑا درخت عظیم الشان نیم کا پیدا ہوا جو اب تک موجود ہے۔ جو حضرت محبوب یزدانی کے حجرہ چلہ کشی کے دروازے پر واقع ہے۔

ایک بات عجیب اس گاؤں میں حضرت کی دعا سے قائم ہے کہ اولاد سپری حضرت ہنکار خان کے قبضہ میں اب تک وہ گاؤں موجود ہے۔ اگر کوئی اولاد دختر یا اور کسی کو اس موضع کی جائداد دیوے تو اس کو سزاوار نہیں ہوتی۔ تھوڑے دن میں لاولد ہو جاتا ہے اگر کوئی شخص اس گاؤں کی جائیداد خرید کرے تو اس کو بھی سزاوار نہیں ہوتی۔

فقیر اشرفی جامع رسالہ ہذا جب اس موضع اشرف پور میں پہنچا تمام خورد و کلاں مرد و عورت سب اس فقیر کے ہاتھ پر مرید ہوئے۔ میرا اونٹ اس نیم کی پتی کھانے لگا۔ لوگوں نے کہا کہ حضرت اس نیم سے ایام بندوبست میں ایک لالہ جی نے مسواک کو استعمال کی اسی وقت وہ دیوانہ ہو گیا۔ آپ اپنے اونٹ کو روکے ایسا نہ ہو کہ کچھ نقصان پہنچے۔

میں نے کہا کہ میرے دادا کا درخت ہے۔ میں ان کا پوتا ہوں۔ اگر میرا اونٹ اس
 نیم سے پتی کھائے تو کیا قباحت ہے۔

اس بات کو سن کر گاؤں والے خاموش ہو گئے۔

اس فقیر نے ایک بار مبارکپور ضلع اعظم گڑھ آکر موضع اشرف پور میں سو ڈیڑھ سو
 مریدان کی جماعت لے کر صحن حجہ میں حلقہ ذکر چہر کیا۔ عجیب لطف روحانی حاصل ہوا۔ اور
 کیوں نہ ہو جہاں حضرت محبوب یزدانی نے چلہ کیا ہو وہ زمین برکتوں اور نور سے معمور نہ ہو۔

شعر

بر زمیں کہ نشانِ کفِ پائے تو بود ساہا سجدہ صاحبِ نظراں خواہد بود



اشرف المساجد ٹرسٹ کا

مختصر تعارف

حضرت مخدوم میر سید اشرف جہانگیر سمانی علیہ الرحمہ غوث العالم آپ کے فیض روحانی سے عالم کا گوشہ گوشہ مستیز ہے اور اکتاب فیض کے لئے ہر طرف سے لاکھوں کی تعداد میں عقیدت مند عرس شریف کے موقع پر حاضر ہوتے ہیں۔ طالبان حق و راہ صفا مطلوب تک پہنچتے ہیں۔ رجب شریف کی ستائیسویں تاریخ بڑی ہی اہمیت کی حامل ہے۔ اطراف عالم کے اولیائے کرام آپ کے آستانہ پاک پر اکٹھا ہوتے ہیں۔ منزل سلوک کو طے کر کے مدنی تاجدار معراج والے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقہ میں قرب خاص سے نوازے جاتے ہیں۔

ایک بار مجھے عرس شریف کے موقع پر اپنی خاتقاہ حسنیہ سرکار کلاں میں نماز جمعہ پڑھانے کا اتفاق ہوا۔ نمازیوں کا ازدہام تھا۔ اس وقت موجودہ خاتقاہ میں چھوٹی بڑی کوئی مسجد نہ تھی۔ نمازیوں کو ادائے جمعہ میں بڑی دشواریوں کا سامنا کرنا پڑا۔ آستانہ عالیہ پر چھوٹی مسجد ہونے کی بنا پر مسجد بھر گئی۔ نماز قبروں پر اور قبروں کے سامنے پڑھی گئی۔ دل میں آرزو پیدا ہوئی کاش ایک ایسی مسجد تعمیر ہو جس میں زائرین آستانہ پاک کو ہر طرح کی سہولت پہنچائی جاتی اور زائرین اطمینان اور فراخ قلب کے ساتھ خشوع و خضوع سے منہیات شرعیہ سے محفوظ رہ کر پنجگانہ نماز و جمعہ و عیدین ادا کر سکیں اور بس۔ مسجد بنا کر نہ کسی مسجد کا اضافہ اور نہ نام و نمود مقصود اور نہ ہی تعمیری مائنش۔ محض خالصاً لوجہ الکریم تعمیر کا عزم کیا گیا۔

سلائی پھاٹک کے اندرونی حصہ میں حج صاحب مرحوم کی زمین علم محترم سید شاہ رفیق اشرف و سید شاہ نظام اشرف ایڈووکیٹ و حضرت العلامة اشخی المعظم المکرم المحترم مولانا سید شاہ مجتبیٰ اشرف کے تعاون سے حج صاحب کی اولاد سے اشام پر لکھا کر حاصل کی گئی تاکہ نثر کسی قسم کا کوئی نقص نہ

عالمیناب حمید اللہ خاں سر بلند جنگ

چنانچہ ۱۹۷۸ء میں معززین خاندانی اور عمائدین قوم و ملت کی موجودگی میں حضرت شیخ الیشوخ خلوت نشین زاویہ بیت تارک معاملات زندگانی عامل و طالب اشرفی بقیۃ السلف خاندانی میرے حقیقی خالوجان عابد و زاہد سید شاہ ظہیر الدین اشرف اشرفی جیلانی متعنا اللہ تعالیٰ ببرکات حیاتہ کے مبارک ہاتھوں سے اشرف المساجد ٹرسٹ المعروف مسجد سمنان کاسنگ بنیاد رکھا گیا۔ بنیاد کی تکمیل بدرطریقہ عال شریعت رہمائے حقیقت حضرت مولانا حکیم سید شاہ قدیر احمد صاحب اشرفی جیلانی کی نگرانی میں ہوئی۔ ملک زادہ محب گرامی محمد عمر صاحب کا عملی تعاون خوب رہا۔ پھر کچھ ایسے نامساعد حالات پیدا ہوئے کہ فقیر سرمایہ کی فراہمی نہ کر سکا، جو جوئے شیر سے کم نہیں۔

پھر غیبی ہدایت کے بموجب روحانیہ پاک حضرت مخدوم اوحاد الدین میر سید اشرف جہانگیر علیہ الرحمۃ والرضوان کا فرما ہوئی۔ درحقیقت اشرف المساجد ٹرسٹ غیبی ہدایت کی تصدیق اور تائید محب صادق و مکرم مولانا محمد امام الدین صاحب صلاتہ اللہ تعالیٰ عنہ شہ کل عاقد و عین امام و خطیب جامع مسجد بسکھاری جوان سال و جوان ہمت نے رہنمائی کی اور اں موصوف ہی کو تعمیری نگرانی سونپ دی گئی۔ مولانا موصوف کے خلوص نے تعمیر میں نئی زندگی بخش دی۔ بچدہ تعالیٰ و بکرم حبیبہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سلسلہ تعمیر اب تک جاری ہے اور ابھی مسجد کا کام بہت باقی ہے۔ یہ میرے علم میں نہیں کہ جب تک مکمل ہوگی۔ محض اس کی بارگاہ قدس میں رجا و امید کی قوت تمام کا سہارا ہے اور سرکار مخدوم علیہ الرحمۃ میں یہ التجا ہے۔

اے اشرف زمانہ زمانے مدد نما درہائے بستہ راز کلید کرم کشا
اے سرکار مخدوم علیہ الرحمۃ آپ کا نام لیوا آپ کی بارگاہ میں یوں عرض کرتا ہے
یا سید اشرف جہانگیر دست من زار و ناتوان گیر
اے سرکار مخدوم علیہ الرحمۃ آپ کا ہوں، آپ کا کہلاتا ہوں، عرض مدعا ہے
ہر کہ آمد بر درت امیدوار بر نگر دو چوں نیابد مدعا
اے سرکار مخدوم علیہ الرحمۃ آپ نے فرزند نور العین کے فرزندوں کی
ضمانت لی ہے یہ فقیر عرض کرتا ہے۔

سرورِ ایشیا کریم دستگیرِ اشرف حرمِ رُوحِ پیمبریکِ نظر کن سونے ما
 اے سرکارِ مخدوم آپ کے دربارِ عالی کا ایک داعی بھکاری ہاتھ جوڑے پیارے عرض

کتاب ہے۔

اے جہاںگیرِ پیراے مخدوم
 نرود از درت کے محرم
 پیر اولادِ خویش اے اشرف
 حاکم وقت را بکن محکوم

سگِ بارگاہِ اشرف

سیدِ اشرفِ اشرفی جیلانی

۱۲ محرم الحرام ۱۲۰۵ھ

مطابق: ۱۱ اکتوبر ۱۹۸۶ء

دردِ حضور کے

صَلَّى اللهُ عَلَى النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ وَالْآلِهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْكَ وَسَلَّمَ صَلَاةً وَسَلَامًا عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللهِ
یہ درود شریف بعد نماز جمعہ صبح کے ساتھ مدینہ منورہ کی طرف منکر کے دست بستہ شو بار پڑھے۔ بیشمار دینی و دنیاوی
فوائد و برکات حاصل ہوں گے۔ اے سارے جہان کے خالق و مالک! اور وہ شریف مذکور کا ورد اور وظیفہ
کرنے والے بندے کو تو ان گنت فیوض و برکات سے نوازے (آمین) منتظر کرم

حاجی عبدالرزاق اشرفی۔ پلاسٹک والے

ہوٹل امپیریل پبلس

جدید پہولتوں کے ساتھ قیام کے لئے اطمینان بخش اور آرامدہ۔

ایئر کنڈیشنڈ ہوٹل یاد رکھئے۔ ملازمین کا حسن سلوک پوکھ کا سکون بخشنے گا
تشریف لائیے اور خدمت کا موقع دیجئے۔ نام یاد رکھئے۔ ہوٹل امپیریل پبلس

سینٹرل بلڈنگ، ڈی بلاک، پلٹن روڈ، نزد بیت الحج، کراچی ڈیمارکٹ بیسی نمبر ۱۰۰۰۰/۲، فون نمبر ۲۲۲۰۸۲

ہم نیک خواہشات کے ساتھ۔ صحائف اشرفی کی اشاعت پر مشر بہ حق اعلیٰ حضرت اشرفی میاں
کی بارگاہ اقدس میں خراج عقیدت پیش کرتے ہیں
اس شہید غوث الثقلین کے وسیلے سے ہم اپنے کاروبار میں برکت و ترقی اور ایمان و عقیدے
میں سچپتگی کے متمنی ہیں۔
گدلے اشرفی

حاجی عبدالرزاق اشرفی پلاسٹک والے

TEL OFF: 330803

RES: 338797

A TO Z HAWAI SENTRE

DEALERS IN:

HAWAI CHAPPALS

& ALL KINDS OF FOOTWEAR

206. KAMBEKAR STREET BOMBAY-400003

خاتمہ بالخیر ہو سکرات کی سختی نہ ہو رُوح جب تیری طرف جائے اے سستی نہ ہو

ہم صحائف اشرفی کی اشاعت پر خلوص دل کے ساتھ ہدیہ تبریک پیش کرتے ہیں۔ سفرِ مہیہ

حفاظت کیلئے۔ موٹر، اسکوٹر، ٹرین، ہوائی جہاز اور سائیکل وغیرہ پر سوار ہوتے وقت پڑھنے کی دعا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ سُبْحٰنَ الَّذِیْ سَخَّرَ لَنَا هٰذَا وَمَا كُنَّا لَهٗ مُقْرِبِیْنَ وَاِنَّا اِلٰی رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ ؕ

مضبوطی میں بے مثال اور قابل اعتماد مرکز

اے خالق و مالک! دعا مذکورہ کی برکت سے ہم

تمامی اہل خاندان کو نواز دے، جان و مال اور عزت

و ایمان کی حفاظت فرما اور کاروبار میں خیر و برکت

کا نزول فرما۔ (آمین) تیرے کرم کا سائل

محمد سلیمان کھارا والا۔

اے نیکو لوگو!

۱۳۸ باریا بلڈنگ۔ کراچی فورڈ مارکیٹ، بسی ۳

بڑے دربار میں پہونچایا مجھ کو میری قسمت نے ^{۷۸۶}/_{۹۲} میں صدقے جاؤں کیا کہتا مرے لچھے مقدر کا

صحائف اشرفی کی اشاعت پر ہم اپنے عقیدت بھرے دل سے مبارکباد پیش کرتے ہیں۔ بحری

سفر کیلئے جہاز، کشتی، لائسنج بحری سفر شروع کرتے وقت یہ دعا پڑھیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ مَجْرٰہَا وَمُرْسٰہَا اِنَّ رَبِّیْ لَکَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ اِنشَاء اللہ سفر بحفاظت تمام ہوگا۔

اے رؤف و رحیم! دعا مذکورہ کی برکت سے زندگی کا سفر کامیاب سے کامیاب تر بنا۔ ہر خطرات سے محفوظ و مامون

رکھ اور جسم و جان، مال و اولاد، ایمان و اعتقاد کے

ساتھ منزل مقصود تک پہونچا دے، رزق حلال عطا

فرما اور اس میں خیر و برکت بھی۔ (آمین)

درکیم کے بھکاری

مالکان: میٹر و میٹر سس مارٹ

۳۳۳ پنجاری اسٹریٹ، بسی ۳

عمدہ و آرام دہ گدیلا و لحاف، نفیس و خوب صورت

معمولی نیکے کیلئے تشریف لائیے، اطمینان بخش مال بہترین و

عمدہ کام یاد رکھیے

میٹر و میٹر سس مارٹ

۳۳۳ پنجاری اسٹریٹ۔ بسی نمبر ۳۔ ۳۰۰۰

ایسی سرکار ہے بھر پور جہاں سے لینے روز اک میلہ نیا در پہ لگا ہوتا ہے

صحائف اشرفی کی اشاعت پر نیک تمناؤں کے ساتھ مبارکباد قبول فرمائیے۔

زہر و ضرر رساں چیزوں سے حفاظت کیلئے

کھانے پینے سے پہلے یہ دعا پڑھ لیں، انشاء اللہ کسی قسم کا نقصان نہ ہوگا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِیْ لَا یَضُرُّمَعِ اسْمُهُ شَیْءٌ فِی الْاَرْضِ وَلَا
فِی السَّمَاوٰتِ وَهُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ

اے خالق و مالک! اس دعا کی برکت سے ہم تمام برا و دران خویش واقارب
دوکان و مکان کو آفات ارضی و سماوی سے محفوظ و مامون رکھ، صراطِ مستقیم پر چلا
اور ایمان و اعتقاد میں جلا، کاروبار میں خیر و برکت عطا فرما۔ (آمین)

ادیبائے کرام کے شیدائی

مالکان: منصور ڈی اینڈ سنس

۳۰/۲۸ پنجاری اسٹریٹ

نزد: کرا فورڈ مارکیٹ، بمبئی نمبر ۳

ہے عام کرم ان کا اپنا ہو کہ بے گانہ آتا ہی نہیں گویا سرکار کو "لا" کرتا
ہم انتہائی عقیدت و خلوص کے ساتھ "صحائف اشرفی" جیسی روحانی کتاب کی اشاعت پر جو
ہمارے والد گرامی مفتی کمال الدین کمال ہند اور والدہ ماجدہ سروری خاتون اور نانا ملامبین کے سپرد
رہن ضمیر اور شہرِ حقیقی شہیدہ غوث اقلین اعلیٰ حضرت اشرفی میاں علیہ الرحمہ کی مرتبہ ہے، مبارکبادی پیش کرتے
ہیں۔ یا رحم الراحمین! حضرت غوث العالم محبوب یزدانی اور حضرت اشرفی میاں کے وسیلے سے
ہمارے والدین اور نانا جان جو حضرت اشرفی میاں کے اجل خلقار میں تھے، مغفرت فرما اور مرحومین کو
جنت الفردوس میں جگہ عطا فرما۔ (آمین)

محتاج کرم
فصح الدین اشرفی۔ مالک ہوٹل ڈی رومانہ دہلی

ہوٹل ڈی رومانہ
دہلی ہیں آپ کا خیر مقدم کرتا ہے۔



* دہلی و نئی دہلی کے سنگم پر واقع * جدید طرز پر تعمیر شدہ بلڈنگ * آرام دہ کتنا دہ کمرے
* ملحق باٹھ روم * جزوی ایر کنڈیشنڈ * ہر کمرے میں ٹیلی فون اور میوزک کی سہولت
* خوب صورت و دلکش نرم فالین کی سجاوٹ * ناشتہ و مغلیہ کھانوں کا بہترین انتظام * عمدہ سروس
پاکیزہ ماحول، مناسب دام * خوش اخلاق مستعد اسٹاف آپ کی خدمت کے لئے ہمہ وقت تیار۔
* کم قیمت قیام کے لئے 'ڈور مٹری' میں آرام دہ بستر بھی دستیاب ہیں۔

منیجر:- ہوٹل ڈی رومانہ نزد سبھاش پارک جامع مسجد دیبا گنج نئی دہلی ۱۱۰۰۰۲
ہوٹل ڈی رومانہ میں قیام۔ شان کے ساتھ گھر جیسا آرام۔ فون: ۲۶۶۰۳۱ (پانچ لائینیں)
۲۶۶۰۳۱

تیری نسل پاک میں ہے بچہ بچہ نور کا تو ہے عین نور تیرا سب گھرانہ نور کا
صحائف اشرفی کی اشاعت پر دلی مبارکباد قبول فرمائیے۔

اے رب کریم! حضرت محبوب یزدانی، مخدوم سید اشرف جہانگیر سمنانی کے نور باطنی سے ہمارے
نہاں خانہ دل کو روشن اور منور فرما اور مخدوم سمنانی کے فیضان کرم سے کاروبار میں بے پناہ
خیر و برکت اور ایمان و عقیدے کی سحت و سلامتی عطا فرما۔ (آمین)

بارگاہ اشرف کے مجکاری

مالکان حفیظ اینڈ کمپنی انمبر ناگہ یوی اسٹریٹ ناخدا محلہ

بھیبی نمبر ۳

ذوق و برق عمدہ اور پائدار و پیدر پیدر حسین جمیل ملبوسات کا قابل اعتماد مرکز

حفیظ اینڈ کمپنی

انمبر ناگہ یوی اسٹریٹ ناخدا محلہ بھیبی ۳

جہاں مشہور طوں کی سوٹنگ، تھرننگ، ساڑیاں، زنانہ، مردانہ ہر قسم کے نقس کپڑے، شادی بیاہ کے
خصوصی جوڑے مناسب نرخ پر دستیاب ہوتے ہیں۔

خرید فرمائیے اور خوشیوں کو دو بالا کیجئے۔ اچھا لباس شخصیت کو اجاگر کرتا ہے۔
تشریف لائیے اور خوش آمدید کہنے کا موقع دیکھئے۔

آپ کی خدمت ہمارا نصب العین ہے۔

زندگی عزت کی چاہے ہند میں مسلم اگر

تو لازم ہے کہ سو واجب بھی لے مسلم سے لے (مولانا ظفر علی خاں)

نہ صرف آنکھیں ہی روشن ہوں دل بھی بینا ہو
اگر وہ آئیں کبھی اک بار آنکھوں میں

برائے کشادگی رزق اور دیگر مقاصد

مَا شَاءَ اللَّهُ لَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ ط

روزانہ بعد نماز عشاء ۳۶ بار پڑھے اول آخر گیارہ گیارہ مرتبہ درود شریف
رزق میں خیر و برکت ہوگی۔

ہم ”صحائف اشرفی“ جیسی باریف کتب کی اشاعت پر بصدق دل مبارکباد پیش کرتے ہیں
کارسازا! بندہ نوازا! ہم غلامانِ بارگاہِ اشرف کو کتاب مذکورہ سے فیوض و برکات
حاصل کرنے کی توفیق نصیب فرما اور اس کے مطالعہ سے روحانی طمانیت اور
ہمارے والد گرامی مرحوم الحاج عبدالشکور اشرفی عرف نچو بھالی کو قبر میں راحت و
نعمت اور اہل و عیال و برادران کو صحت و سلامتی اور کاروبار میں خیر و برکت عطا فرما آمین
نگاہِ کرم کے منت تائی

مالکان نوبل چشمہ والے محمد علی روڈ بمبئی ۳

شاخ

نوبل چشمہ والے

پلاٹ ۲۰۵ مقابل ریلوے اسٹیشن

ایس وی روڈ اندھیری (ڈویسٹ)

بمبئی ۵۸

نوبل چشمہ والے

۷۹ A محمدی ہاؤس

محمد علی روڈ، بمبئی نمبر ۳

فون نمبر ۳۲۵۹۷۱

جس نے جو مانگا وہ پایا اور بے مانگے دیا
پاک منہ پر حرف آیا ہی نہیں انکار کا

بے پناہ خوشیوں کے ہجوم میں ”صحائف اشرفی“ کی اشاعت پر ہدیہ مبارکبادی
پیش کرتے ہیں

برائے تجارت و ترقی روزگار
یہ عمل تجارت و ترقی روزگار کے لئے عجیب تاثیر رکھتا ہے۔ ترکیب بعد نماز عشر

يَا مُسَيَّبَ الْأَسْبَابِ

۵۰۰ مرتبہ

ایسی جگہ کھڑے ہو کر یہ مہنہ سرکہ سایہ کسی چیز کا سر پر نہ ہو پڑھے۔ اول
آخر گیارہ گیارہ بار درود شریف پڑھے انشاء اللہ مقصد میں کامیابی ہوگی۔

اے رزاق مطلق

مذکورہ بالا دعا کا ثواب ہمارے والدین مرحومین کی روح کو پہنچا دے
اور مرشد برحق کے طفیل ہمارے کاروبار میں بے پناہ خیر و برکت نیتوں میں

اخلاص اور درجات میں ترقی عطا فرما۔ آمین

محتاج کرم

ایک سال بے نوا

محمد عرفان اشرفی

تجھ سے مانگوں میں تجھی کو کہ کبھی کچھ مل جائے گا سو سوالوں سے بھی ایک سوال اچھا ہے

ہم

صحا القاشرفی کی اشاعت پر بے پناہ مسرتوں کے ساتھ مبارکباد پیش کرتے ہیں...

رب کریم! اپنے محبوب بندوں کے فیضانِ کرم سے ہمارے اہل و عیال عزیز و اقارب کو دنیا و آخرت میں شاد و آباد رکھے، ایمان و عقیدے کی سلامتی عطا فرمائے اور کاروبار میں

خیر و برکت نصیب فرمائے۔ (آمین)

فیضانِ کرم کا متمنی

حاجی عمر

بہترین قیام گاہ

مرحباً اہل و سہلاً مرحباً اور خوش آمدید کے پیکر الفاظ

کے ساتھ آپ کا خیر مقدم

یہ مثال طرزِ تعمیر، آرام دہ و پرسکون کمرے اسٹاف کا حسنِ اخلاق، ملازمین

کا اخلاص تمام تازہ و جدید سہولتوں کے ساتھ قیامِ شرمائے

گھر سے گھر کا اطمینان۔ ایک بار خلد کا موقع دیجئے

Phone

395193

Phone

397193

پین گیسٹ ہاؤس

۲۶۱ بلاکس روڈ (مولانا شوکت علی روڈ) نزد، بمبئی سنٹرل اسٹیشن

مقابل مہاراشٹر کالج، بمبئی ۴۰۰۰۰۷

اے اشرف زمانہ زمانے مدد نما
درہائے بستہ راز کلید کرم کش

صَاحِبِ الشَّوْقِ کی اشاعت ہم نیاز مندوں کے لئے باعث
مست غوث العالم محبوب یزدانی، شاہ سمنان کی بارگاہ کرم میں ہم
نذر عقیدت پیش کرتے ہیں۔

پاؤں ہا، کریمیا! اپنے محبوب بندوں کا سایہ کرم ہمارے سروں پر ہمیشہ قائم
دوام رکھ۔ ایمان و اعتقاد کو تازگی، اعزہ و اقربا کو صحت و سلامتی اور کاروبار
میں وسعت و برکت عطا فرما۔ (آمین)

امیدوار کرم
حاجے محمد عتقاد

ایم کیسین سینٹر۔ عثمانیہ۔ برادرس
مجگاؤں۔ داروخانہ۔ کوی اسٹریٹ بمبئی ۲۰

Phone { 8723608
8728160

بھٹی کی سنگلاخ سسر زمین پر تشرنگان علم کے لئے دینی سرچشمہ

دارالعلوم محمدیہ

باؤلا مسجد دلائل روڈ، بھٹی نمبر ۱۳۰۰۰۱۳

جہاں سے — اب تک ۶۷ علماء ۳۲ احفاظ ۳۰ قرار نیز ۹ کاتب سند فراغت حاصل کر چکے ہیں۔
جہاں کے — فارغ شدہ طلباء بھٹی، کوئٹہ، گجرات اور ملک کے دیگر صوبوں میں دینی خدمات انجام دے رہے ہیں
جہاں کے — فارغ شدہ طلباء بھٹی و اطراف بھٹی کے تقریباً ۷۰ مساجد میں خطابت و امامت کے منصب پر فائز ہیں
جس کا — فیضان بلیٹیا، ہالینڈ، انگلینڈ، سعودیہ عربیہ وغیرہ تک پہنچ چکا ہے۔
جہاں — اس وقت تقریباً دو سو طلباء علوم دین سے فیضیاب ہو رہے ہیں۔
جہاں کا — دارالافتار قوم کے الجھے ہوئے مختلف شرعی مسائل کا حل پیش کرتا ہے۔
جہاں — ملک کے بارہ نامور اساتذہ تشرنگان علم کی پیاس بجھا رہے ہیں۔
جو — اس وقت تقریباً دو لاکھ کا سالانہ خرچ برداشت کر رہا ہے۔
جو — سترہ سال کی قلیل مدت میں اپنی دینی خدمات کی بنا پر شہرت کی جس بند ترین منزل پر
پہنچ چکا ہے وہ محتاج تعارف نہیں۔

الحمد للہ! یہ مصارف قوم کے تعاون ہی سے پوسے ہوتے رہے ہیں — لہذا — دردمندان قوم سے اپیل ہے کہ ہر خاص موقع پر اپنے اس محبوب ادارہ کو یاد رکھیں۔

زکوٰۃ، فطرہ، صدقات، حرم قربانی و دیگر عطیات سے دارالعلوم کا تعاون فرماتے رہیں

ناظر: — دارالعلوم محمدیہ باؤلا مسجد دلائل روڈ، بھٹی ۱۳۰۰۰۱۳۔ فون: ۳۹۷۷۷۷